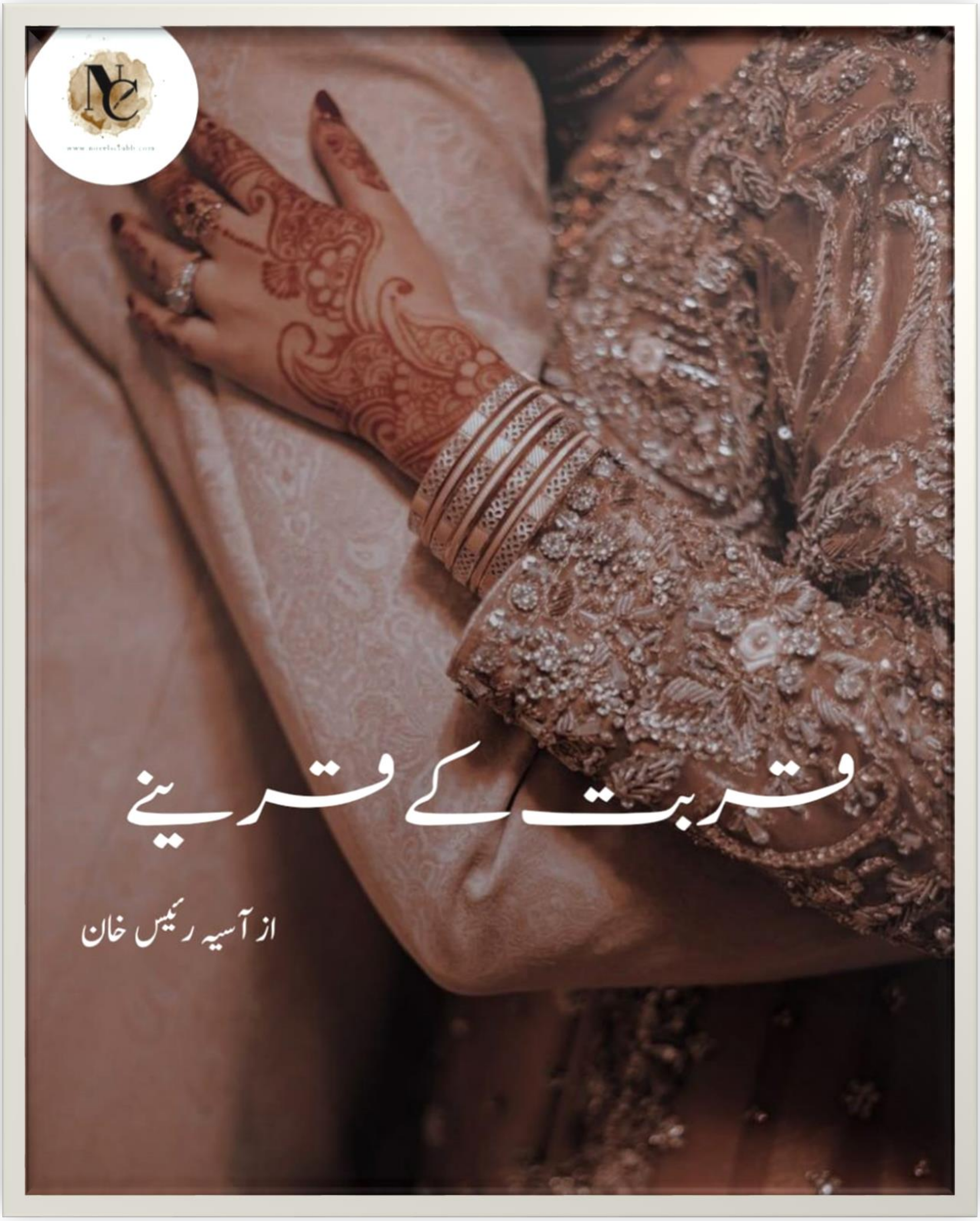
قربت کے قرینے
از آسیہ رئیس خان

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

قربت کے قرینے

از آسیہ رئیس خان

چھوٹے شہر میں خبر اگر کسی مشہور آدمی سے جڑی ہو تو آگ کی طرح پھیلتی ہے اور یہ اس طرح پھیلتی ہے کہ کچھ لوگ یوں چٹخارا لے کر سناتے ہیں کہ چٹخارے کی آواز دوسروں کو متوجہ کرتی ہے تو چند وفاداری اور پردہ داری کا ڈھونگ کرتے ہوئے رازداری کی تاکید کے ساتھ سرگوشیوں کی زنجیر بنا دیتے ہیں۔ شیخ عبدالباسط شہر کی ایسی ہی ایک مشہور ہستی تھے۔ان کے خاندان سے جڑی یہ خبر خود آگ تھی جسے تیل دشمنوں نے اور بجھانے کی کوشش میں ہوا دوستوں نے مہیا کی۔

'بیت الخیر' میں قیامت آئی تھی لیکن وہاں حشر بپا ہونے کی بجائے اب بھی قبرستان سا سناٹا تھا۔ہمیشہ کی طرح اس آگ پر بھی اپنی عظمت اور شوکت کو ملامت سے بچانے

کے لیے مصلحت اور سہولت کا قالین ڈال دیا گیا تھا مگر اس بار یہ آگ ان کے اندازوں سے زیادہ منہ زور تھی۔

میلوں دور اس آگ کی چنگاری اس تک بھی پہنچ گئی تھی اور وہ فوراً گھر کی طرف دوڑا۔ تہذیب، ادب، احتیاط سب بالائے طاق رکھ کر وہ پہلی بار دھاڑ سے دروازہ کھول کر عبدالباسط کے کمرے میں داخل ہوا۔

"اس وقت کیسے؟ تم تو کل آنے والے تھے؟" عبدالباسط اور زلیخا نے سوالیہ نظروں سے دیکھنے پر اکتفا کیا لیکن بڑی امّاں نے کمال سکون سے پوچھا۔ سبھی جانتے تھے وہ اس وقت کیوں آیا ہے لیکن یہ عام سا ردِ عمل معاملے کی سنگینی کو نظر انداز کرنے کی ایک اور کوشش تھا۔

"آپ سب اتنے آرام سے کیسے بیٹھے ہیں؟" دادی کی بات اس نے جیسے سنی ہی نہیں۔ باپ کی آنکھوں میں دیکھ کر کیا گیا سوال سب سے تھا۔

"تم بھی آرام سے بیٹھو۔" عبدالباسط نے کرسی کی سمت اشارہ کیا۔

"ابّا۔۔۔۔۔۔۔!"اس کی آواز میں حد درجہ غصہ، جھنجھلاہٹ، حیرانی، دکھ سب کچھ تھا۔

"آپ کی یعنی شیخ عبدالباسط کی بہو گھر سے بھاگ گئی ہے، تنہا نہیں کسی کے ساتھ اور آپ مجھے آرام سے بیٹھنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔"

"نہیں حانی! تمھیں ہر بار ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں ادھر آیا ہوں تو گھر والے میری شادی ہی کروا دیں گے؟"اس نے دور افق کی لالی پر نظر ٹکاتے ہوئے دوسری طرف اِلحان سے کہا۔

"شادی تو خیر نہیں لیکن یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ وہ تمھیں خبر دیں، ولید ہم نے تمھاری شادی فلاں فلاں سے طے کر دی ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاہاہا۔۔۔۔ڈونٹ وری، میری مرضی کے بغیر یہ ہو ہی نہیں سکتا۔"

"جتنے یقین سے تم یہ کہتے ہو نا مجھے اتنا ہی ڈر لگتا ہے۔"

"تم نے مجھے روک رکھا ہے ورنہ میں ابھی اسی وقت جا کر کہہ دوں کہ مجھے اِلحان سے شادی کرنی ہے۔"

چھت پر آرہی ایمن سیڑھیوں پر ہی رک گئی۔

"ہاااا۔۔۔ایسی بہادری مت دکھانا تم!"اس کی بات پر ولید ہنسا۔

"میں پہلے ممی پاپا کو راضی کرلوں پھر تم اپنا محاذ کھولنا۔پڑھائی مکمل ہونے سے پہلے یہ بات کی تو وہ ناراض ہوں گے اس لیے کچھ مہینے صبر کرلو۔"

"تمھاری بڑی لمبی چوڑی پلاننگ ہے ورنہ میں تو آج،ابھی،اسی وقت ریڈی ہوں۔"

"اچھا رکھو ممی آواز دے رہی ہیں،اللہ حافظ۔"یہ اس کی عادت تھی اور ولید بھی اس معمول کا عادی کہ وہ یونہی بات کے دوران اچانک فون رکھ دیتی ہے۔

www.novelsclubb.com

"یہاں کیوں رک گئیں؟ چلیں اوپر۔"اس کے پیچھے پہنچ چکے اُسید نے کہا جو ولید نے بھی سن لیا۔

"تم سب کے لیے رکی تھی چلو۔"اس نے انھیں پہلے جانے کے لیے جگہ دی۔اُسید کے پیچھے دارِم،فاطمہ،شیما اور فارعہ بھی تھیں۔

سب نے چھت پر چاچو کو دیکھتے ہی سلام کیا۔

"پوری گینگ یہاں کیا کرنے آئی ہے؟"

"سب یہاں مغرب کی نماز پڑھیں گے پھر ایمن باجی کے ساتھ اسکول کی پڑھائی!"

فاطمہ نے جواب دیا۔

"اور اس کے بعد قصے سنیں گے۔"اُسید نے اضافہ کیا۔

"کون سے قصے؟"

"ایمن باجی سناتی ہیں، نبیوں کے، صحابہ اور بزرگانِ دین کے۔"شیما نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

ولید نے سب سے آخر میں اوپر آئی ایمن کو دیکھا۔

"السلام علیکم۔"ایمن نے ولید کی سمت دیکھے بغیر ہی سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔"اس کے ہاتھ میں بچوں کا اسلامی رسالہ تھا جو پھوپھو اس سے منگواتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ بھی سنیں ہمارے ساتھ۔"دارِم آگے آیا۔

فاطمہ ساتھ لائی چٹائی بچھا رہی تھی۔

"آج نہیں پھر کبھی، مجھے ابھی کسی کام سے باہر جانا ہے۔"اس نے پاس کھڑی چار سالہ فارعہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

وہ چلا گیا اور ایمن کو ایک نئی فکر لاحق ہو گئی۔

"اِلحان۔۔۔۔۔۔ماموں کی استبدادی حکومت میں یہ کیسے ممکن ہو گا؟ بڑی امّاں تو بالکل نہیں مانیں گی۔۔۔"وہ پر سوچ سی بچوں کے درمیان بیٹھ گئی۔

عشاء کی نماز سے واپسی پر وہ بھی ساتھ تھے جن سے وہ بچنا چاہتا تھا۔

"کب تشریف لائے برخوردار؟"ان کا وہی طنزیہ انداز۔

"دوپہر میں۔"

ان کے تعلقات ہمیشہ سے ہی سرد رہے تھے۔ شروعات اس کے مسجد میں جینز ٹی شرٹ پہن کر جانے سے ہوئی اور پھر اعتراض اور اختلاف کی فہرست طویل ہوتی گئی۔ وہ گھر کا سب سے چھوٹا اور دادی کا لاڈلا تھا۔ عبدالباسط نے اس پر توجہ اس وقت دی جب وہ اسے بھی بقیہ تین بیٹوں کی طرح مخصوص حلیے اور فرمانبرداری میں ڈھالنا چاہتے تھے۔ ولید تو پہلے نظر انداز کرتا اور چڑتا رہا لیکن ذرا سمجھ داری آنے پر اسے محسوس ہوا کہ باپ کی ہر تنبیہہ، حکم اور ناراضی میں لوگ کیا کہیں گے، میں اتنا شرمندہ ہوا، شیخ عبدالباسط کا بیٹا اور ایسا۔۔۔۔۔ وغیرہ جیسے جملے شامل ہوتے ہیں اور ایک دن ان کی ڈانٹ سنتے ہوئے اس نے کہہ دیا کہ آپ اللہ کے لیے نہیں دنیا اور اپنے لیے مجھے بدلنا چاہتے ہیں۔ تب تو بڑی اماں نے اسے مار سے بچا لیا تھا لیکن وہ بمشکل دسویں تک وہاں رکا پھر ماں اور دادی کی سفارشوں سے وہ شہر کے ہاسٹل منتقل ہو گیا۔ وہ عبدالصمد کے بعد دوسرا فرد تھا جو اعلیٰ عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوکری کر رہا تھا۔ گھر میں صرف نوفل بھائی ہی جانتے تھے کہ وہ سافٹ ویئر انجینئر ہے اور کس معروف آئی ٹی فرم میں کام کرتا ہے۔ گھر چھوڑنے کے بعد سے اس کا تعلق گھر سے سرائے جیسا تھا جہاں وہ مہینے کے تین چار دن گزارنے آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسے آئے، بائیک سے یا بس سے؟" نوفل بھائی نے پوچھا۔

"بائیک نکال کر سیکنڈ ہینڈ کار لی ہے، اسی سے آیا ہوں۔"

"ماشاءاللہ مبارک ہو۔ پروردگار اور ترقی اور کامرانی عطا کرے۔" انھیں واقعی خوشی ہوئی تھی۔ رافع اور حارث ابّا کے سامنے کم ہی منہ کھولتے تھے۔ اب بھی وہ چپ تھے۔

وہ گھر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ دور سے ہی اس کی گرے کار نظر آ رہی تھی۔

"گاڑی تو اچھی کنڈیشن میں ہے۔" نوفل بھائی کی بات پر وہ بس مسکرایا۔ کچھ کہنا والد صاحب کو مزید لتاڑنے کا موقع دینے جیسا تھا۔

تبھی گلی سے ایک بزرگ نوعمر لڑکے کے ساتھ ان کے قریب آئے اور مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے گمراہ پوتے کو شیخ صاحب کے پاس لائے تھے کہ وہ اسے سمجھائیں۔ بزرگ عمر میں عبدالباسط سے بڑے تھے اور ان کا عاجزانہ انداز جس تفاخر سے اس کے ابّا قبول کر رہے تھے وہ اسے اچھا نہیں لگا۔ ان کی بات جاری تھی اور وہ ان سب کو چھوڑ کر گھر

آ گیا۔ یہ ہمت اسی میں تھی۔ باقی بھائی کبھی ایسا نہ کرتے اور اس کی یہی حرکتیں اسے 'آؤٹ کاسٹ' کیے تھی۔

بڑی امّاں یعنی سردار بیگم کے شوہر عبد الغفار شیخ نے دوسری شادی ایک بیوہ سے کی تھی۔ وہ اپنے وقت کے ایک متقی پرہیز گار عالم تھے۔ سردار بیگم نے شوہر کو دوسری شادی کی اجازت تو دے دی تھی لیکن سوتن اور اس کے بچوں کے لیے ان کے دل میں کوئی گنجائش کبھی نہ نکل سکی۔ سردار بیگم کا ایک ہی بیٹا تھا عبد الباسط اور دوسری بیوی سے دو بچے تھے، عبد الصمد اور طاہرہ۔ طاہرہ کی شادی کے بعد آگے پیچھے عبد الغفار شیخ اور ان کی دوسری بیوی دار فانی سے کوچ کر گئے۔ عبد الغفار شیخ نے اپنے دونوں بیٹوں کو دینی اور عصری تعلیم سے آراستہ کیا تھا۔ ان کی زندگی میں ہی دونوں بیٹوں کی شادیاں ہو چکی تھیں۔ عبد الصمد نے شہر میں لیکچرر کی نوکری کو ترجیح دی اور عبد الباسط نے

www.novelsclubb.com

باپ کی جگہ سنبھال لی۔ شہر میں کاروبار اور کئی دکانوں کے علاوہ شہر میں لڑکیوں اور لڑکوں کا مدرسہ اور دینی جماعت کی ذمہ داری یہ سب انھیں باپ سے ورثے میں ملا تھا۔ باپ کے جانے کے بعد 'بیت الخیر' سے ملی سرد مہری اور مکینوں کے لیے دیے رویے کی وجہ سے عبدالصمد اور یہاں کے افراد کے بیچ رسمی سا تعلق رہ گیا تھا۔ طاہرہ کے بیوہ ہو جانے کے بعد عبدالصمد نے کوشش کی کہ بہن کو اپنے ساتھ لے جائیں لیکن بڑی امّاں نے اجازت نہ دی اور طاہرہ بھی تیار نہ ہوئیں۔ شادی بیاہ، بچوں کے پیدائش جیسے موقعوں پر ان کا آنا جانا تھا۔ ان کی دو بیٹیاں اِلحان، عدین اور ایک بیٹا اشہاد تھا۔ وہ اپنی بیوی رومانہ اور بچوں کے ساتھ پونہ میں رہتے تھے۔

نوفل لڑکوں کے مدرسے کی ذمہ داری سنبھال رہا تھا۔ رافع کاروبار کی اور جماعت کے دیگر کام حارث کے ذمے تھے۔ میمونہ بھابھی لڑکیوں کے مدرسے کی منتظمہ تھیں۔ ان کے ساتھ خنساء بھی وہاں پڑھاتی تھی۔ کچھ مہینے پہلے اس کی شادی کے بعد سے نُسیبہ نے اس کی جگہ سنبھال لی تھی۔ ایمن نے بھی جانا چاہا لیکن لوگ کیا کہے گے، یتیم بھانجی سے کام کروا رہے ہیں کہہ کر اسے اجازت نہیں ملی۔

www.novelsclubb.com

کھانے والے کمرے میں مرد حضرات کے لیے دستر خوان چن دیا گیا تھا۔ بڑی امّاں اور زلیخا ان کے ساتھ ہی بعام کرتی تھیں۔ باقی وہ سب زور کی طرح باورچی خانے میں بیٹھی تھیں۔ ادھر سے ہلکی باتوں کی آواز آ رہی تھی۔ طاہرہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ اوپر ہی تھیں۔ جب اسے لگا کہ ادھر سب کا کھانا ختم ہونے کو ہے، وہ اوپر جا کر طاہرہ کو ساتھ لے آئی۔ وہ اکثر سوچتی کہ اس کی امی کو ساتھ میں کھانے کے لیے کیوں نہیں بٹھایا جاتا، ان کے بھائی اور بھتیجے سب ہی تو محرم ہیں لیکن اس گھر میں اپنے خیالات کے اظہار سے لے کر جائز سوال پوچھنے تک، ہر بات پر پابندی تھی۔ پابندی نہیں تھی تو سوچنے پر اور اسی لیے شاید وہ یہ کام سب سے زیادہ کرتی تھی۔

"نُسیبہ!" بڑی امّاں نے ادھر سے آواز دی۔ اس کا مطلب تھا آ جاؤ۔ اس آواز سے پہلے ادھر جانے کی ممانعت تھی۔ آگے پیچھے وہ سب کمرے میں داخل ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"کھیر کس نے بنائی تھی؟" زلیخا نے پوچھا۔

"خولہ بھابھی نے۔" ایمن نے جواب دیا۔

"چینی ڈالتے ہوئے تمھارا ہاتھ تنگ کیوں ہو جاتا ہے؟ جب کہ معلوم ہے شیخ صاحب کو میٹھے میں چینی زیادہ پسند ہے۔" خولہ مجرم بنی سر جھکائے سن رہی تھی۔

"پرانی عادتیں کہاں جاتی ہیں۔" بڑی اماں اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"اس کے میکے میں کہاں فراوانی تھی کسی چیز کی اس لیے کھلے ہاتھ کی عادت نہیں۔" وہ اپنی بات کہتے ہوئے باہر جا رہی تھیں۔

جھوٹی پلیٹیں اٹھا کر باورچی خانے میں جاتے ہوئے اس نے دروازے کی سمت جا رہی بڑی اماں کی پشت کو دیکھا۔ ان کے یہ سادہ سپاٹ جملے اسے ہمیشہ بے آرام کرتے تھے۔ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا وہ اس سادگی سے 'فیکٹ' بیان کرتی تھیں۔ حالاں کہ شرمندہ اور نادم مقابل کی شکل دیکھتے ہوئے ایسے وقت میں خاموش رہنا زیادہ مناسب اور پسندیدہ عمل ہونا چاہیے۔ اس قسم کے موقعوں پر وہ ہمیشہ ہی اداس ہو جاتی کہ اس گھر کے مکین دوسروں کو سنت، سادگی، درگزر، صلہ رحمی کی احادیث اور اقوال زریں سنا کر خود کو عمل سے بری الذمہ مان چکے تھے۔

وہ پلیٹیں سنک میں رکھ کر واپس آئی تب تک نُسیبہ صاف پلیٹیں دستر خوان پر پھیلا چکی تھی۔

"آ جائیں بہت بھوک لگی ہے۔" اس نے دانستہ آواز میں بشاشت پیدا کر پاس کھڑی خولہ کو دیکھا۔

یہ معمول تھا کھانے میں کمی بیشی پر اکثر خولہ یوں مجرموں کی طرح کھڑی ہوتی اور جس دن سُمیکہ نے وہ چیز بنائی ہوتی اس دن نہ زلیخا کچھ کہتیں نہ بڑی امّاں۔ سُمیکہ کو بڑی امّاں کی سہیلی کی پوتی اور جماعت کے ایک ذمہ دار اور امیر گھرانے سے تعلق رکھنے پر یہ رعایت حاصل تھی۔ خولہ کی قسمت ایسی رعایتوں سے خالی تھی۔

کھانے کے دوران سب باتیں کر رہے تھے لیکن خولہ جو یوں بھی کم گو تھی، اس وقت بالکل چپ تھی۔

www.novelsclubb.com

قصور تو خولہ کا کچھ بھی نہ تھا۔ وہ شیخ صاحب کی مہربانی کی سزا بھگت رہی تھی۔ کسی دینی محفل میں خولہ کے والد کے انتقال کی خبر کے ساتھ ان کے دوست نے اس خاندان کو درپیش مشکلات گوش گزار کرائیں۔ واحد کفیل کے چلے جانے کے بعد وہ بہت برے

دور سے گزر رہے تھے۔خولہ کا بھائی ذہنی طور پر معذور تھا۔دو بیٹیوں کی شادی کے بعد اس کی ماں اب تیسری بیٹی خولہ کی شادی کی استطاعت نہیں رکھتی تھی۔حاضرین محفل کو متاثر کرنا تھا یا واقعی ان کا جذبہ ء مدد جاگا تھا جو انھوں نے جہیز اور کسی رسم کے بغیر اسی وقت اپنے دوسرے بیٹے رافع کا نکاح خولہ سے کرنے کی نہ صرف تجویز رکھی بلکہ اسی وقت نکاح پڑھا بھی دیا۔ان کی نیت اس لیے بھی مشکوک تھی کہ خولہ کو گھر لانے کے بعد انھیں رتی برابر دلچسپی نہ رہی کہ اس یتیم کے ساتھ کیسا سلوک ہو رہا ہے؟وہ کس حال میں ہے؟ہاں اس بات پر ان کی تعریفیں اب بھی ہر جگہ اور ہر اجتماع و مجلس میں ہوتی تھیں جنھیں وہ کبھی عاجزی سے تو کبھی فخر سے قبول کرتے تھے۔

سبحان اللہ ماشاءاللہ کی آوازوں کے بیچ رافع نے فرمانبردار بیٹے کی طرح سر تو جھکا دیا تھا لیکن تین بچوں کے بعد بھی خولہ رافع کے دل میں کوئی مقام نہیں بنا پائی تھی۔

www.novelsclubb.com

شرمیلی،خاموش طبع اور دبی دبی شخصیت والی بیوی کو دیکھ کر جانے کیوں اسے غصہ آنے لگتا۔وہ کبھی باپ کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتا تھا اور ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کا سرد رویہ اور بے رخی بڑھتی جا رہی تھی۔شوہر کے اس آناً فاناً فیصلے سے ناخوش زلیخا بہو کے ساتھ بیٹے کا برتاؤ دیکھ کر مزید اس سے بد ظن ہو گئی تھیں۔پہلی بہو

ان کی لاڈلی بھتیجی تھی، تیسری بڑی امّاں کی چہیتی سہیلی کی لاڈلی پوتی۔اس کے علاوہ ان دونوں کو مضبوط خاندانی پشت پناہی حاصل تھی۔خولہ نہ کسی کی لاڈلی تھی نہ اس کا خاندان مضبوط تھا۔

"کھیر بہت اچھی تھی بھابھی۔" ایمن نے خالی پیالی نیچے رکھتے ہوئے دھیمی آواز میں خولہ سے کہا۔اس کے بات سن کر وہ افسردگی سے مسکرائی۔

"اب سے دستر خوان پر نمک کے ساتھ چینی بھی رکھ دیا کریں۔" سُمیکہ کی بات میں طنز کا الگ ہی لیول ہوا کرتا تھا۔

"چکھ لیا کرو خولہ۔ابّا کو میٹھا زیادہ بھاتا ہے، ذائقے کے مطابق نہیں ان کی پسند کے مطابق میٹھا بنایا کرو۔" میمونہ بھابھی کا مشورہ حاضر تھا۔وہ چوں کہ اس گھر کی 'ورکنگ لیڈی' تھیں اس لیے باورچی خانے کی ذمہ داریوں سے بری الذمہ قرار پائی تھیں۔

سُمیکہ اور میمونہ کے مزاج تھے یا ان دونوں کے بارے میں ایمن کی قائم ہو چکی رائے کہ اسے سُمیکہ کی ہر بات میں ڈھکا چھپا دوسرا مطلب اور طنز نظر آتا تھا اور میمونہ کی بات میں نیک نیتی۔

"تم بھی لو، مزے کی ہے کھیر۔" ایمن نے کھیر سے بھری پیالی نُسیبہ کے آگے رکھی۔

"مجھے تو بھابھی کے ہاتھ کا زہر بھی اچھا لگے گا۔" وہ مسکرائی اسے واقعی خولہ کی پکائی ہر چیز اچھی لگتی تھی۔

"یوں اول فول مت بولا کرو بیٹا۔" طاہرہ نے بھتیجی کو تنبیہہ کی۔ ساس سسر اور شوہر کے برعکس نندوں کا سلوک خولہ کے ساتھ اچھا تھا۔

طاہرہ اٹھ گئی تھیں۔ ایمن جانتی تھی آج انھیں جلدی کیوں ہے۔ ولید جب گھر میں ہوتا، رات میں سونے سے پہلے ذرا دیر کے لیے ان کے پاس ضرور حاضری لگاتا اور ایسے وقت میں وہ دیر سے اوپر جاتی یا پھر نُسیبہ کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھی رہتی۔ خولہ کے ساتھ سب کچھ سمیٹتے ہوئے وہ اپنے طور پر اس کا موڈ ٹھیک کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

صبح دس بجے سے ظہر تک بڑی امّاں اور زلیخا خواتین کو درس و تعلیم دیتیں، اس کے بعد ان کے مسائل سنتیں اور پھر ان کا حل بتاتیں۔ اس دوران خواتین کا آنا جانا لگا رہتا۔

برسوں اس کمرے کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایمن نے بہت کچھ سیکھا تھا۔سب سے اہم بات جو اسے سمجھ آئی تھی وہ یہ کہ بڑی امّاں اور زلیخا کو ان عورتوں میں گھرے رہنے سے زیادہ عزیز کچھ نہ تھا۔ان عورتوں کی عقیدت مندانہ محبت کا اظہار اور اپنی کمتری و کم علمی کا اعتراف ان کی گردن اکڑا تا تھا۔وہ بھلے انکساری و عاجزی بھرے جملے کہتیں لیکن ان کی آنکھوں کی چمک الگ راز عیاں کرتی تھیں کہ یہ تعریف و تحسین اور ان کی بڑائی کا اعتراف انھیں کس قدر عزیز ہے۔ان دونوں کی کہی باتیں ان عورتوں کے لیے حرفِ آخر کا درجہ رکھتی تھیں۔بڑی امّاں سب کی بڑی امّاں تھیں اور زلیخا سب کی آپا جی۔یہاں ان سے اپنے مسائل کے لیے مشورہ یا حل نہیں مانگا جاتا تھا بلکہ اپنے گھروں کے فیصلے کروائے جاتے تھے۔بڑی امّاں کی دعائیں اور آپا جی کے بتائے ہوئے وظائف ان کی اپنی دعاؤں سے زیادہ پر اثر تھے، یہ یہاں آنے والی تقریباً ہر عورت کا یقین تھا اور اتنے عرصے میں ایمن یہ اچھی طرح جان گئی تھی کہ بڑی امّاں اور آپا جی کا مقصد ان عورتوں کی اصلاح ہر گز نہ تھا۔انھیں علم سکھا کر وہ اپنی مسند سے اترنا نہیں چاہتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

بڑے کمرے کی ان تمام حاضرین کے لیے روز چائے کا اہتمام ذکیہ کیا کرتی تھی۔ اس کی مدد کے لیے وہ بھی کبھی اس کے ساتھ آجاتی اور وہاں ہو رہی باتیں بھی سن لیتی۔ تعلیم وتدریس کی اس محفل میں وہ پہلے باقاعدہ اپنی امیؔ کے ساتھ لگی بیٹھی رہتی لیکن پھر اس نے امیؔ کے ساتھ آنا اور بیٹھنا چھوڑ دیا تھا۔ اس کی ذہن سازی میں اس محفل کا بڑا کردار تھا۔ گھر کے دیگر بچوں کی طرح اس نے بھی قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی تھی۔ عصری تعلیم بمشکل جونیئر کالج تک ہو پائی تھی لیکن کم عمری سے ہی اسے کتابیں پڑھنے کا شوق لاحق تھا۔ گھر کے مرد اور خواتین سے ملاقات کے لیے آئے افراد اکثر تحفے میں کتابیں دیا کرتے تھے جو اس کے علاوہ شاید ہی کوئی اور پڑھتا تھا۔ یہیں سے اسے علم اور عمل کا تضاد سمجھ آیا۔ اس پر واضح ہوا کہ دن رات دین وسنت کی باتیں کرنے والے اپنے معاملات میں دین وسنت اللہ کے لیے نہیں اپنائے ہوئے ہیں بلکہ اسے 'اپنے' لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اپنے علم پر عمل سے زیادہ ان کے اندر تفاخر در آیا تھا۔ انھیں باقی سب خود سے کم تر نظر آتے تھے۔

ایک بار اس نے سنا بڑی امّاں کسی سے کہہ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"خاندان اور نسلیں بنانے اور بگاڑنے میں عورت کا کردار اسی لیے تو اہم ہے کہ اسے ضبط اور برداشت کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ گھر توڑنا اور بوڑھے والدین کو تنہا چھوڑنا تو گناہ ہے بیٹا۔" کسی سسرالی مسئلے پر بات ہو رہی تھی۔

"ان کا ذاتی مکان ہے، سسر کی پینشن آتی ہے اور دیور بھی نوکری کرتا ہے۔ اس سے چھوٹے دو بہن بھائی ابھی پڑھ رہے ہیں۔" وہ لڑکی سر جھکائے بہت آہستہ سے گویا ہوئی تھی۔

"مطلب ابھی ذمہ داریاں باقی ہیں، ان میں اپنے شوہر کو بھی ہاتھ بٹانے دو۔ والد کی مدد اور خدمت کا ثواب کیوں چھین رہی ہو اس سے؟"

"میں بھی یہی سمجھا رہی ہوں بڑی اماں لیکن یہ ساس نند سے دل کھٹا کیے بیٹھی ہے، کہتی ہے الگ ہونا اس کا حق ہے یہ کوئی گناہ یا غلط کام تو نہیں۔" لڑکی کی ماں نے کہا۔

"بس یہی ایک حق یاد رہ گیا ہے۔" زلیخا نے غصے سے کہا۔

"والدین کا حق اور بیٹے کا فرض یاد نہیں؟ اگر ہر لڑکی یہ حق استعمال کرنے لگے تو سوچو کتنے خاندان بکھر جائیں گے۔اللہ نے عورت کو اسی لیے صبر اور برداشت زیادہ دیا ہے۔اس کی قدر کرو،اسے استعمال کرو۔"

"آپا جی آپ ناراض نہ ہوں،اب نہیں کہے گی یہ۔"لڑکی کی ماں نے عاجزی سے کہا۔

وہ لڑکی لب بھینچے بیٹھی تھی۔

"آج کل لڑکیوں میں برداشت ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ان کا لیکچر شروع ہو گیا تھا۔

اس نے بعد میں طاہرہ سے کہا تھا۔

"ممانی کو چاہیے تھا کہ وہ اس معاملے میں شرعی احکام اور احادیث کے ساتھ معاشرے میں مشترکہ خاندان کی اہمیت اور فائدہ سمجھا کر فیصلہ لڑکی پر چھوڑ دیتیں۔اس طرح تو مسئلہ حل نہیں ہو گا۔وہ لڑکی قائل نہیں ہوئی ہے،ان کے غصے اور ناراضی کی وجہ سے اس نے کہہ دیا ہو گا کہ اب الگ ہونے کا نہیں سوچوں گی لیکن اس کا دل تھوڑی ساس نند اور دیگر باتوں پر صاف ہو گا۔سہتے سہتے کسی دن پھٹ پڑے گی۔"

اس کی باتیں سن کر طاہرہ نے سختی سے اسے ایسے کسی بھی معاملے میں زبان بند رکھنے کی تاکید کی تھی۔اس کے بعد سے وہ خود ہی کوشش کرتی کہ ایمن بڑے کمرے میں نہ آئے۔حالات اور ماحول کو دیکھتے ہوئے ایمن سمجھ گئی تھی کہ طاہرہ نہیں چاہتیں ان کی بیٹی یہاں کسی سے اختلاف کرے یا الجھے۔ماں کا مغلوب انداز اور باقیوں کا رویہ اسے اچھا نہیں لگتا تھا لیکن کم عمری میں ہی وہ جان گئی تھی کہ خاموش رہنا دونوں ماں بیٹی کی مجبوری ہے۔وقت کے ساتھ اس نے اپنے اندر کے غصے اور گھٹن کے لیے روزن تلاش کر لیا تھا اور وہ تھا گھر کی نئی نسل یعنی بچے۔وہ اپنے طریقے سے کوشش کر رہی تھی کہ انھیں قول و فعل کے تضاد سے بچا سکے اور دین میں عمل کی اہمیت سمجھا سکے۔ خنساء اور نُسیبہ اپنی دادی اور ماں سے مختلف مزاج رکھتی تھیں۔دونوں کا اسے بہت سہارا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے دیکھتے ہی سُمیکہ نے فون بند کیا اور ایئر فون کان سے نکالے۔

"تم اس وقت یہاں کیسے؟" وہ عام طور پر عصر کے بعد بچوں کے ساتھ چھت پر آتی تھی۔

"ایسے ہی موسم اچھا ہو رہا ہے تو سوچا ادھر بیٹھ کر کتاب پڑھتی ہوں۔" وہ اسے ویڈیو بند کرتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔

"ہاں، میں بھی اسی لیے آج اوپر آئی کہ موسم اچھا ہے۔" سُمیکہ نے بادل سے ڈھکے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا دیکھ رہی تھیں آپ؟" وہ سُمیکہ سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئی۔

"ایک ترکش ڈرامہ دیکھ رہی ہوں، اب تم کسی سے کہنا نہیں ورنہ میمونہ بھابھی کو خبر ہو گئی تو۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"میں کسی سے نہیں کہوں گی۔" اس نے تسلی دی۔

"تمھیں دیکھنا ہے تو میں۔۔۔۔"

"نہیں مجھے شوق نہیں۔"

"شوق تو مجھے بھی نہیں تھا لیکن اب دیکھنا شروع کیا تو ہو گیا۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"ویسے تمھاری عمر تو ابھی یہی سب دیکھنے اور پڑھنے کی ہے۔ یہ کیا ہر وقت سنجیدہ کتابیں پڑھتی رہتی ہو۔"

وہ 'یہی سب' کا مطلب پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن مسکرا کر رہ گئی۔

"آپ دیکھیں۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے کہا۔

"اب نہیں۔۔۔۔۔ یہاں تمہارے بچے آجائیں گے کچھ دیر میں، میں جاتی ہوں۔"

وہ کھڑی ہوئی تو شانے پر دھرا دوپٹا پھسل کر نیچے گر گیا۔ اس نے دوپٹا ہاتھ میں اٹھایا اور سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر اسے سر پر جماتے ہوئے نیچے اتر گئی۔ پورے گھر میں ایک وہی تھی جس کا دوپٹہ اکثر سر سے پھسل جاتا تھا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اکثر سُمیکہ اور خولہ کا موازنہ کرتی رہتی۔ زلیخا بڑی اماں کی بھانجی تھیں اور میمونہ زلیخا کی بھانجی۔ وہ دونوں اپنی ساس کی پسند سے بہو بنی تھیں۔ یہ ہی وجہ تھی کہ ان کے آپسی تعلقات بڑے اچھے تھے۔ سُمیکہ کے بچپن میں ہی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی پرورش دادی نے کی تھی۔ وہ چار بھائیوں میں سب سے چھوٹی اور اکلوتی بہن تھی۔ مضبوط رشتے یا

www.novelsclubb.com

تعلق اور مضبوط پشت پناہی کے بنا یہاں بالکل تنہا اور لاوارث صرف خولہ تھی۔اس کے گہرے مشاہدے اور حساس طبیعت نے بھی بہت کچھ اس پر واضح کیا تھا۔اسے بہت حیرت ہوتی تھی کہ رافع اور خولہ کے بیچ کی سرد مہری اور فاصلے کسی اور کو نظر کیوں نہیں آتے ہیں۔بچوں کے آنے تک وہ کتاب بھول کر اپنے خیالوں میں ہی گم رہی۔

خنساء آئی تھی۔چند ہفتے قبل ہوئے اسقاطِ حمل کے بعد سے وہ بڑی چپ رہنے لگی تھی۔اب تو ایمن کو اس کی آنکھوں میں ہمیشہ نمی نظر آتی اور آج تو اس کا چہرہ آنکھیں سب گریہ کی چغلی کر رہے تھے۔وہ بڑی اماں کے کہنے پر زلیخا کو بلانے آئی تھی۔

"امی! میں ہر کوشش کرنے کے بعد ہی یہ بات کہہ رہی ہوں۔"

"میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ذرا صبر سے کام لو جلد بازی نہ کرو، وقت دو، شوہر کے مزاج کو سمجھو۔"

"امی۔۔۔۔پلیز۔۔۔"

"آج کل کی لڑکیوں کی مجھے سمجھ نہیں آتی، تمھارا شوہر غیرت منداور اتنی محبت کرنے والا ہے وہ بھی تمھیں اچھا نہیں لگتا!"ان کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"میں نے جو وظائف بتائے ہیں ان کی پابندی کرو۔میں تمھاری دادی سے کہتی ہوں وہ تمھاری ساس سے بات کرلیں گی۔"

ایمن دروازے پر دستک دے کراندر داخل ہوئی۔

"بڑی امّاں آپ کو بلارہی ہیں۔"

پلو سے گال رگڑتی خنساء کو اس نے دانستہ نہیں دیکھا لیکن رات میں وہ نُسیبہ کے ساتھ خنساء کے مقابل موجود تھی۔ان دونوں کے اصرار پر خنساء کو کہنا پڑا اور اس کی روداد سن کر وہ دونوں ہکا بکا رہ گئیں۔

www.novelsclubb.com

خنساء کا شوہر بلال انتہائی شکی مزاج تھا۔سڑک کی سمت کھلنے والی کھڑکی پر ہمیشہ موٹا سا پردہ پھیلا رہتا پھر بھی کسی دن اسے پردے کے قریب کھڑا دیکھ کر بلال نے شیشوں پر سیاہ رنگ کروا دیا تھا۔ایک دن گھر کی ملازمہ کا نو سالہ بیٹا ملازمہ کے ساتھ اس کے کمرے میں تھا اور تبھی بلال کسی کام سے گھر آگیا،اس نے اسی وقت ملازمہ کی چھٹی

کردی کہ وہ مرد بچے کو لے کر اس کمرے میں آئی کیسے ؟ خاندان میں سبھی پردے کا اہتمام کرتے اور خیال رکھتے تھے لیکن کسی مرد کی آمد پر وہ کوئی شوخ رنگ کا جوڑا زیب تن کیے رہتی اس پر بھی بلال آگ بگولہ ہوتا۔ حالاں کہ نہ کوئی مرد گھر کی بیٹھیک سے اندر آتا تھا نہ گھر کی کوئی عورت ادھر جاتی تھی پھر بھی بلال کا مزاج بگڑ جاتا۔ ایسے وقت میں کیا صفائی دے اور کیسے سمجھائے، خنساء کو سمجھ نہیں آتا۔ ان سب کے ساتھ سنائے جانے والے جملے اور الزام تراشیاں تو خنساء نے بتائے ہی نہیں تھے۔

"اب میرا دم گھٹتا ہے۔ مجھے سانس لیتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔" اس نے تھکے تھکے انداز میں دیوار سے سر ٹکایا۔

"شکی مزاج لوگ ہوتے ہیں سنا تھا لیکن یہ محض شکی مزاج نہیں کوئی نفسیاتی مسئلہ ہے۔ وہ ایسی بات سوچ کر بگڑ جاتے ہیں جو عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔"

"آپ نے اس بارے میں اپنی ساس اور نند سے بات کیوں نہیں کی؟" ایمن نے پوچھا۔

"وہ سب ان کے مزاج سے واقف ہیں اور مجھ سے کتراتے ہیں کہ میں یہ ذکر نہ چھیڑ دوں۔ایک دوبار میں نے کوشش بھی کی تو ہنسی مذاق میں اڑا گئے سب، میری دوبارہ ہمت ہی نہ ہوئی۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی!"نُسیبہ نے کہا۔

"مجھے دو دن پہلے ہی پتہ چلا ہے کہ ان کی نسبت پہلے ان کی پھوپھو زاد سے طے تھی اور اُن لوگوں نے ان کے اس مزاج کی وجہ سے رشتہ ختم کر دیا تھا۔"

خنساء کا رشتہ طے کرتے ہوئے بھی اولیت اور فوقیت تعلقات اور فائدے کو حاصل رہی تھی۔ شیخ عبدالباسط کے بعد خنساء کا سسرال ہی شہر کا مشہور، دیندار اور جماعت میں اہم مقام اور اثر و رسوخ رکھنے والا گھرانہ تھا۔ایک اور خاصیت اضافی تھی کہ وہ شہر کے سب سے امیر ترین لوگ تھے۔بلال پانچ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔اس خاندان سے تعلقات ختم کرنا یا بگاڑنا کسی بھی طرح سے سود مند نہیں تھا۔

کچھ دن بعد اتفاق سے اس نے بڑی امّاں اور زلیخا کی باتیں سنیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ خنساء کی ساس ابھی تک پوتا پوتی نہ ہونے پر متفکر ہے تو ایسے حالات میں وہ بلال کی

شکایت کیا کرتیں کہ قصور تو خنساء کا نکل رہا تھا۔ وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ خنساء کی شادی کو سات آٹھ ماہ ہی ہوئے تھے اور اس میں بھی مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے وہ اسقاط حمل سے گزری تھی۔ اب تو وہ اس کے پیچھے کی وجہ سوچ کر بھی پریشان ہو رہی تھی۔

شادی کے بعد سے خنساء ایک بار بھی یہاں دو تین دن کے لیے نہیں رکی تھی۔ ادھر سے بھی کوئی اصرار یا اس کے سسرال میں اس متعلق بات نہ کی گئی کہ شوہر کی اجازت ہو تو رکو نہ ہو تو نہ رکو۔ خنساء سے یہ سب سننے کے بعد وہ ہر بات پر نئے زاویے سے غور کر رہی تھی اور اسے سب کچھ ہی الجھا الجھا لگ رہا تھا اور باقیوں پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ کیوں یہ سب محسوس نہیں کرتے یا کرتے ہوئے بھی کیوں انجان بن رہے ہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ بچوں کی پڑھائی اور قصے کہانیاں ختم کر کے عشاء سے کچھ دیر پہلے کمرے میں آئی تو طاہرہ فون پر مصروف تھیں۔ اسے دیکھ کر انھوں نے جلدی سے بات سمیٹ لی۔

"کون تھا؟"

"تیری چاچی۔"

"ہیں۔۔۔۔۔۔انھیں کیسے یاد آ گئی؟ کیا کہہ رہی تھیں؟"عید، بقر عید پر ہی ان کا فون آتا تھا۔

"اب بتائیں بھی۔۔۔۔"ان کی طویل خاموشی پر اس نے بغور انھیں دیکھا۔

"اپنے بیٹے کا رشتہ دیا ہے تیرے لیے۔"طاہرہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو یہ آپ سے کیوں کہہ رہی ہیں وہ؟ان سے کہیں بڑی امّاں یا ماموں سے بات کریں۔۔۔۔۔۔"

اس انوکھی خبر پر اسے جھٹکا لگا تھا لیکن ماں کے سامنے بالکل معمول کی طرح ردعمل دینے کی اسے عادت تھی۔

www.novelsclubb.com

"فیصلے وہ ہی کرتے ہیں۔"اس نے پلنگ کی چادر اور تکیے درست کرتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی یہ ہی کہہ رہی تھی کہ پہلے میں بھائی جان سے بات کروں پھر وہ باقاعدہ رشتہ لے کر آئے گی۔"

"آپ پریشان نہ ہوں، بڑی امّاں اور ممانی تک ان کا پیغام پہنچا دیں۔ ہو گا تو وہی جو اللہ سبحان و تعالی کو منظور ہو گا۔" یہ تو طاہرہ بھی جانتی تھیں لیکن ایمن کے اس طرح کہنے پر ذہن و دل پر چھائے فکر کے بادل واقعی چھٹ گئے۔

" آپ نماز پڑھ کر نیچے آجائیں، میں کچن میں خولہ بھابی کا ہاتھ بٹادوں ذرا۔"

"ہاں تم جاؤ میں آجاؤں گی۔" وہ اٹھ کر غسل خانے کی سمت بڑھی۔ وہ نیچے جانے کے لیے کمرے سے باہر آئی۔ ابھی راہدری میں تھی کہ ولید کی آواز ابھری۔

"ابھی پہنچا ہوں، کمرے میں بھی نہیں گیا۔"

وہ سیڑھیوں پر تھا شاید۔ اس کا اور نُسیبہ کا کمرہ سیڑھی کے سامنے والے حصے میں تھا۔ دائیں طرف کی راہدری میں طاہرہ اور حارث کے کمرے تھے جبکہ بائیں طرف چھت پر جانے والی سیڑھیاں۔ وہ آگے بڑھتی تو دونوں کا سامنا ممکن تھا اس لیے وہ رک گئی۔

"کیا اسی سے بات کر رہے ہیں؟" پہلے بھی کئی بار وہ اسے فون پر گفتگو کرتے سن چکی تھی لیکن کبھی توجہ نہ دی۔ جب سے اِلحان کا نام سنا اور ان دونوں کے تعلق کا علم ہوا تھا، ذہن خود بخود ادھر مڑنے لگا تھا۔

" اس نئی ڈیولپمنٹ کے بعد مجھے روکو مت۔۔۔۔۔" وہ اوپر پہنچ چکا تھا۔

"۔۔۔۔۔یس آئی ایم جیلیس ! کوئی اور تمھارا امیدوار بنے مجھے یہ بھی منظور نہیں۔۔۔۔" اب کے اس کی آواز دھیمی تھی۔ دوسری طرف کی بات سنتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

راہدری کے سرے پر آکر اس نے ولید کے کمرے کی طرف دیکھا اور پر سوچ سی سیڑھیاں اترنے لگی۔

کیا ہر بار کی طرح اس بار بھی یہ اپنی مرضی کر پائیں گے ؟" اسے اس بات پر اب شبہ تھا۔ "

"اِلحان کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تب بھی ایک بار ممکن تھا لیکن اِلحان۔۔۔۔۔۔۔ بہت مشکل ہے۔ عنقریب گھر میں طوفان آنے والا ہے۔" اس نے سوچا اور درست سوچا تھا لیکن طوفان کی نوعیت کا اندازہ غلط تھا۔

وہ زلیخا کو کھانے کے لیے بلانے گئی تو خنساء کی التجائیہ آواز پر قدم رک گئے۔ اسے تو علم ہی نہیں تھا کہ خنساء آئی ہے۔

"امی۔۔۔!"

"خنساء! تمھارے ابّا کو بھنک بھی پڑی تو جانتی ہو کیا ہو گا۔۔۔۔ کتنی عزت کرتے ہیں وہ حاجی صاحب کی اور پھر یہ کتنی ذلت اور سبکی کی بات ہے کہ عبدالباسط شیخ کی بیٹی گھر بیٹھ جائے، اپنے سسرال نہ جائے۔۔۔۔ طلاق یا خلع کا تو غلطی سے بھی سوچنا مت، یہ شریف خاندانوں کے طور نہیں، شوہر مجازی خدا ہے، اسے مجازی خدا دل سے مان لو تو سب آسان ہے، جنتی بن جاؤ گی۔"

"امی آپ سمجھ بھی رہی ہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔؟" خنساء کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"میں تمھاری ساس سے بات کروں گی۔"

"بڑی امّاں نے پہلے بھی بات کی تھی، کیا ہوا؟ کچھ نہیں بدلا۔ مسئلہ ساس نہیں ان کا بیٹا ہے اور وہ۔۔۔۔۔۔"

"بس۔۔۔۔!" زلیخا کا لہجہ سخت تھا۔

"دعائیں کرو، میں نے جو وظائف بتائیں ہیں تمھیں ان کی پابندی کرو، دل سے کوشش کرو۔ بس وہ ذرا سا حساس ہے، تمھارے پردے کی تم سے زیادہ فکر ہے اسے، وہ جو کہتا ہے مانو، یہی نیک بیویوں کے طریقے ہیں، ناک نہ کٹواؤ والدین کی۔ پانچ وقت کا نمازی، سنتی حلیہ اور لباس پہننے والا نیک بندہ دیا ہے اللہ نے تو شکر کرو، اس کی قدر کرو اور نبا ہو بیٹا۔"

خنساء نے تاسف سے ماں کو دیکھا۔ کردار، مزاج اور اعمال ان کے نزدیک کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتے تھے، صرف ظاہری چیزیں اہم تھیں۔ اس کا مسئلہ سمجھنا تو دور وہ اسے مسئلہ ماننے سے ہی انکاری تھیں۔

"تمھیں اولاد کے لیے جو وظائف اور دعائیں بتائی تھیں وہ پابندی سے کر رہی ہو یا نہیں؟ ایک بار بچہ آجائے تو سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔"

وہ کیا بتاتی کہ پہلے یہ خبر سنتے ہی بلال نے اسے یوں شک بھری نظر سے دیکھا تھا کہ وہ مر ہی گئی تھی۔ پھر اٹھتے بیٹھتے اس کی باتیں اور واہمے۔۔۔۔۔ اسقاط یونہی نہیں ہو گیا تھا۔ اس کے وہموں اور شکوک کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

"ایمن باجی!" پیچھے سے ذکیہ کی آواز آئی تو وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

ارے خنساء آپی آپ کب آئیں؟"اس کے جواب سے پہلے ہی اس نے اگلا جملہ بھی کہہ دیا۔"

"چلیں ممانی سب کھانے کے لیے آتے ہی ہوں گے۔"

زلیخا کچھ کہے بنا ہی باہر نکل گئیں۔

"میں کچھ دیر پہلے ہی آئی ہوں۔"خنساء نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا۔

وہ رکنے کے ارادے سے آئی تھی اسی لیے کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر وہ تینوں چھت پر چلی آئیں۔ تبھی بلال کا فون آیا جسے سن کر خنساء فوراً کھڑی ہو گئی۔

"وہ آرہے ہیں لینے۔"ان دونوں کو حیران چھوڑ کر وہ زینے کی طرف دوڑ گئی۔

"ہیں۔۔۔۔۔۔ارکو تو۔۔۔۔۔۔"وہ دونوں ششدر سی اس کے پیچھے لپکیں۔

کمرے میں پہنچ کر وہ فوراً عبایا پہنے لگی۔

"توبہ ہے خنساء آپی۔۔۔ایسی بھی کیا جلدی!"

"میں اپنی ساس سے اجازت لے کر آئی تھی رکنے کی، ان سے نہیں پوچھا تھا۔" اس کا حلق خشک ہو رہا تھا لیکن وہ خود کو عیاں ہونے سے روکے تھی۔

"میں بڑی امّاں اور امیؔ سے مل لوں، تم میرا بیگ لے کر آؤ۔" وہ عبایا کے بٹن بند کرتی باہر نکل گئی۔ دوستوں سے مل کر لوٹ رہا ولید اسے دیکھ کر خوشگوار حیرت میں گھر گیا۔

"ارے خنساء۔۔۔ تم کب آئی؟ اچھا ہوا ملاقات ہو گئی۔" وہ فون پر اس کی خیر خبر لیتا رہتا تھا۔

"شام میں آئی تھی۔" وہ بھی مسکرائی۔

"چلو اوپر چلتے ہیں۔۔۔ بہت دن بعد ملے ہیں۔" اس نے جیسے عبایا دیکھا ہی نہیں کہ وہ جانے کو تیار ہے۔

www.novelsclubb.com

"پھر کسی دن بھائی۔۔۔۔۔۔"

"ارے واہ ولی بھائی۔۔۔۔۔!" کمرے سے باہر نکلی نُسیبہ اسے دیکھ کر چہکی۔

"آپی اب مسئلہ نہیں، ولی بھائی بلال بھائی سے بات کر لیں گے۔"

نہیں۔۔۔۔"وہ فوراً بولی۔"آج نہیں، میں بڑی امّاں کو اللہ حافظ کہہ دوں، یہ پہنچتے ہوں گے۔"

"چلو، میں بھی بلال سے مل لیتا ہوں۔"

"وہ۔۔۔۔۔۔جلدی میں ہیں اس وقت بھائی۔۔۔۔۔۔۔مجھے چھوڑ کر انھیں کہیں جانا بھی ہے۔"وہ اب پچھتا رہی تھی کہ آج آئی ہی کیوں؟

"چلیں آپی۔"ایمن اس کی مشکل سمجھ رہی تھی۔

" سنبھل کر جاؤ۔"ولید نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔"اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔"اس نے آواز پر قابو رکھ کر کہا۔

ایمن اس کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھیاں اترنے لگی۔

www.novelsclubb.com

ولید نہیں جانتا تھا کہ یہ مختصر ملاقات اسے عمر بھر یاد رہنے والی ہے۔

ولید اور اِلحان تھے تو کزن لیکن انھیں قریب اس رشتے نے نہیں بلکہ ایک ہی یونیورسٹی نے کیا تھا۔ الگ ڈپارٹمنٹ ہونے کے بعد بھی ان کی ملاقاتیں جلد ہی اگلے مرحلے میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ کزنز ہونے کے باوجود ان کے لیے راستے بڑے مشکل ہیں۔ گھر والوں کے اعتراضات کے باوجود اب تک اپنی مرضی سے زندگی گزارنے والے ولید کو خود پر پورا یقین تھا زندگی کا یہ فیصلہ بھی اس کی مرضی کے مطابق ہی ہو گا۔ اِلحان کے لیے بھی یہ بات امید کی کرن تھی کہ ولید اپنے گھر والوں سے مختلف ہے، شہر میں جاب کرتا ہے اور شادی کے بعد ولید کے ساتھ اسے اسی شہر میں رہنا ہو گا جہاں اس کے والدین ہیں۔ اسے امید تھی کہ یہ تمام باتیں، اختلافات کے باوجود بھی اس کے والدین کو راضی کر لے گی۔ اِلحان اپنا ماسٹرز مکمل ہونے کے انتظار میں تھی۔ اس کی منصوبہ بندی میں گڑبڑ اچانک آنے والے موزوں ترین رشتے سے ہوئی۔ جس کے متعلق اس کے والدین سنجیدگی سے سوچ رہے تھے۔ اس ویک اینڈ پر ولید اسی ارادے سے گھر آیا تھا کہ وہ زلیخا کو اپنی پسند سے آگاہ کرے گا۔ وہ ابھی اِلحان کا نام نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد گھر والوں کو یہ باور کرانا تھا کہ وہ شادی اپنی مرضی سے کرنے جا رہا ہے آپ سب میرا ساتھ دیں۔

وہ بڑے کمرے میں آیا تو وہاں حسبِ معمول بڑی امّاں اور زلیخا موجود تھیں۔ وہ جب بھی گھر آتا اس کمرے میں حاضری لازمی تھی۔

"کب تک نوکری کرو گے؟ شوق پورا ہو گیا تو اب آ جاؤ واپس۔۔۔۔۔ بھائیوں کے ساتھ کام نہیں کرنا تو اپنا الگ کام شروع کر لو، میں عبدالباسط سے بات کرتی ہوں۔" دعا سلام اور خیر و عافیت کے بعد بڑی امّاں نے کہا۔

"مجھے میری جاب پسند ہے اور اسے چھوڑ کر یہاں آنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔"

"ہم نے ہی تمھیں سر چڑھایا ہے۔" زلیخا نے کہا۔ "شیخ صاحب کے سامنے تمھاری طرف داری کر کے اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے۔" ان کی آواز میں تاسف تھا۔

"امی! میں آتا تو ہوں یہاں اور آپ کے لیے ہی آتا ہوں۔ بزنس کا مجھے شوق نہیں، اپنا کام اور جاب پسند ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہر ہفتے آیا کرو، اتنے دن ہو جاتے ہیں تمھیں۔" بڑی امّاں نے کہا۔

"کوشش کرتا ہوں لیکن کبھی کام زیادہ ہو تو کینسل کرنا پڑتا ہے۔"

" تمھارے لیے دو تین لڑکیاں دیکھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔" زلیخا کی بات پر وہ چونکا۔

کیا انھیں علم ہو گیا ہے میں کس سلسلے میں بات کرنے آیا ہوں؟" ولید نے دل میں

" سوال کیا۔

"اگلی بار آؤ گے تو تصویریں دیکھ لینا۔ میں تصویریں لے کر رکھتی ہوں۔"

"امی۔۔۔۔۔!" اس کے گلا صاف کیا۔

"بڑی امّاں! اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے جس لڑکی سے شادی کرنی ہے میں اسے جانتا

ہوں۔"

"ہیں۔۔۔۔۔۔" اب وہ دونوں چونک کر سیدھی ہوئیں۔

"کیا مطلب؟" بڑی امّاں نے پوچھا۔

"لڑکی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔ آپ لڑکی کے گھر چلنے کی تیاری کریں۔"

"کلک۔۔۔۔۔۔۔ کون ہے؟ کہاں پسند کرلی؟ تمھارے ساتھ کام کرتی ہے؟" زلیخا

نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔

"سب بتا دوں گا۔ پہلے آپ ابّا سے کہہ دیں اور انھیں راضی کر لیں۔"

"اور میں۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم۔۔۔۔۔۔۔۔؟ ہماری مرضی کا کیا؟" زلیخا حیران تھیں اور غصہ بھی۔

"شادی میری ہے، لڑکی مجھے پسند ہے، آپ میرا ساتھ دیں۔" جس اعتماد سے وہ کہہ رہا تھا، اسے خود علم تھا یہ اتنا آسان نہیں۔ان دونوں کا فوراً دل سے راضی ہونا مشکل تھا۔ لیکن وہ بلاآخر انھیں منا لے گا، اس کا اسے یقین تھا۔

"ولی بیٹا! تمھاری ہر بات میں تمھارا ساتھ دیا لیکن اس کی امید نہ تھی تم سے۔" وہ تو سوچ رہی تھیں جب تک شادی نہیں ہو جاتی تب تک وہ شہر میں ہے۔اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کروا کر اسے ہمیشہ کے لیے واپس بلوالیں گی۔وہ وہیں کا ہو جائے گا یہ انھوں نے سوچا نہ تھا۔

"کون ہے وہ لڑکی؟" زلیخا کو جاننے کی جلدی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ پونہ میں ہی اپنی فیملی کے ساتھ رہتی ہے۔" کچھ تو کہنا ضروری تھا۔

ان دونوں کے ذہن اس کے ساتھ آفس میں کام کرنے والی لڑکی میں اٹک گئے۔اِلحان تو دور دور تک گمان میں نہ تھی۔زلیخا واضح طور پر جھنجھلائی اور غصے میں تھیں لیکن بڑی

امّاں کا دماغ بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔آفس میں کام کرنے والی کسی بے پردہ کا اس خاندان کی بہو بننا ناممکن تھا۔

کوئی کچھ کہتا اس سے پہلے ہی ایمن بھاگتی ہوئی آئی۔

"بڑی امّاں۔۔۔۔۔۔ممانی۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔۔"اس کا سانس پھول رہا تھا۔"

وہ۔۔۔۔۔۔"

"بولو بھی کیا ہوا؟"زلیخا نے ڈانٹ کر پوچھا۔ولید کا غصہ کہیں تو نکلنا تھا۔تبھی نُسیبہ بھی اسی کی طرح بھاگتی آئی۔

"امی۔۔۔۔۔۔آپی اسپتال میں ہیں۔۔۔۔۔۔"وہ رونے لگی۔

"ٹھیک سے کہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔"زلیخا کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"وہ سریس ہیں۔۔۔۔۔ان کی نند کا فون تھا ابھی۔"

"کس اسپتال میں؟"ولید اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔بڑی امّاں اور زلیخا اس اچانک خبر پر پریشان تھیں۔

"پپپ۔۔۔۔۔۔۔۔پتا نہیں وہ میں نے پوچھا ہی نہیں۔"

تب تک زلیخا عبدالباسط کو فون لگا چکی تھیں۔انھیں بھی خبر ہو گئی تھی اور وہ گھر آرہے تھے۔کچھ دیر بعد ہی ان کے ساتھ بڑی امّاں اور زلیخا اسپتال کے لیے روانہ ہو گئیں۔ باقیوں کو سختی سے گھر پر ہی رکنے کا حکم تھا۔وہ جو نُسیبہ اور ایمن کو اپنی گاڑی میں اسپتال لے جانے تیار تھا،اسے بھی روک دیا گیا تھا۔کچھ دیر بعد نوفل گھر آیا تو نُسیبہ کے اصرار پر وہ میمونہ اور اسے اسپتال لے گیا لیکن ولید کو اسپتال جانے سے روک دیا۔اسے غصہ آیا مگر یہ وقت بحث اور غصے کا نہیں تھا اس لیے خاموش رہا۔

وہ بے قراری سے اپنے کمرے کی بالکنی میں ٹہل رہا تھا۔ تبھی کار گیٹ سے اندر آئی۔ بڑی امّاں، میمونہ اور نُسیبہ، نوفل اور عبدالباسط کے ساتھ واپس آئی تھیں۔زلیخا نہیں تھیں۔گاڑی سے نکل کر عبدالباسط نے میمونہ اور نُسیبہ سے کچھ کہا،ان دونوں نے اقرار میں سر ہلایا۔اندر جاتے ہوئے نُسیبہ نے اوپر دیکھا تو ولید نے اسے اپنے کمرے میں آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اندر کمرے میں چلا آیا۔نُسیبہ سے ہی درست معلومات مل سکتی تھی۔باقیوں سے توقع نہ تھی۔گھر والوں سے متنفر کرنے والی باتوں کی فہرست طویل تر ہوتی جارہی تھی۔

کافی وقت ہو گیا نُسیبہ کمرے میں نہ آئی۔ان دونوں کے کمرے آمنے سامنے تھے۔وہ راہدری عبور کر کے نُسیبہ کے کمرے میں آیا۔وہ نقاب پہنے پلنگ پر بیٹھی تھی اور وہیں اس کا ہاتھ تھامے ایمن بھی تھی۔وہ دونوں رو رہی تھیں۔

کیا ہوا؟خنساء ٹھیک تو ہے ؟"قریب پہنچ کر اس نے نُسیبہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔وہ اور " تیزی سے رونے لگی۔

"نُسیبہ ! کیا ہوا ہے ؟خنساء کیسی ہے اب ؟"اس کا دل ڈوبنے لگا۔

" فلحال ٹھیک ہے۔"نُسیبہ نے آنسو صاف کیے۔باپ کا حکم جو تھا۔

"ہوا کیا خنساء کو؟ کیوں اسپتال جانا پڑا؟"

بھائی کے سوال پر وہ لب کاٹنے لگی۔ایمن نے اسے دیکھا۔وہ حکم عدولی نہیں کر سکتی تھی لیکن ابھی اس کے لیے کوئی حکم صادر نہیں ہوا تھا۔یہی موقع تھا۔شاید ولید سب سے الگ ثابت ہو۔انجام جو ہو دیکھا جائے گا۔

"آپی نے اپنی کلائی کاٹ۔۔۔۔۔۔"اس ادھوری بات پر ہی ولید سراپا ہل گیا تھا اور نُسیبہ احتجاجاً چیخی۔

www.novelsclubb.com

"ایمن۔۔۔۔۔!"

"مجھے ابھی تک کسی نے کچھ نہیں کہا ہے اور تم نے نہیں، یہ بات میں نے بتائی ہے۔"

"لیکن کیوں؟"اس کی حیرانی بجا تھی۔

جواب میں ایمن نے اسے بلال کا مزاج، خنساء کی مدد کی دہائیاں اور گھر والوں کی بے حسی اور لاپروائی کی ساری روداد سنا دی۔

"وہ آخری بار بھی کچھ دن رہنے کے لیے آئی تھیں لیکن بلال بھائی انھیں لینے آ گئے۔"

"ابا امی نے کچھ کہا نہیں ان سے؟"وہ شدید دکھ اور غصے میں گھرا تھا۔

"امی تو ان کی ساس کی باتیں سن کر اتنی شرمندہ تھیں کہ نہ پوچھیں۔ فلحال ماحول ایسا ہے کہ حرام کام کرنے کی غلطی آپی سے ہوئی ہے اور اس وجہ سے ہمارے یہاں سب کے سر شرمندگی سے جھکے ہیں۔ کیوں اور کیسے کیا انھوں نے یہ سوال کوئی نہیں کر رہا بلکہ ان کے احسان مند ہیں سب کہ ان لوگوں نے یہ بات باہر نہیں نکلنے دی۔"نُسیبہ بولتے ہوئے پھر رونے لگی۔

وہ مٹھیاں بھینچتا جانے پلٹا ہی تھا کہ نُسیبہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"کہاں جارہے ہیں؟"

"پہلے ہاسپٹل پھر بلال۔۔۔۔۔۔"

"نہیں بھائی۔۔۔۔"اس کا چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی۔

"ابّا بہت غصہ ہوں گے، بلال بھائی سے تو ہرگز کوئی بات نہ کریں۔"

"تم فکر نہ کرو۔"ولید نے اس کا ہاتھ تھام کر تھپتھپایا۔"میں نپٹ لوں گا۔"

وہ بڑے عزم سے گھر سے نکلا تھا۔اسپتال پہنچا تو وہاں زلیخا اور خنساء کی ساس موجود تھیں۔سوئی خنساء کو دیکھ کے اس کا دل بھاری ہو گیا۔اسے گھر میں سب سے زیادہ محبت اور لگاؤ پھوپھو اور اپنی چھوٹی بہنوں سے تھا۔وہ دور جا کر بھی پابندی سے بس انھیں کے رابطے میں تھا۔شادی کے بعد سے خنساء کے فون اور پیغامات کم سے کم ہوتے گئے تھے اب تو وہ بس اس کے پیغام کا جواب دیتی تھی،وہ بھی دو چار دن کے بعد۔اس نے منہ کھولا ہی تھا کہ زلیخا اسے باہر لے آئیں اور پہلا سوال کیا کہ یہاں کیوں آئے؟جب اس نے بلال سے ملنے اور بات کرنے کا عندیہ دیا تو وہ آگ بگولہ ہو گئیں

www.novelsclubb.com

اور اسے فوراً گھر جانے کو کہا۔ اس نے خنساء کی ساس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن زلیخا جارحانہ موڈ میں تھیں۔ اسپتال میں بحث کر کے تماشہ لگانا مناسب نہیں تھا۔

وہ گھر واپس آیا تو وہاں عبدالباسط اس کے انتظار میں تھے۔ زلیخا انھیں پہلے ہی فون کر چکی تھیں۔ خوب گرما گرم مکالمات کے بعد اسے 'اب تک جیسے گھر کے معاملات میں گونگے بہرے تھے، اب بھی ویسے ہی بنے رہو اور ابھی اسی وقت شہر چلے جاؤ' کا فرمان جاری ہوا۔ انھوں نے اس کے سامنے ہی اسپتال میں فون کر کے انتظامیہ سے کہا کہ اسے مریضہ سے ملنے نہ دیا جائے۔ غصے میں عقل کام نہیں کرتی، اس کے ساتھ بھی یہ ہی ہوا۔ اس ڈیکٹیٹر شپ کے مظاہرے پر وہ سچ میں اسی وقت گھر سے نکل گیا اور اگلا پورا مہینہ وہ گھر نہیں آیا۔ کئی دن بعد خنساء سے اس کی فون پر بات ہوئی تھی اور اس نے تسلی دی تھی کہ وہ ٹھیک ہے۔ وہ چاہنے کے باوجود اس سے کیوں کیا تھا ایسا؟ پوچھ نہ سکا۔ وہ بس یہی کہتا رہا کہ جب بھی ضرورت ہو مجھے کال کریں چاہے رات کے دو کیوں نہ بجے ہو۔ پھر ایک رات دو بجے اسے کال موصول ہوئی کہ خنساء اس دنیا میں نہیں رہی، وہ مر گئی ہے۔

سارا گھر اس ناگہانی پر ششدر اور غم زدہ تھا۔ یہ تو اس کی عمر نہ تھی۔ ایمن اور نُسیبہ اس غم میں اس قدر نڈھال تھیں کہ وہ بھی ولید سے کچھ نہ کہہ سکیں۔ وہ تدفین کے بعد تین چار دن رک کر شہر آگیا تھا۔ اس کا دل اداس تھا عجیب بے کلی تھی۔ اس نے خود کو مصروف تر کر لیا تھا۔ بڑے دنوں بعد گھر آیا تو ایک بار پھر ایمن چپ نہ رہ سکی۔ وہ نُسیبہ کے کمرے میں تھا اور یہ کیسے ہوا، جیسا فضول سوال پوچھ بیٹھا تھا۔

اتنی ہی زندگی لکھی تھی بھائی ان کی۔" ویران حلیے والی نُسیبہ نے سر اٹھائے بنا ہی کہا۔

"

"کیوں کر رہے ہیں ہم سب ایسا؟" ایمن تبھی اندر آئی وہ دروازے پر نُسیبہ کی بات سن چکی تھی۔

نُسیبہ نے تڑپ کر اسے دیکھا اس کی آنکھیں التجا کر رہی تھیں کہ کچھ نہ کہو۔

"سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہر کوئی اداکاری کر رہا ہے جیسے ہمیں کچھ علم نہیں اور یہ سب نارمل ہے۔"

ولید نے ایمن کو دیکھا جو ٹہلنے لگی تھی۔

" ایمن۔۔۔۔۔کوئی فضول بات نہیں کرنا اب۔۔۔۔۔"نُسیبہ کو ڈر لگ رہا تھا۔

لیکن ایمن اتنے دنوں سے سوچ سوچ کر پاگل ہونے کو تھی۔وہ ٹہلتے ہوئے رک گئی۔

"خنساء آپی کے چہرے پر سرخ نشان تھے اور۔۔۔۔۔۔"

"ایمن۔۔۔۔۔!"

"اسے بولنے دو نُسیبہ۔"ولید نے ایمن کو دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"بلال بھائی نے شاید ان پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ان کی گردن پر بھی نشانات تھے،ان لوگوں نے ہمارے سامنے اس طرح بیان کیا جیسے خنساء باجی نے پھر کوئی انتہائی قدم اٹھانے کی کوشش کی تھی اور وہ اسے ہم سے ہی چھپا رہے ہیں۔۔۔۔۔"وہ سانس لینے کو رکی اور ولید کا سانس رکنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"غور کریں تو وہ نشانات کوئی اور کہانی بیان کر رہے تھے۔یہ گھر میں سب کو پتا ہے لیکن کوئی اس پر بات نہیں کرتا،سب شرمندہ ہیں کہ اس گھر کی اولا نے دو بار حرام کام کیا ہے۔۔۔ان لوگوں کی خاموشی کو بھی یہاں سب خود پر احسان مان رہے ہیں۔"

"ان لوگوں کو پہلے ہی نہیں چھوڑنا چاہیے تھا اس وقت ایکشن لیا ہوتا تو یہ سب نہ ہوتا۔ میں اب انھیں۔۔۔۔۔۔"اس کی بات جاری تھی کہ ایمن نے قطع کلامی کی۔

"اب وہ نُسیبہ سے بلال کا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔"اس کے سر پر آسمان گرا تھا۔

"ان لوگوں کی اتنی ہمت۔۔۔۔۔۔۔"اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔

"یہاں کسی نے انکار نہیں کیا ابھی تک۔"ولید نے یوں دیکھا مانو ایمن کی دماغی حالت پر شک ہو۔

"انھیں اپنے نفسیاتی مریض بیٹے کے لیے کوئی لڑکی نہیں ملے گی اور یہاں سب آپی کی خودکشی یا اس کی کوشش پر اتنے نادم ہیں کہ قبول ہی نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی غلطی ان کی بھی ہے۔ساری فکر یہ ہے کہ شیخ صاحب کے گھر میں کوئی حرام کام ہوا ہے،اس خبر سے کتنی بدنامی ہوگی،لوگ کیا کہیں گے،جماعت والے کیا سوچیں گے اور اسی بات کا فائدہ اٹھا کر وہ ایک طرح سے بلیک میل کر رہے ہیں کہ اب نُسیبہ کا نکاح کر دیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہم ان سے باز پرس کریں،سوال پوچھیں،آپی کے ساتھ کیا ہوا اس کی تحقیق کی جائے لیکن کچھ نہیں،آپی کہتی رہیں انھیں وہاں نہیں جانا مگر کسی نے نہیں

سنی، انھیں وہاں بھیجتے رہیں اور اب بھی کتنے سوالات ہیں، کتنے ہی مشکوک اشارے ہیں لیکن سب نے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ کوئی خود سے بھی یہ سوال نہیں پوچھ رہا کہ صحت مند لڑکی کی ایسے اچانک موت کیسے ہو گئی، خدا کا خوف رکھنے والی اتنی پیاری دین دار لڑکی نے کیوں۔۔۔۔۔۔"اس کی آواز بھرا گئی تھی وہ آگے بول نہیں پائی۔

وہ کھڑا ہوا۔

"کچھ بھی ہو جائے نُسیبہ تم اس گھر میں نہیں جاؤ گی، میں یہ ہونے نہیں دوں گا۔"

بھائی کی بات سن کر وہ رونے لگی۔ ولید وہاں رکا نہیں۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ ابّا سے کہنے کے لیے الفاظ ترتیب دے رہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا گر وہ راضی نہ ہوئے تو وہ نُسیبہ کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔ اس بات سے بے خبر کے ہر اٹھتا قدم سے اپنی پسندیدہ زندگی سے دور لے جا رہا ہے۔

www.novelsclubb.com

"وہ پہلے اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوئے اس لیے اب اس طرح جائیداد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" بڑی امّاں نے نخوت سے کہا۔

طاہرہ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر ایمن کی چاچی نے بڑی اماں کو فون کر اپنا مدعا بیان کیا تھا۔ایمن کے والد کے انتقال کے بعد ایمن کے چاچا نے عبدالباسط سے کہا تھا کہ وہ طاہرہ کا حصہ دے دیں تا کہ وہ ان پیسوں سے اپنے مکان کے اوپر ان دونوں کے لیے الگ پوزیشن بنوا دیں اور ان کی مستقل آمدنی کا کوئی انتظام ہو سکے۔چاچا مقامی اسکول میں پڑھاتے تھے۔ان کے اپنے بیوی بچوں کے علاوہ دو بہنیں شادی کی بھی باقی تھیں۔شیخ صاحب ان کا لالچ سمجھ کر طاہرہ اور ایمن کو اپنے گھر لے آئے تھے۔اللہ جانے اُس وقت چاچا کا مقصد کیا تھا اور اِس وقت بھی ان کا مقصد جائیداد تھا یا وہ واقعی بنا کسی لالچ کے بھتیجی کو اپنی بہو بنانے کے خواہش مند تھے لیکن ایک بات تو واضح تھی کہ شیخ صاحب کسی بھی صورت میں اس گھر سے تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے۔طاہرہ کو اپنے گھر لے آنے کے بعد ان کے کئی خیر خواہوں نے خبر دی تھی کہ ایمن کے چاچا سب سے یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ شیخ صاحب بہن کو جائیداد میں حصہ نہیں دینا چاہتے اس لیے اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور یہ سچ بھی تھا کہ طاہرہ کو اب تک کچھ نہ ملا تھا۔

"بڑی اماں اب ولید والی بات بھی بتا ہی دیں کب تک چھپائیں گی!"خنساء کے انتقال کے کئی دنوں بعد آج وہ شیخ صاحب کے پاس گھر کے مسائل لے کر حاضر ہوئی تھیں۔

"ولید کی کون سی بات ؟" شیخ صاحب کے اعصاب پہلے ہی تن گئے۔ بڑی امّاں کو زلیخا کی یہ جلد بازی اور بے صبری پسند نہیں آئی۔

" اب کیا کیا ہے ولید نے ؟" انھوں نے پوچھا۔

"اپنی شادی کی بات کر رہا تھا، شہر میں کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ شاید اس کے دفتر میں اس کے ساتھ کام کرتی ہے۔" بڑی امّاں نے کہا اور کمرے میں بالکل خاموشی طاری ہو گئی۔ خود لڑکی پسند کر لینا یعنی ان کی بیچ محبت کا معاملہ چل رہا ہے اور وہ بھی دفتر میں کام کرنے والی لڑکی ! شیخ صاحب کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔

تبھی دروازے پر دستک دے کر ولید اندر آیا۔

اس نے سلام کیا جس کا جواب بڑی امّاں اور زلیخا نے بلند آواز میں دیا۔

www.novelsclubb.com

"آج کیسے باپ کے پاس آنے کی غلطی کر لی ؟" ان کا لہجہ ہمیشہ کی طرح طنزیہ تھا۔

"آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔"

انھوں نے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا۔ وہ صوفے کے ساتھ والی کرسی پر ٹک گیا۔

"کون سی ضروری بات ہے؟"زلیخا کو یہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا کہ وہ سیدھا باپ سے یہ ذکر چھیڑے۔

"ابھی سب خنساء کی موت کو لے کر پریشان ہیں، یہ دوسری باتوں کا وقت نہیں ہے۔" انھوں نے اسے ٹالنا چاہا۔وہ اسے صاف لفظوں میں نہیں کہہ سکتی تھی کہ اپنی شادی کی بات نہ کرو۔

"جو بھی بات ہے کہو۔" شیخ صاحب نے حکم دیا۔

بولنے سے پہلے ولید نے گلا صاف کیا۔

"آپ نُسیبہ کی شادی بلال سے کرنا چاہتے ہیں؟"سب کے لیے یہ بالکل غیر متوقع تھا۔وہ تو اسے اس کی پسند کی لڑکی کے متعلق ہی سمجھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس انداز میں دوٹوک سوال پر شیخ صاحب کا غصہ لازمی تھا۔

"کس نے کہا تم سے۔۔۔۔۔نُسیبہ نے۔۔۔۔؟یہ لڑکی۔۔۔۔۔"زلیخا کا اندازہ غلط ثابت ہوا تھا لیکن جو بات وہ کر رہا تھا وہ پہلے سے بھی بدتر تھی۔وہ اٹھنے لگی تھیں کہ وہ پھر بول پڑا۔

"آپ سب نے خنساء کو اس جہنم سے باہر نہیں نکلنے دیا یہاں تک کہ وہ۔۔۔۔۔۔"

"سوچ سمجھ کر منہ کھولو۔" شیخ صاحب دہاڑے تھے۔

"آپ لوگ سب جانتے ہوئے بھی اپنے مفاد کی خاطر انجان بنے رہیں لیکن میں نُسیبہ کے ساتھ وہی سب نہیں ہونے دوں گا۔" اس کی آواز مضبوط تھی۔

"انگریزی تعلیم اور آزاد فضا اسی طرح گمراہ اور بد تمیز کرتی ہے جیسے تم ہو گئے ہو۔ ہم والدین ہیں، تمھیں کوئی حق نہیں ہمیں اپنے بچوں کی زندگی کے فیصلے کرنے سے روک سکو۔"

وہ بحث کا رخ اپنی ذات کی سمت نہیں چاہتا تھا اس لیے تحمل اور حکمت کو تھاما۔

"نُسیبہ کی شادی کے لیے اس کی مرضی بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی آپ کی، اس بات سے آپ بھی انکار نہیں کریں گے اور وہ یہاں شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"مجھے مت سکھاؤ۔ وہ شادی نہیں کرنا چاہتی یہ تم کہہ رہے ہو، نُسیبہ نہیں۔"

"آپ ابھی اسے بلائیں اور میرے سامنے پوچھ لیں۔"

"جوان لڑکیوں سے شادی بیاہ کی باتیں یوں سرِ عام نہیں پوچھی جاتیں۔ یہ بے حیائی ہمارے گھر کا خاصہ نہیں۔" بڑی امّاں کا لہجہ رعونت بھرا تھا۔

"یہ بے حیائی کیسے ہو گئی؟ یہاں کوئی غیر نہیں اور یہ بات گھر میں ہو رہی ہے سرعام نہیں۔" اس نے کہتے ہوئے نُسیبہ کو فون لگایا۔

"ابّا کے کمرے میں آنا۔"

"گھر سے دور رہتے ہوئے تم ادب تہذیب سب بھول گئے ہو۔" زلیخا نے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا جن کی طویل خاموشی انھیں ہولا رہی تھی۔

"آپ چاہیں تو نوفل اور رافع بھائی کو بھی بلا لیں، میں ہی بلا لیتا ہوں۔" اس نے نوفل کو فون لگا کر رافع اور حارث کے ساتھ شیخ صاحب کے کمرے میں آنے کو کہا۔

www.novelsclubb.com

"یہ اس گھر کے طور طریقے نہیں ہیں۔" بڑی امّاں تلخی سے گویا ہوئیں۔

"شادی کے لیے نُسیبہ کی مرضی جاننا سب کے لیے ضروری ہے۔ اس گھر کا طریقہ شریعت ہے اور میں اسی پر عمل کر رہا ہوں۔"

پہلے نوفل آیا۔ حسبِ معمول رافع اور حارث گھر پر نہیں تھے۔

"کیا بات ہے ایسے فون کر کے کیوں بلایا؟" نوفل نے باری باری سب کو دیکھا۔

"خیریت تو ہے سب؟ "

کوئی جواب دیتا اس سے پہلے ہی نُسیبہ اور ایمن کمرے میں داخل ہوئیں۔ نُسیبہ نیچے آنے کو تیار نہ تھی، ایمن اسے مشکل سے گھسیٹ کر لائی تھی۔ دونوں ہی سہمی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ہی میمونہ اور طاہرہ بھی تھیں۔ ایمن اور نُسیبہ دروازے کے پاس ہی رک گئیں۔ طاہرہ زلیخا کے بازو میں بیٹھ گئیں جبکہ میمونہ صوفے کے پیچھے کھڑی تھیں۔

سب کی نظریں شیخ صاحب پر تھیں جو عادتاً پر سوچ انداز میں اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ لمحوں کے توقف کے بعد انھوں نے کہنا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

"خنساء کی اچانک موت ہمارے لیے ہی نہیں حاجی صاحب کے خاندان کے لیے بھی بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہماری بیٹی کو بہو بنا کر اپنی آنے والی نسل میں ہمارے خاندان کا خون اور تربیت شامل کرنا اب بھی ان کی اولین خواہش ہے۔ اس کا اظہار انھوں نے چند دن قبل مجھ سے کیا۔۔۔۔۔۔"

"ابّا آپ کو اسی وقت انھیں انکار کر دینا چاہیے تھا۔" وہ اپنی بات کے بیچ میں ذرا رکے ہی تھے کہ ولید نے کہا جس پر ہر کسی نے اسے ناگواری سے گھورا۔ یہ اس گھر کی آداب کے خلاف تھا۔ سب کی نظروں سے بے خبر وہ اپنی کہے جا رہا تھا۔

"خنساء وہاں خوش نہیں تھی اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میری بات مکمل نہیں ہوئی ہے۔" شیخ صاحب کی اونچی آواز نے اس کا جملہ مکمل نہیں ہونے دیا۔

"ہماری بیٹیاں ہمارا مان ہیں، فرمانبردار اور والدین کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی، دل کو سکون عطا کرنے والی بیٹیوں کی مرضی ہمارے لیے سب سے مقدم ہے۔۔۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کی سمت جانے لگے۔

www.novelsclubb.com

"۔۔۔۔۔۔اور اس گھر میں ہماری ایک نہیں دو بیٹیاں ہیں، نُسیبہ اور ایمن۔۔۔۔۔۔" طاہرہ نے سر اٹھا کر بھائی کو دیکھا۔

"حاجی صاحب کے خاندان کی دین داری اور شرافت پر ہمیں رتی برابر شک و شبہ نہیں، بلال بھی قابل بچہ ہے، زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، بنا ثبوت و تحقیق

کے کسی پر الزام لگانے کا گناہ ہم نہیں کرتے۔ بلال سے نکاح ثانی کے لیے ہم اپنی دونوں بیٹیوں سے آپ سب کے سامنے ان کی مرضی پوچھ لیتے ہیں۔"

ابّا!" وہ احتجاجاً چیخا۔ "اس طرح مرضی نہیں پوچھی جاتی، یہ جذباتی بلیک میلنگ ہے۔"
"

ایمن اور طاہرہ سکتے میں تھیں۔ وہ نُسیبہ کے لیے اسٹینڈ لینے اور لڑنے تیار تھیں، اتنی ہمت اس نے کس جتن سے جمع کی تھی وہ ہی جانتی تھی، لیکن اپنے لیے۔۔۔۔۔۔ یہ تو اس نے سوچا نہیں تھا۔

"امی۔۔۔۔!" ولید نے تڑپ کر ماں کو دیکھا۔

"آپ تو کچھ کہیں، خنساء وہاں کس حال میں تھی یہ آپ اچھی طرح جانتی ہیں۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

شیخ صاحب ایمن اور نُسیبہ کے مقابل جا کر رک گئے۔

"بتاؤ بیٹا نُسیبہ کیا مرضی ہے تمھاری۔۔۔والدین کے سوچ سمجھ کر کیے گئے فیصلے سے اتفاق ہے یا اختلاف؟" ان کی سرد اور فیصلہ کن آواز ایمن اور نُسیبہ کی ریڑھ کی ہڈیوں میں سرد لہر دوڑا گئی۔

"نُسیبہ۔۔۔۔۔!" ولید نے اسے پکارا۔

"کسی دباؤ اور جذبات میں آئے بغیر عقل سے فیصلہ سناؤ، تمھارا بھائی تمھارے ساتھ ہے۔"

"بتاؤ نُسیبہ بیٹا۔" شیخ صاحب نے نُسیبہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔اس ہاتھ کا وزن اور دباؤ اتنا شدید تھا کہ نُسیبہ کو لگا دنیا کی کوئی بیٹی اس بارسے نہیں نکل سکتی۔

" نُسیبہ!" اس کی طویل خاموشی پر شیخ صاحب کی تنبیہی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

ولید اٹھ کر ان کے قریب آیا۔

"جج۔۔۔۔۔جو۔۔۔جو آپ کی مرضی ابّا۔"

"نُسیبہ۔۔۔۔! ولید نے دکھ سے بہن کو دیکھا۔"ڈرو مت کچھ نہیں ہوگا میں۔۔۔۔۔"

بااااس۔۔۔۔۔!"صاحب جو پلٹ کر اپنی جگہ پر واپس پہنچ چکے تھے، بلند آواز میں بولے۔"

"تمھیں نُسیبہ سے اس کی مرضی جاننا تھی، سن لی، فیصلہ ہو چکا۔"

"ابّا۔۔۔۔۔!"وہ پلٹ کر ان کے قریب آیا۔اس کی آواز میں التجا تھی۔

"پلیز ابّا ایک بار تو میری بات مان لیں۔آپ سب کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے، خنساء کی موت کو طبعی مان بھی لیں تو اس نے وہاں جان دینے کی کوشش تو کی تھی نا۔۔۔۔۔۔وہ وہاں جانا نہیں چاہتی تھی، خوش نہیں تھی اور ایسی جگہ پر آپ نُسیبہ کو بھیج رہے ہیں۔۔۔۔۔۔وہ کیسے وہاں خوش رہ سکتی ہے جہاں اس کی بہن نے اپنی زندگی ہار دی؟امی آپ تو سوچیں آپ ایک بیٹی کھو چکی ہیں دوسری کی حفاظت کی کوشش تو کریں، شکل دیکھیں اس کی آپ کو لگتا ہے یہ دل سے تیار ہے؟نوفل بھائی آپ تو کچھ کہیں۔۔۔۔۔۔کیا ملے گا وہاں رشتہ کر کے۔۔۔۔تعلقات، نام، شہرت، بزنس میں فائدہ۔۔۔۔۔یہ سب ہماری بیٹی بہن سے زیادہ اہم اور قیمتی تو نہیں ہے، کیوں سب اتنے بے حس ہو گئے ہیں اور بھی کئی اچھے دین دار اور شریف خاندان

ہیں۔۔۔۔ بڑی امّاں! آپ سب چپ کیوں ہیں۔۔۔۔۔؟" وہ سب سے پوچھ رہا تھا اور وہ سب سختی سب لب سیئے بیٹھے تھے۔

"تم نُسیبہ کی مرضی سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے، اس کی مرضی سن لی، وہ بھی یہی چاہتی ہے اس لیے۔۔۔۔۔۔"

"ابّا پلیز۔۔۔۔۔۔۔!" اس نے ان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"آپ بلال سے نکاح کی بات کینسل کر دیں آپ جو کہیں گے میں وہ ماننے تیار ہوں۔"

شیخ صاحب نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ جانتے تھے ان کا بیٹا جذباتی ہے۔ وہ اس سے یہ ہی سننا چاہتے تھے۔

"ٹھیک ہے۔" ان کی پر سکون آواز ابھری۔ سب انھیں ہی دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کل تم ایمن سے نکاح کر لو۔" وہ ان سے ایسے دور ہوا جیسے کرنٹ لگا ہو۔ طاہرہ اور ایمن ششدر سی ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"ورنہ میں ابھی حاجی صاحب سے بلال اور نُسیبہ کے نکاح کا وقت طے کر لیتا ہوں۔"

انھوں نے کرتے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا فون نکالا۔

بڑی اماں اور زلیخا معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی تھیں۔ایک تیر سے دو نہیں بلکہ تین شکار ہو رہے تھے۔

"میری شادی کہاں سے آ گئی بیچ میں؟"

"برخوردار! ذرا دیر پہلے تم کچھ بھی کرنے تیار تھے، زبان ہلا دینا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

"امی۔۔۔۔۔بڑی اماں۔۔۔۔۔نوفل بھائی آپ بھی تو کچھ کہیں۔۔۔۔نُسیبہ کی شادی وہاں نہ ہو اس سے میری شادی کا کیا تعلق۔۔۔۔؟"

"کل تم ایمن سے نکاح کر رہے ہو یا میں حاجی صاحب کو کل نکاح کا وقت دے دوں؟"

www.novelsclubb.com

ولید کی کشمکش اور مشکل ایمن کو رلا گئی۔وہ تو صرف تماشائی تھی۔اس کی زندگی کا فیصلہ ہو رہا تھا مگر وہ کچھ کہہ سکتی تھی نہ اس کی ماں لب ہلانے کے قابل تھیں۔

"ابا پلیز اسے انا کا یا میرا آپ کا مسئلہ نہ بنائیں۔"وہ زندگی میں پہلی بار اس قدر عاجزی سے بات کر رہا تھا۔

"ٹھنڈے دماغ سے سوچیں، نُسیبہ کی بہتری اور بھلائی کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔"

"بچوں کے متعلق والدین کا ہر فیصلہ ان کی بہتری اور بھلائی کے لیے ہی ہوتا ہے۔ مجھے دونوں صورتوں میں اپنی اولاد کی بھلائی نظر آ رہی ہے۔ اب یہ تمھارے جواب پر منحصر ہے کہ میں نُسیبہ کے حق میں فیصلہ کروں یا تمھارے حق میں۔۔۔۔۔" انھوں نے موبائل ہاتھ میں یوں پکڑ رکھا تھا کہ بس ابھی کال لگانے والے ہیں۔

"یہ فیصلہ کسی کے حق میں نہیں صرف آپ کی من مانی اور ڈکٹیٹر شپ کی نشانی ہے۔" صبر کا دامن اس سے چھوٹ رہا تھا، وہ بری طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

شیخ صاحب نے کچھ کہے بنا فون لگایا۔

www.novelsclubb.com

"بڑی امّاں پلیز آپ ہی کہیں شاید یہ آپ کی بات سن لیں۔۔۔۔" اس نے بڑی امید سے دادی کو دیکھا جنھیں اس کا حالِ دل پتہ تھا۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ حاجی صاحب!" وہ آواز پر شیخ صاحب کی سمت پلٹا۔

اس کے سامنے دو راستے تھے، خود کھائی میں گرے یا بہن کو آگ میں دھکیل دے۔ ہر صورت میں دوان چاہے مستقبل تھے۔ ہر جانب سے دو بلکہ تین زندگیوں کی بربادی کی آہٹ تھی۔ نہ نُسیبہ قصوروار تھی نہ اِلحان لیکن پھر بھی اس کے فیصلے سے کسی ایک کو سزا لازمی ملنا تھی۔ صرف اسی کو قربانی دینا ہوتی تو ایک پل بھی نہ سوچتا لیکن۔۔۔۔۔

" جی جی اللہ کا کرم ہے۔"

ولید نے سر جھکائے آنسو بہا رہی نُسیبہ اور سفید چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی ایمن پر ایک نظر ڈالی۔

"آپ سے کچھ اہم امور پر بات کرنا تھی، اجازت ہو تو میں ابھی بات کر لوں یا پھر شام میں آپ کی طرف آ جاؤں؟"

ابّا میں تیار ہوں "اس کی آواز میں شکست تھی۔ شیخ صاحب نے اسے دیکھا اور پھر فون " کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں۔۔۔۔۔۔۔جی پھر میں منتظر ہوں۔۔۔۔۔ ملتے ہیں۔"

فون بند کر کے انھوں نے جتاتی، فاتحانہ نگاہ بیٹے پر ڈالی پھر نُسیبہ اور ایمن کو دیکھا۔

' تم جاؤ کمرے میں۔" ان کے حکم پر اب نُسیبہ نے ایمن کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکل گئی۔

"رافع اور حارث کو فون کرو۔" انھوں نے نوفل سے کہا پھر ساری مستورات کو ایک ساتھ مخاطب کیا۔

"کل عصر کے بعد نکاح ہو گا۔ خریداری وغیرہ جو کرنا ہے آج ہی کر لیں۔"

ولید کے ساتھ ایمن کی شادی سے زیادہ بڑی خوش خبری طاہرہ کے لیے اور کوئی نہ تھی لیکن جن حالات میں یہ فیصلہ ہوا تھا اس سے وہ پوری طرح خوش بھی نہیں ہو پا رہی تھیں۔

"تم بھی دیکھ لو اپنا جو بھی ہے، عصر کے بعد نکاح ہے تمھارا۔" وہ لب بھینچے انھیں دیکھتا رہا پھر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

www.novelsclubb.com

اپنے کمرے میں پہنچنے تک وہ بہت کچھ سوچ چکا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے اِلحان کو فون لگایا۔ رنگ بجتی رہی لیکن اِلحان نے فون ریسیو نہیں کیا۔ کئی بار کوشش کرنے کے بعد وہ آخر ہار کر پلنگ پر ڈھے گیا۔ اس کے ذہن نے ذرا دیر پہلے ہوئے فیصلے کو عارضی حل کے طور پر قبول کیا تھا۔ وہ اِلحان اور اپنی خواہش سے دستبردار نہیں ہوا تھا۔

اب بھی اس کے ذہن و دل میں یہی تھا کہ نُسیبہ کو بچانے کے لیے یہ وقتی فیصلہ ضروری تھا۔ بے چینی اتنی تھی کہ وہ زیادہ دیر لیٹ بھی نہ سکا۔ وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا، پھر اِلحان کو فون لگایا۔ اس بار وہ اِلحان کو یقین دلا کر آیا تھا کہ گھر سے مثبت جواب لے کر لوٹے گا اور اگر ابا نے ہاں کر دی تو وہ اس کا نام بھی بتا دے گا۔ اس کے لیے آئے پرپوزل کے لیے بات بن نہ سکی تھی اور انھیں انکار کر دیا گیا تھا لیکن اب وہ مزید انتظار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ تقدیر اسی موقعے کی منتظر تھی۔

وہ جانتا تھا کچھ ہی دیر میں عبدالصمد کو فون لگا کر انھیں بھی نکاح میں مدعو کیا جائے گا۔ یہ خبر اِلحان کسی اور سے سنے اس سے پہلے وہ خود اسے حقیقت بتانا چاہتا تھا۔ اس نے اسے کتنے ہی میسج کر ڈالے کہ فوراً کال کرو۔ ٹہلتے ہوئے وہ بالکنی میں آیا۔ نیچے میمونہ اور زلیخا کار میں بیٹھ رہی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر یقیناً نوفل بھائی تھے۔ کار باہر نکلنے سے پہلے ہی بائیک پر حارث اور رافع بھی آ گئے۔ دروازے پر دستک ہوئی تو وہ اندر آیا نُسیبہ آئی تھی۔ دونوں ہتھیلیاں آپس میں رگڑتے ہوئے وہ بہت نروس تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کیسے آپ کا شکریہ ادا کروں۔۔۔۔۔ میری وجہ سے آپ کو یوں آناً فاناً۔۔۔۔۔۔"

"تمھیں شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ میرے لیے برا فیل کرنے کی۔"

"کیسے برا نہ فیل کروں؟ میری وجہ سے ہی تو ابّا زبردستی آپ کا نکاح کروا رہے ہیں۔"

"اتنا زیادہ نہ سوچو۔" قریب آکر ولید نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بھائی ایمن بہت اچھی ہے، آپ اس کے ساتھ بہت خوش رہیں گے۔ یہی ایک بات اچھی ہے کہ ابّا نے ایمن کا انتخاب کیا۔" اس نے ایک بار بھی ایمن کے متعلق نہیں سوچا تھا کہ وہ بھی اس حادثے کی ایک فریق ہے۔

"جب سے ایمن کے چاچا نے اپنے بیٹے کا رشتہ دیا تھا پھوپھو بہت پریشان تھیں۔ ابّا کے اس فیصلے پر وہی سب سے زیادہ خوش ہیں اور میں بھی۔" مسکراتے ہوئے انجانے میں ہی نُسیبہ اسے والدین سے متنفر ہونے کا ایک اور جواز دے گئی۔

www.novelsclubb.com

"ایمن بہت نیک، نرم خو اور پیاری ہے۔ اللہ تعالی نے بہت درست جوڑی بنائی ہے، مجھے یقین ہے اس کے ساتھ آپ بہت خوش رہیں گے۔"

اپنی بہن کی غلط پیشن گوئی پر وہ صرف مسکرا سکا۔ ان تمام باتوں میں اسے پھوپھو کا خوش ہونا پریشان کر رہا تھا۔ ایمن کے متعلق وہ نہ اب کچھ سوچ رہا تھا نہ پہلے کبھی سوچا

تھا لیکن اپنی پھوپھو سے اسے انسیت تھی۔اس کا بچپن زیادہ ان کی یادوں سے بھرا تھا۔ بچپن کے سارے ناز اور ذمہ داریاں انھوں نے ہی اٹھائی تھیں۔وہ چھوتھا بیٹا تھا اور اس کے دو سال بعد قلیل وقفے میں دو بہنیں اس لیے ماں کی جانب سے کوئی خاص توجہ اسے میسّر نہ تھی۔وہ دادی اور پھوپھو کا لاڈلا تھا۔زلیخا اس کے شہر جانے کے بعد پہلی بار اس کے لیے فکر مند ہوئی تھیں۔

نُسیبہ کے جانے کے بعد بھی وہ کمرے سے باہر نہیں نکلا حالاں کہ نیچے جاگی ہلچل اسے محسوس ہو رہی تھی۔اسے اِلحان کے فون کا انتظار تھا۔فون تکتے تکتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔فون کی بیل پر وہ ہڑ بڑا کر اٹھا۔دوسری طرف اِلحان ہی تھی۔

"میرا ڈر غلط نہیں تھا یہی تو کہتی تھی میں اور دیکھ لو وہی ہوا۔۔۔۔۔"وہ رو رہی تھی اور شدید غصے میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے کہہ کر گئے تھے اپنی امی سے بات کرنے جا رہے ہو اور۔۔۔۔۔۔"

"میری بات تو سنو لو حانی۔۔۔۔"

"کیاسناؤ گے تم۔۔۔۔۔مجھے پتا ہے کیا کہو گے، مجبوری، مصلحت، فرمانبرداری، بڑی امّاں کا حکم، تایا کا رعب، تائی کی بلیک میلنگ، تمھاری کم ہمتی۔۔۔۔۔بے وقوف تو میں ہوں اوّل دن سے سب جانتے ہوئے بھی تمھارا ہاتھ تھام کر اس راستے پر چل پڑی جس میں آگے یہ دوراہا نا گزیر تھا۔۔۔۔ابھی ممی بی کے گھر سے آئیں تو بتایا کہ تیاری کرو کل بڑی امّاں کی طرف جانا ہے ولید کا نکاح ہے۔۔۔۔۔کیوں کیا ایسا ولی۔۔۔۔؟

"اس کی بھیگی آواز سے چھلکتا درد اس کا دل چیر گیا۔

وہ آنکھیں میچے اس کی بات سن رہا تھا۔

"ابا نُسیبہ کا نکاح بلال سے کروا رہے تھے، تمھیں علم نہیں لیکن بلال نفسیاتی مریض ہے، خنساء نے ایک بار سوسائیڈ کی کوشش کی تھی، وہ وہاں جانا نہیں چاہتی تھی اور انتقال کے بعد اسے دیکھنے والی نُسیبہ کا خیال ہے کہ اس پر تشدد ہوا تھا، تم سے کہتے ہوئے مجھے بہت ندامت محسوس ہو رہی ہے لیکن ان سب کے باوجود بھی ان لوگوں نے بلال کا دوسرا نکاح نُسیبہ سے کرنے کا پرپوزل دیا تھا اور میرے گھر والوں نے انکار بھی نہیں کیا۔جب میں نے اس بات پر اعتراض اور انھیں انکار کرنے کو کہا تو انھوں نے یہ شرط رکھی کہ میں فوراً ان کی مرضی سے نکاح کر لوں۔مجھے یہ آپشن دے کر ابا

نے بلال کے ابّا کو فون لگایا تھا کہ نکاح کا وقت طے کر سکے، مجھے سوچنے کا بھی وقت نہیں تھا، میں اگر ہامی نہ بھرتا تو کل نُسیبہ کا نکاح ہو رہا ہوتا۔" اس نے بنا رکے اپنی بات کہی تھی۔

اِلحان فوری ردعمل دینے کے قابل نہ تھی۔اس کی خاموشی سے حوصلہ پا کر ولید نے کہا۔

"کچھ ختم نہیں ہوا ہے حانی، 'ہم' ختم نہیں ہوئے ہیں، میں اب بھی۔۔۔۔"

"پاگل ہو گئے ہو تم، ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو؟ پہلے ہی یہ بہت مشکل تھا اور اب تو ناممکن ہے۔"

"کچھ ناممکن نہیں اگر ہمارے ارادے مضبوط ہوں۔ یہ سب تم مجھ پر چھوڑ دو، میں وعدہ کرتا ہوں چاچا کو منا لوں گا۔ ابّا نے مجھے اس طرح ٹریپ کیا کہ فوری فیصلہ کرنا پڑا ورنہ میں کوئی دوسرا راستہ ضرور نکال لیتا، نُسیبہ کو اپنے ساتھ لے جاتا یا کچھ اور سوچ لیتا۔۔۔۔" وہ بالوں میں انگلیاں پھنسائے ممکنہ اقدامات سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب کچھ نہیں ہو سکتا ولی۔۔۔" وہ پھر رونے لگی ہے۔ "یہ ہماری آخری بات ہے اور۔۔۔۔۔۔"

"نہیں حانی۔۔۔۔۔" اس نے بات کاٹی۔

"کچھ بھی آخری نہیں ہے، یہ عارضی فیصلہ ہے تمھارے بغیر میری زندگی کا کوئی تصور نہیں، میں ان شاءاللہ سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔"

"زندگی تو میری بھی تمھارے بنا کچھ نہیں لیکن یہ طے ہو چکا کہ اب ہمیں ایک دوسرے کے بنا ہی زندگی گزارنی ہے۔"

"نہیں۔۔۔۔۔ یہ طے نہیں ہوا۔" اس کا لہجہ مستحکم تھا۔

"نُسیبہ کو بلال کے گھر نہ جانا پڑے یہ طے ہوا ہے بس۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

www.novelsclubb.com

اِلحان کی سسکیاں جاری تھی۔

"تم کل آ رہی ہو نا پھر؟" اس نے بات بدلنا چاہی اور سیدھا اس کے دل پر پیر رکھ دیا۔

"ولی!" وہ آنسوؤں کے درمیان چیخی۔

"کتنے ظالم ہو تم، اتنے آرام سے مجھے اپنی شادی میں بلا رہے ہو۔"

"یہ میری شادی نہیں، میری شادی تم سے ہو گی۔ اسے نُسیبہ کو غلط فیصلے کی بھینٹ چڑھنے سے روکنے کا سلیبریشن سمجھو، ایک ٹیمپرری انتظام۔"

"سلیبریشن، ٹیمپرری انتظام۔۔۔۔؟ کس دنیا میں ہو تم؟ تم حقیقت تسلیم نہیں کر رہے ہو ولی، سچ یہ ہے کہ تمھارے گھر والے کبھی تمھیں اس ٹیمپرری انتظام سے باہر نہیں نکلنے دیں گے۔"

"وہ میرا دردِ سر ہے میں کر لوں گا، تم مجھ پر بھروسہ رکھو بس۔"

"عدین آواز دے رہی ہے، میں رکھتی ہوں۔" ہمیشہ کی طرح اس نے اچانک کال ختم کر دی۔

www.novelsclubb.com

وہ دونوں ہی اپنے دکھ اور دلاسے میں کہانی میں شامل تیسرے کردار کو یکسر فراموش کیے تھے۔

اس نے سوچنا چاہا کہ اگر اِلحان کے متعلق اسے علم نہ ہوتا تو اس کا ردعمل کیا ہوتا؟ لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ نُسیبہ اور طاہرہ کی خوشی دیکھ کر اپنے چہرے سے فکر اور سوچ کے سائے دور رکھے مسکرا رہی تھی۔ رات میں ہی میمونہ اس کا شادی کا جوڑا لے آئی تھیں۔

"ابھی شادیوں کا موسم نہیں ہے اس لیے کچھ بھی نہیں دکانوں میں، پرانے اسٹاک میں جو سب سے اچھا تھا، وہ یہی ہے۔" انھیں خود بھی احساس تھا کہ وہ جوڑا کتنا نامناسب ہے اس لیے وضاحت پیش کی۔ وہ دکان میں موجود زرق برق، سلا سلایا اور سرخ رنگ کا جوڑا ہی تلاش کر رہی تھیں۔ خوبصورتی اور معیار دیکھنے کا وقت نہیں تھا۔

"میں اسے تمھارے ناپ کے مطابق فٹ کر دیتی ہوں۔" خولہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔

www.novelsclubb.com

نُسیبہ نے اسے مہندی لگائی اور یوٹیوب سے دیکھ کر کچن کے سامان سے سُمیکہ نے اس کا 'برائڈل فیشیل' کیا تھا۔

اگلے دن صبح سے ہی مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔رات میں قریبی رشتے داروں کو فون پر اطلاع دی گئی تھی۔ایمن ماں کے چہرے کا اطمینان اور خوشی دیکھ کر مطمئن تھی کہ یہ گھاٹے کا سودا نہیں۔وہ بہت زیادہ آگے کا نہیں سوچ رہی تھی۔ظہر تک شہر سے عبدالصمد کی فیملی بھی آگئی۔سب اس سے مل کر گئے تھے لیکن اِلحان کو اس نے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔

اس طرح اچانک نکاح پر بہت سو نے سوال کیے۔جواب میں بڑی امّاں نے سنت رسول،رشتہ کرتے ہوئے اپنوں کی اہمیت و فوقیت،نکاح میں سادگی اور آسانی پر بڑا پر مغز بیان دیا اور سارے حاضرین متاثر ہوئے تھے۔

نکاح مسجد میں ہوا۔بچے بڑے خوش تھے۔خنساء کی موت کے بعد سے طاری اداس اور افسردہ ماحول ایک دم بدل گیا تھا۔

"اب آپ کو چاچی بلائیں یا آپی؟"

" جو اچھا لگے وہ پکارو۔"وہ مسکرا کر جواب دیتی رہی۔

"اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔آج کے دن بھی کوئی سوتا ہے!"نُسیبہ نے ہلا کر اسے جگایا۔

www.novelsclubb.com

"بڑی امّاں نے تمھیں بھائی کے کمرے میں پہنچانے کا حکم دیا ہے۔" ایمن نے دیوار پر گھڑی دیکھی۔ ابھی تو آٹھ ہی بجے تھے۔ وہ کچھ کہے بنا ہی کھڑی ہو گئی۔

"ایسی بھی کیا جلدی چپلیں تو پہن لو۔" نُسیبہ نے اسے پکڑا۔ میمونہ بھابی دلہن کی چپلیں ، سینڈل لانا بھول گئی تھیں۔ سُمیکہ نے اپنی نئی سینڈل دی تھی جو اسے بڑی ہو رہی تھی۔

"ایک تو ہیل اور اس پر بڑا سائز۔۔۔۔۔ رہنے دو کون دیکھ رہا ہے، وہ میری سلیپرز دے دو۔" کہتے ہوئے خود ہی آگے بڑھ کر اس نے اپنے سلیپرز پہن لیے۔

" منہ تو دھو لو تم سو رہی تھی۔"

"ٹھیک ہی ہے، چلو۔"

www.novelsclubb.com

"بڑی جلدی ہے تمھیں۔۔۔۔ ویسے کچھ تو میک اپ کیا ہوتا۔" سُمیکہ نے کہا تھا کہ وہ میک اپ کر دے گی لیکن تب سے اسے فرصت ہی نہیں ملی تھی۔

"میں کسی کو پکڑ کر لاتی ہوں نیچے سے۔ بھائی کے آنے سے پہلے تمھارا میک اپ ہو جائے تو اچھا۔" اسے ولید کے کمرے کے باہر چھوڑ کر نُسیبہ نیچے چلی گئی۔

ایمن کچھ دیر دروازے کو دیکھتی رہی پھر ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ دروازہ بند کر کے پلٹی تو بری طرح ٹھٹھک گئی، کمرے کے درمیان کھڑا ولید اسے گھور رہا تھا۔

نوفل نے اسے اوپر جانے کو کہا تھا۔ اسے لگا کچھ دیر آرام کے لیے بھیجا ہے کہ پھر کھانا شروع ہو گا تو اس کا وہاں ہونا ضروری ہے۔ سامنے ایمن کو دیکھ کر اس کی تیوریاں چڑھ گئیں۔

اِلحان کے میسجز پہلے ہی اسے پریشان کیے تھے اور اب وہ سامنے تھی۔ اس کا تنا اور سرد چہرہ دیکھ کر ایمن کا اعتماد ڈگمگایا لیکن خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے وہ آگے آئی اور ولید دروازے کی سمت بڑھا۔

"میری بات سن لیں پلیز!" ایمن کی آواز نے اس کے قدم روک دیے۔ وہ سختی سے ہونٹ بند کیے پیچھے جہاں کھڑا تھا وہیں واپس آیا۔

"میں اِلحان اور آپ کے متعلق جانتی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی اور ولید کا پارہ چڑھنے لگا۔

"ایک اور بلیک میل۔۔۔۔ایک اور دھمکی۔۔۔۔"وہ بری طرح تلملایا۔سب اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھا رہے تھے۔

"میں آپ دونوں کے بیچ نہیں آؤں گی،آپ جو کرنا چاہتے ہیں کریں،میری طرف سے اجازت ہے"

کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس مضحکہ خیز بات پر خوب تالیاں بجا کر ہنستا کہ ایمن اسے اجازت دے رہی ہے لیکن اس وقت ایمن کی یہ قربانی اور مہربانی اسے غصہ دلا گئی۔ابّا کی طرح وہ بھی اسے کیا کرنا ہے یہ ڈکٹیٹ کر رہی تھی۔اپنی زندگی اور فیصلوں میں اپنی بے بسی اور ان فیصلوں میں دوسروں کی مرضی اور حکم کی جھنجھلاہٹ پوری طرح ایمن سے کدورت میں بدل گئی۔

اس کے احساسات سے بے خبر ایمن اپنے تئیں اس کی مشکلیں آسان اور فکریں دور کر رہی تھی۔

"اس شادی سے نُسیبہ کا نکاح ٹل گیا ہے اور امی بہت خوش ہیں، اس رشتے کو قائم رکھنے کے لیے میرے لیے یہ دو باتیں کافی ہیں۔ آپ میرے پابند نہیں، آپ کو ہر فیصلے کا اختیار ہے۔ مجھے آپ کی اور اِلحان کی شادی پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔"

اپنی امی کی خوشی اور ولید کی دوسری شادی، ایک ہی جملے میں یہ تضاد کہتے ہوئے وہ اس کی حقیقت سے بے خبر تھی۔

نُسیبہ نیچے سے اِلحان کو اوپر لے کر آ رہی تھی۔ الحان 'اپنے ہاتھوں سے تیری دلہن سجاؤں گی' کی عملی تفسیر نہیں بننا چاہتی تھی مگر انکار کا جواز بھی نہیں دے سکتی تھی کہ نُسیبہ کی بات سن کر اس کی ممی نے کہا تھا۔

"ہاں ہاں جاؤ بیٹا۔"

www.novelsclubb.com

وہ دونوں اوپر پہنچی ہی تھیں کہ کسی نے نیچے سے نُسیبہ کو پکارا۔

"سامنے لیفٹ کمرہ بھائی کا ہے۔" وہ اسے کہہ کر نیچے اتر گئی۔

اِلحان کا دل کیا وہ بھی واپس پلٹ جائے لیکن اس کام سے خلاصی بھی نہیں تھی۔ نُسیبہ اسے سب کے بیچ سے اٹھا لائی تھی۔ بعد میں نُسیبہ یا کوئی اور ضرور پوچھ لیتا۔

ولید کے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ قدموں تلے اپنا دل روندرہی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی ایمن اور ولید نے ایک ساتھ دروازے کی طرف دیکھا اور اِلحان کو پہلی بار سینے میں درد کی جگہ آگ محسوس ہوئی۔ سفید کرتے شلوار میں ملبوس ولید کے قریب سر سے پیر تک سرخ ایمن۔ بے اختیار اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ یہ اس قدر غیر متوقع سامنا تھا کہ فوراً کوئی کچھ بول ہی نہ سکا۔ اس وقت بھی اس سے بہتر اور سلیقے کی تیاری اِلحان کی تھی۔ ایمن کو خیال آیا بھی وہ اس کی جگہ آکر کھڑی ہو جائے تو پرفیکٹ جوڑی ہو گی اور اِلحان نے سوچا بد سلیقہ اور ان چاہی دلہن ہے تو کیا نصیب تو اسی کے اچھے ہیں۔

"آپ دونوں بات کرلیں۔" ایمن نے ہی سنبھل کر پہل کی اور واش روم میں چلی گئی۔ اندر نل کے نیچے بالٹی رکھ کے نل کھول دیا کہ پانی گرنے کی آواز میں باہر کی گفتگو سننا نا ممکن ہو گا۔ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر اسے جانے کیوں شرمندگی ہوئی۔

یہ میرا قصور تو نہیں ناں!"خود کو تسلی دیتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔ "

اِلحان آگے بڑھی۔ ولید اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مبارک ہو۔"

"پلیز حانی۔۔۔۔۔۔۔"

"شادی ہوئی ہے پھر دولہا کو مبارک باد کیسے نہ دوں؟" اس کی بے بسی خود اذیتی میں ڈھل گئی تھی۔

"یہ شادی نہیں ہے، ایمن بھی ہمارے متعلق جانتی ہے اور۔۔۔۔۔۔" وہ رک گیا اس وقت شاید یہ کہنا درست نہ تھا۔

"ابھی چند گھنٹے ہوئے نہیں اور تم اپنی بیوی کو ڈیفینڈ کر رہے ہو۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔ اس کا دل کر رہا تھا سامنے کھڑے ولید کے گلے لگ کر خوب روئے، اس کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر جی بھر کے دیکھ لے اور پھر یہاں سے اتنی دور چلی جائے کہ کبھی مڑ کر نہ دیکھے مگر اس کی یہ خواہش بچے کی چاند کو چھونے کی خواہش جیسی ہی تھی۔

" حانی!" ولید اس کے قریب آیا۔

www.novelsclubb.com

"یقین کرو، تمھیں یہ تکلیف اور درد دینے کے لیے میں بہت شرمندہ ہوں، آئی ایم رئیلی سوری! وعدہ کرتا ہوں جلد ہی میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ بلیو می، میں تم سے کسی صورت دستبردار نہیں ہو سکتا۔"

ساری بات ہی یہ تھی کہ ولید کے لیے اب بھی کچھ نہ بدلا تھا اور الحان کے لیے سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔

"تم اس وقت حد سے زیادہ خوش فہمی کا شکار ہو یا بہت زیادہ بے وقوف ہو۔ تمھاری شادی ہو گئی ہے، مجھ سے نہیں کسی اور سے اور تمھاری فیملی بہت قدامت پسند ہے، تم ان کے خلاف نہیں جا سکتے، یہ تم بھی اچھی طرح جانتے ہو، اب بچا کیا ہے؟ کیا تم مجھے ایسی لڑکی سمجھتے ہو جو شادی شدہ مرد سے افئیر رکھے گی؟"

"لاحول حانی۔۔۔۔۔پہلی بات تو یہ کہ یہ شادی نہیں ایک معاہدہ ہے اور ایمن بھی سب کچھ جانتی ہے، وہ کسی دھوکے میں نہیں ہے اور غور سے سنو میں اپنی فیملی کے خلاف جا سکتا ہوں، اس بار نُسیبہ کی وجہ سے مجبور ہوں۔ میری شادی وہ ہو گی جو تم سے ہو گی۔"

اسے ولید کی زبان سے ایمن کا نام اچھا نہیں لگ رہا تھا اور وہ تھا کہ نادانستہ ہی سہی بار بار اسے اچھے رنگ میں پیش کر رہا تھا۔ یہ احساس اس کے لیے نیا تھا۔ اسے ولید پر اپنے مکمل استحقاق کا یقین تھا لیکن یہ یقین ان چند منٹوں میں ہی ڈولنے لگا تھا۔ وہ یہ یقین کھونا نہیں چاہتی تھی اور اس نئے احساس کا کیا کرے یہ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور وہ دونوں چونک گئے۔ اِلحان کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا۔ دوسری دستک ذرا تیز تھی کہ واش روم میں ایمن کو بھی محسوس ہوئی۔ اس نے نل بند کیا اور تیسری دستک کے ساتھ آواز آئی۔

"ایمن!" یہ سُمیکہ کی آواز تھی۔

ایمن فوراً دروازہ کھول کر باہر آئی۔ اِلحان ولید سے فاصلے پر جا کر کھڑی ہو گئی۔ ایمن آگے آئی۔

www.novelsclubb.com

"آ جائیں بھابھی۔" ایمن نے کہا اور وہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے اِلحان کو دیکھ کر تعجب سے سوال کیا۔

"وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ نُسیبہ نے میک اپ کرنے بھیجا تھا۔"

"کیا تو نہیں میک اپ؟"

"یہاں میک اپ کٹ نہیں ہے اور میرے پاس صرف لپ اسٹک ہے۔" اس نے کلچ کھول کر لپ اسٹک نکالی۔ تبھی عدین وہاں پہنچی۔

"چلیں باجی۔ ممی نے کہا ہے جلدی کھانا کھالیں پھر ہمیں نکلنا ہے۔"

"ہاں چلو۔" اِلحان نے ایمن کا ہاتھ پکڑ کر لپ اسٹک ہتھیلی پر رکھی۔

" تم خود ہی لگا لینا۔" اس کی بھیگی پلکیں ایمن کے دل میں کھب گئی تھیں۔

"میں کر دوں گی ایمن کا میک اپ۔" سُمیکہ نے تسلی دی۔ اِلحان ولید کی طرف دیکھے بغیر باہر نکل گئی۔

"بڑی امّاں نے کچھ دیر بعد ان کے کمرے میں آنے کہا ہے۔" سُمیکہ نے پیغام ولید کو دیا۔ ولید ان سنی کر کے بالکنی میں چلا گیا۔

"بھیج دینا نیچے۔" سُمیکہ نے ایمن سے کہا۔

"اسے صبر نہیں کمرے میں بھی پہنچ گیا۔" وہ نیچے جاتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

ایمن کچھ دیر یونہی کھڑی رہی پھر آگے جا کر دروازہ بند کیا۔اس کی مٹھی میں اِلحان کی دی ہوئی لپ اسٹک دبی تھی۔

"اسے کہاں رکھوں۔۔۔۔۔۔"ادھر ادھر نظر دوڑائی۔اس کا سامان ابھی اس کمرے میں نہیں آیا تھا جو رات میں نُسیبہ نے بیگ میں بھر کر رکھا تھا۔وہاں کوئی سنگھار میز نہ تھی۔قد آدم آئینہ تھا اور اس کے قریب میز اور کرسی جس پر ولید کے سامان کے ساتھ کچھ کتابیں اور اس کا بیگ پیک دھرا تھا۔پلنگ سے ساتھ رکھے سائیڈ ٹیبل پر اس کی نظر ٹھہر گئی۔اس نے سب سے آخری دراز کھولی جو خالی تھی اور اس میں لپ اسٹک ڈال دی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے۔پلنگ پر وہ بیٹھنا نہیں چاہتی تھی اس لیے کرسی پر ٹک گئی۔ذرا دیر بعد ولید بالکنی سے اندر آیا اور اس کی طرف دیکھے بنا ہی باہر نکل گیا۔اس نے ایک لمبی سانس لے کر کب سے تشنج زدہ اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے۔

www.novelsclubb.com

"دکھ کی بات بھی تو ہے۔"اس نے آزردگی سے سوچا۔

"اور یہ بھی سچ ہے کہ جانے انجانے ان دونوں کے دکھ کی وجہ میں ہوں۔"

ذرا دیر بعد سُمیکہ اس کا میک اپ کرنے اور نُسیبہ اس کا بیگ لیے آئی۔ نُسیبہ نے اس کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ پھر برتن سمیٹ کر چلی گئی۔ کافی دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ اب کوئی نہیں آئے گا تو اس نے اٹھ کر منہ دھویا، کپڑے تبدیل کیے اور عشاء کی نماز کو کھڑی ہو گئی۔ وہ نماز پڑھ رہی تھی تب ولید آیا اور کرسی اٹھا کر بالکنی میں چلا گیا۔ نماز ختم کر کے اس نے کمرے کے دوسرے سرے پر اپنا بستر لگایا اور لیٹ گئی۔ ساری رات کروٹ بدلتے گزری اور اذان سے ذرا پہلے آنکھ لگی ہی تھی کہ معمول کی طرح وہ اذان کی آواز سن کر جاگ گئی۔ پلنگ اس وقت بھی خالی ہی تھا۔ وہ واش روم سے وضو کر کے نکلی تب ولید بالکنی سے اندر آیا۔ وہ ابھی تک رات والے حلیے میں ہی تھا۔ اس کی پوری رات اِلحان سے بات کرتے، اسے مناتے، آگے کا منصوبہ بناتے اور اسے یقین دلاتے گزری تھی۔ شادی شدہ مرد سے افیئر نہ رکھنے والی اور اس بات پر لا حول کہنے والا دونوں ہی چند گھنٹے بھی اپنی باتیں یاد نہ رکھ سکے۔

www.novelsclubb.com

ولید الماری سے کپڑے نکال کر وہ واش روم میں گھسا، کچھ دیر بعد باہر نکلا اور نماز کو کھڑا ہو گیا۔ تب تک ایمن جائے نماز پر ہی دعا مانگ رہی تھی۔ نماز ختم کر کے ولید بستر پر کمبل سر تک تان کر سو گیا تھا۔ وہ بہت دیر یونہی خالی ذہن بیٹھی رہی۔ یہ بھی

فرار کا راستہ تھا کہ دماغ کچھ بھی سوچنے سے انکاری تھا۔ آٹھ بجے کے بعد وہ اٹھ کر طاہرہ کے کمرے میں آگئی جو کل تک اس کا بھی کمرہ تھا۔

"ارے بیٹا اٹھ گئی، ولید کہاں ہے؟" انھوں نے اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ انھیں لگا کہ شاید دونوں ان سے ملنے آئے ہیں۔

"سو رہے ہیں۔"

"اچھا اچھا۔۔۔۔۔" طاہرہ نے اسے گلے لگایا جیسے ایک رات نہیں وہ کئی دن بعد انھیں مل رہی ہو۔

"نماز کے بعد سے ادھر نیند نہیں آرہی، ادھر سو جاؤں؟"

"ہاں ہاں سو جاؤ۔ نئی جگہ ہے نا کچھ دن لگیں گے پھر دیکھنا وہیں نیند آئے گی، ادھر نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ پلنگ پر اپنی جگہ لیٹی تو طاہرہ بیٹھ کر اس کا سر سہلانے لگیں اور چند منٹ بعد ہی وہ گہری نیند میں تھی۔ طاہرہ اسے چادر اوڑھا کر مطمئن سی نیچے اتر گئیں۔

شام میں شیخ صاحب کے قریبی دوست اور تعلقات والوں کو ولیمے کی دعوت تھی۔ خواتین میں کوئی اہتمام نہ تھا۔ ولید دن بھر باہر رہا اور وہ اس کے کمرے میں۔ اسی رات دیر سے وہ شہر کے لیے نکل گیا۔

گھر میں کچھ بھی نہیں بدلا تھا سوائے اس کے کمرے کے۔ بچے، نُسیبہ اور طاہرہ خوش تھے۔ باقی کسی کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا تھا۔ نہ کوئی خوش تھا نہ دکھی۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ بلال کے گھر والوں کو کیا جواب دیا گیا ہے، دیا بھی یا نہیں۔ وہ جب سوچتی اسے یہ خیال بھی آتا کہ ولید اور اس کے نکاح کے بعد بھی وہ نُسیبہ اور بلال سے نکاح کر دے تو؟ اسے اِلحان اور ولید کا بھی خیال آتا اور وہ بار بار سر جھٹک کر اسے دور بھگاتی۔ جلد ہی ایمن کو سمجھ آیا کہ ایک جھوٹ مزید کتنے جھوٹ کو جنم دیتا ہے۔ ہمیشہ سچ کہنے والی اور سچ کی تلقین کرنے والی بھی مصلحت کے بہانے جھوٹ کہنے لگی تھی۔ ولید کا فون آیا تھا، وہ بہت مصروف ہیں، کب فرصت ملے گی کچھ علم نہیں۔ طاہرہ سے کہتی کہ نُسیبہ کے فون پر بات ہوئی اور اسے کہتی کہ امی کے فون پر کال آئی تھی۔ اس کا اپنا الگ فون نہیں تھا اس لیے طاہرہ نے اپنا فون اسے دے دیا جو ولید نے ہی انھیں دیا تھا۔

وہ ویک اینڈ پر گھر نہیں گیا تھا اور اس ہفتے بھی ارادہ نہیں تھا۔اس ہفتے وہ اِلحان سے ملنے کا سوچ رہا تھا لیکن غیر متوقع طور پر طاہرہ کا فون آگیا۔یہ انھوں نے خود کیا تھا یا اس کے والدین نے کروایا تھا، وہ جان نہیں پایا۔اس نے بھی ایمن کی طرح چھٹی نہ ملنا اور کام کی زیادتی کا بہانہ بنایا۔

"بیٹا اب تم اکیلے نہیں، ایمن اب تمھاری ذمہ داری ہے اگر ہر ہفتے آنا اتنا مشکل ہے تو اسے وہاں اپنے ساتھ لے جاؤ۔"

اس کے بعد وہ کیسے نہ آتا۔دو دن کی بجائے وہ جمعہ کی رات آتا اور سنیچر کی رات واپس چلا جاتا۔ تین ہفتوں تک یہی چلتا رہا۔

چوتھے ویک وینڈ پر رات کے کھانے پر شیخ صاحب نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا کہ کام کے لیے پانچ دن کافی ہوتے ہیں، دو دن گھر میں رہا کرو۔وہ کمرے میں آکر ایمن پر برس پڑا۔

"یہ کیا نیا تماشہ ہے؟ میں ہر ہفتے دو دن نہیں ٹھہر سکتا۔"جب بھی یہاں آتا اِلحان ہر بار نئے اندیشے اور خدشے بیان کرتی تھی۔اس کی ناراضی سہنا آسان نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے دیکھنے لگی، ولید اسے یونہی گھورتا رہا۔

"جی۔۔۔ مطلب اس معاملے میں میں کیا کر سکتی ہوں؟ یا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

"اس کی نظروں میں مزید برہمی در آئی۔اس کے چہرے پر صاف لکھا تھا کہ یہ تمھارا مسئلہ ہے تم نپٹو۔

"میری کوئی حیثیت یا مقام نہیں کہ میں کچھ کر سکوں۔پہلے ہی میں تقریباً روز جھوٹ بول رہی ہوں۔آپ کو ہفتے میں ایک دو دن یہاں گزارنا مشکل لگتا ہے اور میں تو انہی سب کے بیچ ہوتی ہوں۔"سکون اور سادگی سے بات کر رہی ایمن جانے کیوں اسے مزید طیش دلا رہی تھی۔

"غصہ چھوڑ کر پریکٹیکل سوچیں، شادی کروا کر گھر والوں کی تاناشاہی ختم نہیں ہوئی ہے، وہ مجھے زبردستی آپ کے فلیٹ میں چھوڑ کر بھی آسکتے ہیں کہ سنبھالو۔مزید کسی پیچیدہ صورتحال سے بچنے کا یہی ایک راستہ ہے کہ آپ ہر ہفتے یہاں آجایا کریں۔کبھی نہ آنا چاہے تو بڑی اماں اور ممانی جان کو فون پر پہلے یہ بتادیا کریں۔یہاں سب جیسا

چاہتے ہیں ویسا ہی کریں گے تبھی ہم مزید مسائل سے بچ سکتے ہیں" اپنی بات کہہ کر وہ واش روم میں چلی گئی۔ ولید بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پلنگ پر بیٹھ گیا۔

حسبِ معمول وہ دیر رات تک بالکنی میں بیٹھا رہا۔ یہاں آکر اس کا ویک اینڈ اِلحان سے باتیں کرکے ہی گزرتا تھا۔ اپنے نکاح کے بعد ہی وہ عبدالصمد سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اِلحان نے اسے سختی سے روکا تھا کہ فوراً بات کی تو معاملہ مزید بگڑ جائے گا۔ پہلے تو وہ خود ہی بڑی مشکلوں سے یقین کر پائی تھی کہ ان کا ایک ہونا اب بھی ممکن ہے۔ وہ جب بھی ان سے بات کرنے کو کہتا اِلحان روک دیتی۔ اسے ڈر تھا ایک بار بات چھڑی تو سب ختم ہو جائے گا۔ دونوں گھروں کے رسمی تعلقات اور اختلافات کا تو شاید کوئی حل نکل آتا لیکن ولید کے شادی شدہ ہونے کا کیا؟ جبکہ ولید کو عبدالصمد کی تعلیم اور وسیع ذہنیت کے ساتھ خود پر بھی بھروسہ تھا کہ وہ انھیں قائل کرلے گا۔

www.novelsclubb.com

اسے پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ کب اندر آکر سویا لیکن آج رات اس کے آکر سو جانے کے بعد بھی ایمن کو نیند نہیں آئی تھی۔

صبح وہ باورچی خانے میں پہنچی تو سُمیکہ نے اس کے شانے سے اپنا شانہ ٹکرا کر کہا۔

"اوہو! لگتا ہے نیند پوری نہیں ہوئی۔" اسے اس کا جملہ اور انداز بہت برا لگا لیکن سر جھکا کر چپ رہنا زیادہ بہتر تھا۔

خولہ نے بڑی حسرت سے اسے دیکھا۔

"اللہ تمھیں ایسے بہت سارے رتجگے نصیب کرے۔" اس کی اس معصوم دعا پر ایمن نے دل میں کہا، اللہ نہ کرے ایسے میری نیند روٹھی رہے مجھ سے!

اسی وقت طاہرہ اندر آئیں اور اس شادی شدہ بیٹی نے سوچا۔

"کاش! امی نے سب سن لیا ہو۔"

چند دنوں میں ہی وہ بالکل بدل گئی تھی۔ آپ کے اصول کتنے ہی پکے اور سوچ کتنی ہی کھری کیوں نہ ہو، وقت وہ ظالم ہے جو ان سے سمجھوتا کرنا سکھا دیتا ہے۔ وہ بھی سیکھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میمونہ اور نُسیبہ کو آج جلدی مدرسے جانا ہے، ان کا ناشتہ ڈبے میں دے دو کہہ رہی ہیں، مدرسے میں کھا لیں گی۔" طاہرہ نے ایمن سے کہا۔

"پھوپھو، وہ میں دیکھ لیتی ہوں، ایمن تم جاؤ آرام کرو، آپ کہاں اسے کام سے لگا رہی ہیں۔" خولہ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ پہلے ہی سبھی بچوں کے ٹفن تیار کر چکی تھی۔

"اس میں دو کپ چائے ہے، اپنے اور ولید کے لیے نکال لو۔" خولہ کے کہنے پر وہ دو کپ چائے لیے اوپر آ گئی۔ یہ بڑی مصیبت تھی کہ ولید کی موجودگی میں سب کو لگتا تھا وہ کمرے کے باہر ہی نہ نکلے۔ نُسیبہ جو مدرسے سے آنے کے بعد سارا وقت اس کے ساتھ ہی رہتی تھی، ولید ہوتا تو وہ نہ خود اس کے پاس آتی نہ بچوں کو ادھر پھٹکنے دیتی۔ ایسے میں ولید کا زیادہ وقت بالکنی میں اور اس کا کمرے میں کتابیں پڑھتے یا سوتے گزرتا۔

اسی معمول کے دوران ان کے درمیان کی سرد مہری سُمیکہ نے سب سے پہلے نوٹ کی۔

"ولید آتا ہے تو تم اس کے ساتھ کہیں گھومنے کیوں نہیں جاتی؟ اسے کوئی روکے گا بھی نہیں اور نہ ہی اسے اجازت کی ضرورت ہے۔" وہ جانچتی نظروں کے ساتھ سوال کرتی۔

"وہ تھکے ہوتے ہیں اس لیے گھر میں آرام ہی بہتر ہے۔" وہ جواب دے کر وہاں سے ہٹ جاتی۔

"میں نے کبھی تم دونوں کو بات کرتے نہیں دیکھا؟" کچھ دن بعد پھر نیا سوال۔

"ہم ایک ساتھ باہر ہوتے ہی کب ہیں کہ آپ دیکھیں۔"

"مجھے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ ولید نے یہ شادی مجبوری میں کی؟"

"مجبوری تو تھی ورنہ نُسیبہ کا نکاح ہوتا!" وہ زچ ہو جاتی لیکن سُمیکہ کو تحمل سے جواب دیتی۔

آج بھی وہ باورچی خانے میں اس کے سر تھی۔

"مانا تمھاری شادی آناً فاناً ہوئی لیکن ہو تو تم نئی دلہن ہی، یہ کیا وہی پرانے کپڑے پہنے گھومتی ہو۔" اس نے روٹی بنا رہی ایمن کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پتا تو ہے مجھے کتنی گرمی لگتی ہے، میں کاٹن کے علاوہ کچھ اور نہیں پہن سکتی۔"

وہ اسے کہہ نہ سکی کہ کون سے میرے بری کے بہت سارے جوڑے ہیں۔

"روز نہ سہی لیکن ولید آتا ہے تب تو تمھیں اہتمام سے تیار ہونا چاہیے۔"

"سُمیکہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔"خولہ نے بھی حصہ لیا۔

"تم نہ چوڑیاں پہنتی ہو اور نہ دوسری کوئی تبدیلی نظر آتی ہے پہلے کی طرح گھومتی پھرتی ہو۔"

"بھابھی آپ بھی۔۔۔۔"

"یہی تو دن ہوتے ہیں اور پھر شوہر کے لیے بننے سنورنے، سولہ سنگھار کی اجازت بھی تو کسی وجہ سے ملی ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں تمھیں ولید پسند نہیں یا تم یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی؟"اس کے ہاتھ رک گئے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے ولید کیوں ناپسند ہوں گے؟ کوئی ایک وجہ بتا دیں۔"اس نے خود کو سنبھالا۔

سُمیکہ نے کندھے اچکائے۔

"آپ دونوں خوامخواہ فکر مند ہو رہی ہیں، اتنا زیادہ نہ سوچیں۔"

اپنے تئیں اس نے تو بات ختم کر دی تھی لیکن رات میں طاہرہ نے یہی سوال کیا تو وہ بھونچکارہ گئی۔وہ شاید ان کی گفتگو سن چکی تھیں۔

"امی! ایسا خیال بھی کیوں آیا آپ کو؟"

"بس ایسے ہی میں نے تم سے کبھی پوچھا ہی نہیں۔شادی کے لیے لڑکی کی مرضی بھی تو ضروری ہے اور۔۔۔۔"

"امی!"اس نے طاہرہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔

"آپ کے ساتھ،آپ کے پاس رہنے سے زیادہ ضروری کچھ نہیں۔مجھے تو یہی ڈر لگتا تھا کہ شادی کے بعد آپ کو چھوڑ کر دوسرے گھر جانا ہوگا،دوسری بات میں جانتی ہوں ولید آپ کو بہت عزیز ہیں،میرے راضی اور خوش ہونے کے لیے یہ وجہ بہت ہے۔"

" ایسے ہی آج خیال آیا تو پوچھ لیا۔"طاہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس کی باتوں سے وہ قائل ہوئی تھیں یا نہیں لیکن اس بار ولید گھر آیا تو وہ اس کے سر پر جا کر کھڑی ہوئی۔

"آپ پہلے کی طرح امی سے ملنے کیوں نہیں جاتے ہیں؟ آپ میرے ساتھ ان سے ملنے چلا کریں۔"

"کیوں؟"

"ان کی تسلی اور اطمینان کے لیے۔"

"وہ ابھی مطمئن نہیں؟"

"ایسی بات نہیں۔۔۔۔۔"

"ایسی بات نہیں ہے تو اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔" ایمن کو غصہ آ گیا لیکن خود کو سنبھال لیا۔

"ایسی بات نہیں بھی ہے تو آپ یہ کر سکتے ہیں، چند منٹ میرے ساتھ ان کے کمرے میں گزارنے میں کوئی حرج نہیں۔" اس نے حتی الامکان اپنا لہجہ سادہ رکھا تھا پھر بھی ولید کو اس کا اندازہ ناگوار گزرا۔

"ہر ہفتے یہاں آ جاتا ہوں سب کے 'اطمینان' کے لیے یہ کافی ہے۔" اس نے اطمینان کو جیسے چبایا۔

"سب کے اطمینان کے لیے نہیں یہ آپ اپنے اطمینان کے لیے کرتے ہیں۔"

"اور وہ کیسے؟" وہ اٹھ کر اس کے مقابل آیا۔

"ہر ہفتے یہاں آنے سے آپ کو ماموں اور دیگر لوگوں کی باتوں کا، سوالوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور سب سے بڑا اطمینان یہ کہ اس طرح میں وہاں آپ کے سر پر مسلط نہیں کی جاؤں گی۔"

اتنے دنوں کی خاموشی میں ایک دوسرے کے لیے جمع ہو رہا غصہ اور جھنجھلاہٹ آج نکل ہی گیا۔ ولید اسے گھور رہا تھا اور وہ بات ختم کر کے اپنے بندھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور فاطمہ اندر آئی۔

www.novelsclubb.com

"چاچی! آپ کو دادی بلا رہی ہیں۔" وہ زلیخا کا پیغام لائی تھی۔

"چلو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر نکل گئی۔

زلیخا کی سہیلی سے مل کر اور ان کا بتایا کام نپٹا کر وہ بڑی دیر بعد اوپر آئی اور اپنے کمرے میں جانے کے بجائے طاہرہ کے کمرے کی طرف مڑ گئی۔

"نہیں پھوپھو کام بہت ہوتا ہے، فرصت ہی نہیں ملتی کہ آفس کے علاوہ کہیں جاؤں۔ کسی ویک اینڈ پر آپ چلیں میرے ساتھ۔" ولید کی آواز سن کر وہ باہر ہی رک گئی۔

"کئی مرتبہ بڑی امّاں اور امی سے بھی کہا کہ ایک بار تو چلیں، وہ بھی کبھی نہیں آئیں۔"

"نہیں بیٹا، برسوں ہو گئے اس گھر سے باہر نکلے، اب تو دل بھی نہیں کرتا۔ بس تم شاد و آباد رہو، خوش رہو۔" وہ اندر جانے کے بجائے اپنے کمرے میں آ گئی۔

رات میں وہ جانے کی تیاری کر رہا تھا تب اس نے کہا۔

"شکریہ۔"

"کس لیے؟" بیگ میں لیپ ٹاپ رکھتے ہوئے اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"آپ امی کے پاس گئے تھے۔" وہ بیگ چھوڑ کر اس کے سامنے آیا۔

www.novelsclubb.com

"تم پھوپھو کو مطمئن کرنا چاہتی ہو کہ ہمارے بیچ سب ٹھیک ہے اور مجھے دوسری شادی کی اجازت بھی دے رکھی ہے، یہ دو باتیں ایک ساتھ کیسے ہو سکتی ہے؟ اِلحان سے میری شادی کے بعد ان 'مطمئن کرنے والی میٹنگز' کی کیا وضاحت دو گی؟"

اسے واقعی جھٹکا لگا تھا۔ جو بات اسے سب سے پہلے سوچنا چاہیے تھی وہ اس نے اب تک سوچی نہ تھی۔

"میرا اور اِلحان کا رشتہ ہمیشہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ میری دوسری شادی پر کیا کہو گی انھیں؟ کیا یہ بہتر نہیں کہ انھیں زیادہ پر امید نہ کیا جائے اور آنے والے وقت کے لیے زمین تیار کی جائے؟"

"تمھیں سب تمھاری شرطوں پر چاہیے۔" وہ طنزیہ مسکرایا۔

"یہاں سب اچھا ہے کا راگ الاپنے کی بجائے انھیں سب غلط ہوا کا احساس ہونے دو۔

"ساکت ایمن پر آخری نظر ڈال کر وہ پلٹا، بیگ کی زپ بند کی اور گاڑی کی چابی اور فون اٹھا کر باہر چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

وہ بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے جیسے کسی نے گہری نیند سے جگا دیا تھا۔ قربانی کی مہان دیوی بن کر اس نے نُسیبہ کو بچا لیا تھا، بڑے دل اور ظرف کا مظاہرہ کرتے ہوئے ولید اور اِلحان کو شادی کی اجازت دے دی تھی، قابل بیٹی کی طرح وہ ماں کو خوش اور مطمئن بھی کر چکی تھی۔ کسی پزل کی طرح یہ سب اس کی

زندگی کے الگ الگ ٹکڑے تھے اور ایمن کی زندگی کی مکمل تصویر توان کے جڑنے سے ہی بننا تھی، یہ کیسے فراموش کر بیٹھی تھی وہ! کبھی کبھی بالکل سامنے کی چیز بھی نظر نہیں آتی اس کے ساتھ یہی ہوا تھا۔ اب سامنے جو نظر آرہا تھا وہ دیکھ کر اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔

"یا اللہ مجھے اور امی کو حوصلہ دے!" وہ رونے لگی۔

نیچے ہی اسے عبدالباسط سے پھٹکار پڑ چکی تھی کہ شادی کے بعد بھی آوارہ گردی کم نہیں ہو رہی ہے۔ وہ تلملاتا ہوا اوپر آیا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی کرسی سے ٹکرایا تو بری طرح جھنجھلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"کم سے کم چیزیں ہی جگہ پر رکھ دیا کرو، گنتی کا سامان ہے کمرے میں۔" پلنگ پر کتاب لیے بیٹھی ایمن کو دیکھ کر اس نے غصے سے کہا۔

"ابھی بچے گئے ہیں، انھوں نے وہاں رکھ دی ہو گی۔" اس کی وضاحت نظرانداز کر کے اس نے کرسی جگہ پر رکھی، اس پر بیٹھ کر جرابیں اتاری اور واش روم میں چلا گیا۔ باہر آیا

تو ایمن چادر درست کر رہی تھی۔بیگ سے چار جر نکالتے ہوئے آئینے میں نظر پڑی تو ایمن لنگڑا کر چلتی نظر آئی۔

کیا ہوا ہے؟ایسے کیوں چل رہی ہو؟"اس نے پلٹ کر پوچھا۔انداز میں اب بھی سختی " تھی۔

"کچھ نہیں صبح کپ ٹوٹا تھا،اسی سے پیر زخمی ہو گیا ہے۔"زبردستی چپل پیر میں ڈالتے ہوئے اس کی سسکی نکل گئی۔ولید نزدیک آیا۔اس کے پیر پر کپڑے کی پٹی بندھی تھی۔

"بیٹھو۔"اس نے پلنگ کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔"اس کی بات پر ولید نے گھورا تو وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ولید نے نیچے بیٹھ کر اس کی پٹی کھولی۔

"کیا ٹھیک ہے؟اسے پٹی کی نہیں اسٹیچز کی ضرورت ہے۔کب لگا تھا کانچ؟"اب بھی اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

"صبح۔"

www.novelsclubb.com

"تو اب تک دواخانے کیوں نہیں گئی؟" اسے مزید غصہ آیا۔

"ایسی چوٹ کے لیے کوئی دواخانے نہیں جاتا۔"

"ٹیٹینس کا انجکشن اور اسٹیچز گھر میں کوئی نہیں لگا سکتا، چلو۔" وہ کھڑا ہوا اور الماری کھول کر ٹی شرٹ نکالی۔

"ممانی ناراض ہوں گی۔"

"وہ کیوں؟" اس کی طرف پشت کیے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے اس نے سوال کیا۔

ایمن نے گہری سانس خارج کی۔

"گھر میں عورتوں کو صرف میمونہ بھابھی ان کی پہچان والی کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہیں، وہ بھی بہت ضروری ہو تو، مردوں کے ساتھ کوئی دواخانے نہیں جاتا۔" وہ سر جھکائے اپنے پیر کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

الماری کے پٹ کی آڑ میں اس نے شرٹ نکال کر ٹی شرٹ پہنی اور پھر کمرے کا دروازہ کھولا۔ فارعہ سیڑھیوں پر بیٹھی کچھ کھا رہی تھی ولید نے اسے آواز دی۔

"تائی سے کہو ایمن کو دواخانے لے جانا ہے۔"

ذرا دیر بعد ہی میمونہ کے ساتھ گھبرائی سی طاہرہ بھی اوپر آئیں۔

"کیا ہوا بیٹا؟"

"کچھ نہیں امی، یہی صبح جو پیر میں لگا تھا۔" انھوں نے تشکر بھرا سانس لیا اور ولید یہ دیکھ کر حیران تھا کہ پیر کا یہ زخم اتنا معمولی ہے سب کے لیے۔

"میں کار نکال رہا ہوں آپ ایمن کو لے کر نیچے آئیں۔" میمونہ کچھ کہتیں اس سے پہلے ہی وہ انھیں حکم دے کر نیچے چلا گیا۔

"میں منع کر رہی ہوں لیکن وہ سننے تیار نہیں۔" ایمن شرمندہ سی گویا ہوئی۔

گھر میں یہ خبر پھیلتے دیر نہ لگی۔ زلیخا نے تو کہہ دیا۔

"اب ایسا بھی کیا بچپنا!"

www.novelsclubb.com

اسے ٹانکے لگے تھے ساتھ میں دوائیاں بھی تھیں۔ وہ اسے تاکید کر کے دوسرے دن چلا گیا۔ ڈاکٹر نے ڈریسنگ تبدیل کرنے بلایا تھا لیکن وہ نہیں گئی خود ہی بدل لی تھی۔

اگلے ہفتے ٹانکے نکلنے تھے۔

وہ کمرے میں ہی بچوں کو پڑھا رہی تھی۔

"دارِم نفی میں بہت غلطیاں ہو رہی ہیں۔" دارِم ہاتھ باندھے اس کے آگے کھڑا تھا۔

ولید کو دیکھ کر سب نے بلند آواز میں سلام کیا۔

"اسے دوبارہ حل کرنا پڑے گا اور پہاڑے بھی پکے کرو۔ چلو اب سب کی چھٹی۔" وہ سب فرمانبرادری سے اپنے بستے اٹھا کر چلے گئے۔

"پیر کیسا ہے تمھارا؟"

الحمداللہ ٹھیک ہے۔" وہ اس کے لیے کرسی چھوڑتی اس سے پہلے ہی وہ پلنگ پر بیٹھ " کر جوتے اتارنے لگا۔

"دوائیاں لی تھیں؟"

www.novelsclubb.com

"جی، آج ختم ہو گئیں سب۔"

"میں فریش ہو جاؤں پھر چلتے ہیں۔" اسے یاد تھا۔

"نُسیبہ اور میمونہ بھابھی دونوں نہیں ہیں۔" مدرسے میں جلسہ ہے آج۔

"میرے ساتھ جانے سے ڈر لگ رہا ہے؟"

"نہیں تو۔۔۔۔"

"پھر؟"

"میں چائے لاتی ہوں آپ کے لیے۔" اسے سمجھانا مشکل تھا سو اٹھ کھڑی ہوئی اور اس مہربانی پر پھر خود کو طعنے سننے کے لیے تیار کیا۔

پھر کوئی پرپوزل آیا تھا۔ یہی وقت تھا کہ ولید عبدالصمد سے اپنا مدعا بیان کرتا۔ اِلحان ان دونوں کے کہیں باہر ملنے کے خلاف تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ یہ بات ہو تو وہ بھی کہیں آس پاس ہی رہے۔ آج موقع تھا اور اس نے ولید کو فون کیا کہ گھر آ جائے۔ عدین اور اس کی ممی بازار گئی تھیں اور اشہاد باہر تھا۔ ولید کئی دنوں سے مشق کر رہا تھا لیکن اب وہ حد درجہ نروس تھا۔ یہ کوئی کوئی فخریہ امر تو تھا نہیں کہ وہ سینہ تان کر ان کے سامنے حاضر ہوتا۔ شیخ صاحب سے ان کا سوتیلا رشتہ، مختلف مزاج، فاصلے اور ولید کی پہلی

شادی کچھ بھی اس کے حق میں نہ تھا۔اس کے باوجود اسے اپنی محبت، ارادے کی پختگی اور ثابت قدمی کا یقین دلاتا تھا۔ذہن میں کہیں یہ خیال بھی تھا کہ اس کے ابّا سے عبدالصمد کا اختلاف اور ان کی طرز زندگی پر اعتراض، ابّا کی اس کے ساتھ اس زیادتی کو اس کے حق میں کر دے گا، انھیں اس سے ہمدردی ہو گی۔دوسرے یہ بات بھی امید کی کرن کی طرح چمک رہی تھی کہ بہن کے لیے دی گئی قربانی سے انھیں اس کے کردار کی مضبوطی اور اپنوں کے لیے خلوص کا اندازہ ہو جائے گا کہ جن سے اسے محبت ہے وہ ان کی حفاظت اور بھلائی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔دونوں بھائیوں کے بیچ کا فاصلہ جو پہلے اس رشتے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا، ان حالات میں اب وہی آسرا لگنے لگا تھا۔

خلاف امید عبدالصمد نے بڑے تحمل اور صبر سے اس کی پوری بات سنی۔ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ خاموشی دیکھ کر اِلحان کا دل ڈوب رہا تھا۔اس کا مطلب تھا وہ فیصلہ کر چکے۔ولید نے اپنی بات ختم کی تو بہت دیر تک کمرے میں جیسے طوفان سے پہلے والی خاموشی چھائی رہی جسے عبدالصمد کی آواز نے ختم کیا۔

www.novelsclubb.com

"یہ تو سب جانتے ہیں کہ باسط بھائی کی سوچ اور طریقے میرے مزاج سے میل نہیں کھاتے۔ ہمارے رشتے میں آخری کیل ان کا طاہرہ کی دوسری شادی کرنے سے انکار تھا۔ میرے دوست کے بڑے بھائی کا رشتہ انھوں نے ٹھکرا دیا تھا۔ وہ چاہتے تو طاہرہ کو راضی کر سکتے تھے۔ طاہرہ بڑے بھائی کی بات کبھی نہ ٹالتی۔ انھوں نے شادی نہ کرنے کی وجہ طاہرہ کا انکار بتائی تھی لیکن میں جانتا ہوں اصل وجہ زمین اور جائیداد تھی۔ طاہرہ کی شادی کی صورت میں اپنی امیج برقرار رکھنے کے لیے انھیں طاہرہ کا حصہ دینا پڑتا جو وہ نہیں چاہتے تھے۔ اس وقت ایمن سے تمھاری شادی کروانے میں ان کی نیت اور مقصد جو بھی رہا ہو مجھے ان کا یہ فیصلہ پسند آیا۔" ولید پہلو بدل کر رہ گیا۔

"طاہرہ کی بیٹی اس کی آنکھوں کے سامنے، اس کے ساتھ رہے، یہ اس کی تکالیف کا بڑا معمولی ثمر ہے۔ تم اپنے باپ اور بھائیوں سے الگ مزاج رکھتے ہو، تعلیم یافتہ اور خود مختار ہو، میں تمھیں ناپسند نہیں کرتا اس لیے نکاح سے قبل تم نے یہ سوال کیا ہوتا تو واللہ عالم میرا کیا ردعمل ہوتا یا میں کیا جواب دیتا۔ بچوں کی زندگی کے فیصلے سوچ سمجھ کر کرنے سے زیادہ ضروری بچوں کو سمجھ کر فیصلے کرنا ہے۔ میں بچوں کے ساتھ زبردستی کا قائل نہیں، نہ ہی انھیں کم عقل یا ناسمجھ سمجھتا ہوں۔ ابھی جذبات میں شاید

www.novelsclubb.com

مان جائے لیکن اِلحان کی طبیعت ایسی نہیں کہ وہ تمھاری ایک اور بیوی برداشت کرے۔ تمھیں ایک سے محبت کا دعویٰ ہے اور ایک زبردستی مسلط کی گئی ہے، تو تم انصاف کیسے کروگے جو دوسری شادی کا اولین تقاضہ ہے؟ جو تم سوچ رہے ہو وہ زندگی کسی کے لیے بھی آسان نہ ہوگی اور میں اللہ کو جواب دہ ہوں۔ ایک نیک اور یتیم بچی کے ساتھ جانتے ہوئے زیادتی کا کیا جواب دوں گا؟ اس کا دوسری شادی کے لیے اجازت دینا بھی اس کی اچھائی کا مظہر ہے۔ طاہرہ یا اس کے دل سے کبھی کوئی آہ نکل گئی تو؟ یہ خوف مجھے ہمیشہ بے سکون رکھے گا۔ میری بھی اولاد ہے اور ان کے اچھے مستقبل اور بہتر زندگی کے لیے لازم ہے کہ میں کسی اور کی اولاد پر ظلم نہ کروں۔ ہماری نیکیاں اور ہمارے ظلم، سب کچھ ہمارے یا ہمارے عزیزوں کے سامنے آ ہی جاتے ہیں اور میں یہاں ظلم سے انکار کرتا ہوں۔ میں اپنی بیٹی کے مزاج اور اپنی بھانجی کے حالات کے مد نظر اِلحان کو تمھاری دوسری بیوی بننے کی اجازت نہیں دے سکتا۔" وہ کھڑے ہو گئے۔

اس کے سارے دینی، دنیاوی، جذباتی دلائل اس کے اندر ہی دم توڑ گئے۔ انھوں نے اسے موقع ہی نہ دیا۔ اس نے تو سوچا تھا کہ وہ یہ سنتے ہی بھڑک جائیں گے، بہت غصہ ہوں گے، اسے برا بھلا کہیں گے اور وہ سب سن لے گا، ان کے آگے گڑگڑائے گا، ہاتھ

جوڑے گا،ان کی ہر شرط مان لے گا، حتیٰ کہ وہ اسے والدین سے تعلق توڑنے کو کہیں گے تو نُسیبہ کی کہیں شادی تک مہلت مانگ کر وہ یہ بھی مان جائے گا۔ وہ اب اپنی جگہ خاموش سر جھکائے بیٹھا تھا۔

"اور ہاں، میری بیٹی میرے فیصلے کے خلاف نہیں جائے گی،اس یقین پر تمھیں لوٹا رہا ہوں اگر اس کے قدم متزلزل ہونے کا اندیشہ ہوتا تو اس وقت اس باپ کا سر تمھارے آگے جھکا ہوتا۔" ہال کے دروازے کے قریب رک کر انھوں نے بات مکمل کی اور دیوار سے لگی کھڑی اِلحان بے جان ٹانگوں کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔

"تمھیں اللہ نے ایک موقع دیا ہے، نیکی کے لیے تمھیں چنا ہے،اس پر ثابت قدم رہو اور اس کا حق ادا کرو۔ تم سمجھدار اور سلجھے مزاج کے ہو، مجھے امید ہے تم اچھی زندگی گزارو گے، باپ کی زیادتی کا بدلہ ایمن سے نہیں لو گے اور اس معاملے میں اپنی پھوپھو کے احساسات ضرور کنسیڈر کرو گے۔"

وہ کمرے سے چلے گئے اور باپ کے آخری جملوں کے بعد اِلحان بھی کمرے میں آنے کی ہمت نہ کر سکی۔ اچھی بیٹیوں کے لیے باپ کا یقین سب سے بڑی طاقت اور سب سے بڑی کمزوری دونوں ہوتا ہے۔

وہ نامراد لوٹ آیا لیکن اس نے ہار نہیں مانی۔ عبدالصمد سے ملاقات کے بعد اِلحان نے اس کے پیغامات کے جواب نہیں دیے تھے نہ ہی وہ اس کی کال ریسیو کی تھی۔ پھر بھی اس کی کوشش جاری تھی۔ وہ ویک اینڈ پر گھر بھی نہیں گیا۔ مسلسل التجاؤں اور قسموں کے بعد بارہویں دن اِلحان نے فون اٹھایا اور اس کی بات سنتے ہی آگ بگولہ ہو گئی۔

" تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا؟"

"یہی آخری راستہ ہے۔"

"تم نے بھی پاپا کی باتیں سنی ہیں ناں۔۔۔۔ میرے لیے یہ ناممکن ہے۔" اس کا انداز قطعی تھا۔

"حانی! تم بھی اچھی طرح جانتی ہو کہ وہ بہت محبت کرتے ہیں تم سے، کچھ دن کی ناراضی کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا اور۔۔۔۔۔"

"پاگل ہو گئے ہو تم ولی۔۔۔۔"

"ہم انھیں بتائیں گے نہیں جب تک۔۔۔۔۔"

"خدا کے لیے چپ ہو جاؤ! میں گھر سے بھاگ کر شادی نہیں کر سکتی۔"

"یہ گھر سے بھاگ کر شادی نہیں ہے، تم عاقل بالغ لڑکی ہو یہ اپنی مرضی سے شادی ہو گی۔"

"لفظوں کے ہیر پھیر سے حقیقت نہیں بدلتی۔ میں اپنے باپ کے مان اور اعتماد کو یوں نہیں توڑوں گی، کبھی نہیں۔" اس نے فون بند کر دیا تھا۔ ولید پھر بھی اسے میسج اور وائس میسج کرتا رہا کہ وہ کسی طرح مان جائے۔

کئی بار وہ فون کرنے کے لیے عبدالصمد کا نمبر نکالتا لیکن اس کے آگے کال ملانے کی ہمت نہ ہوتی۔

www.novelsclubb.com

وہ اگلے سنیچر بھی گھر نہیں پہنچا تو بڑی اماں کا فون آگیا اور اسے نہ چاہتے ہوئے بھی آنا پڑا اور اس کا سارا غصہ اس نے ایمن پر نکالا۔

"تم یہاں کے لوگوں کو فون کرنے سے روک نہیں سکتی؟ تم بھی وہی بہانہ بنا سکتی ہو جو میں کہتا ہوں کہ کام ہے، مصروف ہوں۔"

اس کے بعد وہ جتنا وقت وہاں رکا دروازے اور چیزیں پٹک پٹک کر برہمی کا اظہار کرتا رہا۔

اس کا تنا چہرہ سبھی نے محسوس کیا۔

سُمیکہ نے تو پوچھ بھی لیا۔

"ایسا کیا کام ہوتا ہے ولید کو کہ تمھارے پاس آکر بھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں آتی؟ کام کا ٹینشن ہی سوار رہتا ہے؟" اس نے یہ دستر خوان پر پوچھا تھا۔

"آج کل کام کچھ زیادہ ہی ہے اس لیے۔" اسے وہاں بیٹھی طاہرہ کی فکر تھی۔ اسے یہ ہی ڈر لگا رہتا تھا کہ ایسی باتیں سن کر طاہرہ مشکوک نہ ہو جائیں۔

www.novelsclubb.com

اِلحان اب بھی اسے کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔ اس کی خاموشی پر بھی وہ پرامید تھا کہ ایک دن اس نے میسج بھیجا 'پاپا نے میرا رشتہ طے کر دیا ہے۔' اور اس کی حالت

پاگلوں سی ہو گئی۔ وہ اب اور شدت سے اسے قائل کرنے کی کوشش میں لگا تھا۔ وہ کسی صورت اس سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھا۔

آج پھوپھو کی کال آئی کہ کیا بات ہے دو ہفتوں سے آئے نہیں تو اسے آنا پڑا۔

وہ کمرے میں آیا تو نُسیبہ اور ایمن پلنگ پر سامان پھیلائے دوپٹے پر لیس اور موتی ٹانک رہی تھیں۔

دیکھا میں نے کہا تھا ناں کہ بھائی آج ضرور آئیں گے۔" اسے دیکھتے ہی نُسیبہ نے سامان " سمیٹتے ہوئے چہک کر کہا۔

"بہت کام کرواتے ہیں آفس والے آپ سے۔"

"ایسی بات نہیں، بس کبھی ہو جاتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"انھیں کہیں ویک اینڈ پر چھوڑ دیا کریں، کوئی انتظار کرتا ہے آپ کا۔" نُسیبہ کے شرارتی لہجے پر وہ مسکرایا لیکن اندر ہی اندر بری طرح کھول رہا تھا۔

" ماشاءاللہ یہ داڑھی بڑی جچ رہی ہے آپ پر۔" باہر نکلتے ہوئے اس نے کہا۔

ایمن اٹھ کر چادر درست کرنے لگی۔اس نے بیگ میز پر رکھا اور الماری کھول کر تولیہ اور کپڑے نکالنے کے بعد زوردار آواز سے پٹ بند کیے اور اس کی طرف پلٹا۔

"کون سا آسمان ٹوٹ پڑتا ہے میرے نہ آنے سے؟" وہ جو پٹ کی آواز پر سہم گئی تھی، اس کے انداز پر حیران ہوئی۔

"یہ تمھاری ذمہ داری ہے کہ آئندہ مجھے بلانے کے لیے کوئی کال نہ کرے۔" اسے دھمکی بھرے انداز میں کہتا وہ واش روم میں چلا گیا۔دروازہ اس نے اسی زوردار آواز سے بند کیا تھا۔

کچھ دیر بعد ٹھنڈے پانی میں پارہ بھی نیچے آ گیا تھا۔باہر نکلا تو ایمن کو پلنگ کے کنارے بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھکا پھر بے نیازی سے آگے بڑھ کر آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ذرا دیر کی خاموشی کے بعد ایمن کی آواز ابھری۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے زندگی بھر کے ساتھ کے لیے خود کو کسی اور کا پابند کر رکھا تھا، اتفاق کہ یہ بات میں بھی جانتی تھی، اس کے باوجود آپ نے یہ شادی کی نُسیبہ کے لیے اور یہ جاننے کے بعد بھی میں نے یہ شادی کی نُسیبہ کے لیے! آپ کے ساتھ جو ہوا اس کی

قصور وار میں نہیں ہوں، نہ مجرم ہوں، نہ خطاکار! اب بھی آپ کے حالات سمجھتے ہوئے ہر ممکن تعاون کی کوشش کررہی ہوں۔ میں خاموش اور چپ سہی لیکن ہر کسی کی ایک حد ہوتی ہے، میری بھی ہے۔ آپ کے لیے یہاں کچھ گھنٹے سب کا سامنا مشکل ہے اور میں چوبیس گھنٹے سب کے درمیان رہتے ہوئے ان کی نظریں، باتیں، سوالات، شبہات اور کبھی کبھی طعنے بھی برداشت کررہی ہوں، سب سے مشکل کام اپنی ماں کو بہلاتی ہوں، جس کام سے مجھے نفرت تھی وہ کام روز کرتی ہوں، روز جھوٹ کہتی ہوں۔" وہ ذرا رکی۔

"ہم ایک دوسرے کو آسانیاں نہیں دے سکتے تو مشکلات بھی نہ دیں۔ نُسیبہ کہتی ہے مجھے ہر اچھے برے کام کو اللہ کی مرضی مان لینے کا مرض ہے، میں ہر کام میں اچھائی ڈھونڈ لیتی ہوں۔ نُسیبہ کا مسکراتا چہرہ اس تعلق کی اچھائی ہے، اسے بدصورت نہ بنائیں۔ میں آپ کے مسائل سمجھنے اور مشکلات بانٹنے کی کوشش کررہی ہوں اور آپ مجھے اپنا پنچنگ بیگ سمجھ رہے ہیں، آپ کا علم نہیں لیکن اب یہ کمرہ ہمیشہ کے لیے میرا ہے، اس کے ماحول میں گھٹن اور نفرت نہ بھریں، اپنی زندگی سہل بنانے کی اتنی کوشش تو میرا حق ہے۔"

اس نے دوپٹے کا پلو آنکھوں پر رکھ کر نمی خشک کی اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔ ولید نے گہری سانس لے کر آئینے میں اپنے عکس کو دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے تمھیں ؟" اس نے ندامت اور افسوس کے ساتھ خود سے سوال کیا۔

اِلحان کی جانب سے مل رہی مسلسل ناکامی اور گھر والوں کے یہاں آنے کا اصرار، سب کا غصہ وہ ایمن پر نکال رہا تھا۔ جس کا کوئی قصور نہ تھا۔

ایمن کی تقریر کا اثر تھا یا اپنے غلط رویے کا احساس، جو بھی تھا وہ جانے سے پہلے بڑی امّاں، زلیخا اور طاہرہ کے پاس کافی وقت بیٹھ کر گیا تھا۔

اس کی اِلحان کو منانے کی کوشش جاری تھی۔ بیسوں پیغام کے بعد وہ کسی ایک کا جواب دے دیتی جو حوصلہ افزا نہیں ہوتا تھا لیکن اس کے لیے یہ اُمید بھی بڑی تھی کہ اس نے ابھی تک اسے بلاک نہیں کیا تھا، اس کے پیغام پڑھ لیتی تھی اور منفی ہی سہی جواب بھی دے رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ دنوں سے طاہرہ کے دائیں ہاتھ میں درد تھا۔ وہ درد کش تیل سے مالش اور سینک کرتی رہیں لیکن آرام نہیں ہو رہا تھا۔ رات میں اوپر آئیں تو کمرے تک پہنچتے پہنچتے ہانپنے لگی تھیں۔

"آپ کتنے دن سے یونہی ٹال رہی ہیں۔" ایمن نے کہا۔ "کل میمونہ بھابی کے ساتھ ڈاکٹر کو دکھا آئیں، میں کہتی ہوں ان سے ابھی۔"

"ہاں کل چلی جاتی ہوں، آرام نہیں ہو رہا ہے۔" وہ دوسرے ہاتھ سے بازو دباتے ہوئے بولیں۔

آپ یہ دوائی لے لیں۔" اس نے دوائی کے ڈبے سے درد کی گولی نکال کر انھیں تھمائی۔"

www.novelsclubb.com

"ولی سے بات ہوئی؟" پانی کا گلاس اور دوائی لیتے ہوئے انھوں نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔"

" کرلو۔ اس کا فون نہیں آتا تو تم کر لیا کرو۔" طاہرہ نے دوائی نگل کر اسے مشورہ دیا۔

"کرتی ہوں،اب آپ سوجائیں۔میں میمونہ بھابی سے کہہ آؤں۔"اس نے ان کا تکیہ درست کرتے ہوئے کہا۔وہ لیٹ گئیں۔ایمن میمونہ کے پاس جانے لگی تو انھوں نے پیچھے سے کہا۔

"ولید کو فون لگالو پہلے۔"

" جی۔"اس نے پلٹ کر تپائی سے فون اٹھایا اور بتی بند کر کے باہر نکل گئی۔

طاہرہ کے پاس وقت اتنا کم تھا کہ ڈاکٹر کے پاس جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔رات میں ہی ان کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی۔ایمن ان کے پاس ہی سوئی تھی۔اس کے ہاتھ پیر پھول گئے۔اس نے سب کے دروازے کھٹکھٹا ڈالے۔اسی وقت نوفل نے گاڑی نکالی اور انھیں ہسپتال لے کر دوڑا لیکن راستے میں ہی طاہرہ کا وقت پورا ہو گیا۔اللہ کے فیصلوں پر صابر رہنے والی ایمن اس بار بکھر بکھر گئی۔اس کی کل کائنات اس سے چھن گئی تھی۔ عبدالصمد مع بیوی بچوں کے آئے تھے اور اسی دن واپس بھی چلے گئے۔ولید رکا رہا لیکن اس دوران ایمن اسے ایک بار بھی نظر نہیں آئی تھی۔وہ تب سے طاہرہ کے کمرے میں ہی رہ رہی تھی۔اس کے ساتھ نُسیبہ تھی۔باقی سب تو اپنے معمول پر لگ

www.novelsclubb.com

گئے تھے۔ بچے اس کے لیے اداس تھے۔ پانچویں دن وہ جانے لگا تو سیڑھیوں کے پاس نُسیبہ مل گئی۔

"بھائی ایک بار ایمن سے تو مل لیں!" اسے بھی اخلاقی فرض نبھانے کا خیال ستا رہا تھا۔

"وہ پھوپھو کے کمرے میں ہے۔" نُسیبہ اسے بتا کر نیچے چلی گئی۔

وہ طاہرہ کے کمرے میں چلا آیا۔ ایمن پلنگ پر لیٹی تھی اسے دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔

عزیز از جاں ہستی گنوانے اور اس کے دور جانے کا ڈر اور درد تازہ تھا۔ خود کا خسارہ تھا یا کھونے کا درد کہ اس وقت سیاہ دوپٹے کے ہالے میں اس کا بھیگا متورم چہرہ دیکھتے ہی ایمن کے درد سے ولید کا دل بھر گیا۔ درد آشناؤں کو ہی دوسروں کا درد سمجھ آتا ہے۔ پھوپھو کا جانا اسے بھی تڑپا گیا تھا پھر وہ تو اس کی ماں تھی، واحد سگا رشتہ، اس کی کل کائنات۔ وہ اس کے مقابل آ کر رکا۔ ایمن کا سر جھکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمھیں کیا کہوں۔۔۔؟" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ اس لمحے چند مہینوں کے تعلق اور شناسائی کا نچوڑ خود بخود اس کی زبان پر آ گیا۔

"تم سے زیادہ صابر میں نے کوئی اور نہیں دیکھا۔وقت کی اس چوٹ پر بھی تم اف نہیں کرو گی لیکن۔۔۔۔۔۔"اپنائیت تو دور عرصہ ہوا عام سے انداز میں بھی اس سے دو جملے نہیں کہے تھے تو اب دل کی بات کہنا سہل بھی نہ تھا۔

"۔۔۔۔۔مجھے تمھاری کیفیت کا اندازہ ہے، یہ درد اور نقصان مشترک ہے ہمارا۔"

ایمن کے آنسو گود میں اس کے ہاتھ پر گرنے لگے۔

"پھوپھو کا یوں اچانک چلے جانے میرا دل ابھی تک قبول کرنے سے انکاری ہے پھر تم۔۔۔۔۔"اس کے رونے میں شدت آگئی تو ولید خاموش ہو گیا۔

"حوصلہ رکھو، صبر کرو، وقت بڑا اچھا غم گسار ہے اور پھر تمھارا یقین ہے کہ اللہ کے فیصلے درست ہوتے ہیں، یہی سوچ کر خود کو سنبھالو۔"ولید نے اس نے سر پر ہاتھ رکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں جا رہا ہوں، کوئی کام ہو تو کال کرنا۔"ایمن نے آنسو پونچھتے ہوئے سر ہلایا۔

"اللہ حافظ۔"پلٹ گیا۔ایمن نے سر اٹھایا تو وہ دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔اس کے شانے پر جھولتا بیگ دیکھ کر اسے طاہرہ کی آخری باتیں یاد آگئیں۔

"اس کا فون نہیں آتا تو تم کر لیا کرو۔"

"ولید کو فون لگالو پہلے۔"

اور اب پہلی بار ولید نے اسے کال کرنے کو کہا تھا۔اس کے رکے آنسو پھر رواں ہو گئے۔

اِلحان نے اسے طاہرہ کے متعلق ٹیکسٹ بھیجا تھا۔یہ ایسی بات نہ تھی پھر بھی اس کی اُمید کا گراف بڑھ گیا۔وہ دو ہفتے بعد آج گھر پہنچا تھا۔ تین گھنٹے ہو گئے لیکن ایمن کہیں نظر نہیں آئی۔وہ کھانا کھا کر باہر چلا گیا۔واپسی پر بھی وہ کمرے میں نہیں تھی۔سبھی اپنے کمروں میں تھے اور شاید سو چکے تھے۔وہ دیر تک اس کا انتظار کرتا رہا۔آخر اٹھ کر باہر آگیا۔وہ نُسیبہ یا طاہرہ کے کمرے میں ہو سکتی تھی۔پہلے وہ طاہرہ کے کمرے تک آیا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا اور اندر گھپ اندھیرا۔اس نے بتی جلائی۔پلنگ پر پیٹ سے گھٹنے لگائے ایمن گھٹڑی بنی لیٹی تھی۔دروازے کی طرف اس کی پشت تھی۔

"ایمن!" ولید نے پکارا۔پہلی بار وہ اس کے سامنے دوپٹے سے بے نیاز تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایمن۔۔۔۔۔۔ایمن۔۔۔۔۔"اس میں کوئی ہلچل ہوئی نہ کوئی آواز آئی۔ولید قریب آیا۔

"ایمن!"اب بھی وہی سکوت۔ولید نے پلنگ کے کنارے بیٹھ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔بند سوجی آنکھیں اور سرخ چہرہ،وہ بوکھلا گیا۔اس کے گال تھپتھپائے تو وہ جل رہے تھے۔وہ بخار میں سلگ رہی تھی۔

"ایمن۔۔۔۔ایمن۔۔۔۔"ولید نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو اس کے منہ نے نا سمجھ میں آنے والی آواز نکلی۔

"اٹھو ایمن!"اس کے گال تھپتھپا کر ولید نے اسے جگانا چاہا۔اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"و۔۔۔۔لید۔۔۔۔۔۔۔کب آئے؟"وہ لیٹے لیٹے ہی اسے دیکھ رہی تھی۔

"امی۔۔۔۔امی۔۔۔۔۔مجھے چھوڑ۔۔۔۔۔کر چلی گئی۔۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔۔"وہ غنودگی میں بمشکل بول رہی تھی۔

" اٹھو۔۔۔۔کمرے میں چلو۔"

"کمرے میں۔۔۔۔۔کیوں؟اب۔۔۔۔۔اس کی ضرورت

۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔امی چلی گئیں۔۔۔۔آپ جائیں۔۔۔۔۔"اس نے پھر رخ

موڑنا چاہا تو ولید نے روکا۔

"تمھیں فیور ہے،اٹھو اور دوائی لو۔۔۔۔۔"

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ہوا مجھے۔۔۔۔۔کہیں نہیں جانا مجھے۔۔۔۔۔"

ولید نے اسے زبردستی اٹھا کر بٹھایا۔وہ بیٹھی تو ان کے چہرے ذرا سے فاصلے پر تھے۔

ولید نے پہلی بار دیکھا اس کے بال اور آنکھوں کا رنگ بھورا تھا اور بالوں میں لہر دار بل

تھے۔

"اب آپ اِلحان کو لے آئیں۔۔۔۔۔۔اس گھر میں۔۔۔۔۔اس کمرے

میں۔۔۔۔۔۔کہیں تو میں بڑی امّاں اور ماموں سے بات کروں۔۔۔۔۔۔۔"ہلکے سے

ہنسی لیکن آنکھیں بھری تھیں۔

www.novelsclubb.com

"میری امی نہیں اب۔۔۔۔۔مجھے کسی ڈرامے۔۔۔۔۔ڈرامے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔آپ کو پتہ ہے امی بہت خوش۔۔۔۔۔تھیں کہ اب ولید ہے نا۔۔۔۔۔وہ تمھارا خیال رکھے گا۔۔۔۔۔۔"وہ رونے لگی۔

"آپ جائیں۔۔۔۔جائیں۔۔۔۔۔۔"اس نے ہاتھ بڑھا ولید کو دور کرنے کی کوشش کی۔

"ایمن!"ولید نے اس کا ہاتھ پکڑا۔"تمھیں دوائی لینا ہے، کمرے میں چلو۔"

"یہ۔۔۔۔یہ بھی تو کمرہ ہے۔۔۔۔میری امی کا۔۔۔۔میرا کمرہ۔۔۔۔۔یہاں سے کہیں نہیں جانا مجھے۔۔۔۔۔۔"ہاتھ بڑھا کر اسے پھر دور کرنے کی کوشش میں وہ آگے کو جھکی اور اس کا سر ولید کے سینے پر گرا۔چند لمحوں میں ہی ولید کو احساس ہوا کہ وہ بے ہوش ہے یا اس پر گہری غنودگی طاری ہے۔وہ اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں لے آیا۔ اس حالت میں دوائی کھلانا ممکن نہ تھا۔وہ نیچے جا کر فریج سے برف نکال لایا اور ٹھنڈے پانی کی پٹیاں بدلتا رہا۔بہت دیر بعد درجہ حرارت کم ہوا تو کسی طرح اسے کروسین کھلائی۔بخار پوری طرح اترا اس وقت چار بج رہے تھے۔اب اسے پسینہ آرہا

تھا۔ ولید نے پنکھا پوری رفتار سے چلایا اور بالکنی کا دروازہ پورا کھول کر وہیں پلنگ پر بازو کا تکیہ بنا کر سو گیا۔

فجر کی اذان کے ساتھ ایمن کی آنکھ کھلی۔ سامنے کھلے دروازے سے بالکنی نظر آرہی تھی۔ پردے ایک طرف سرکے تھے۔ اسے یاد آیا امی سے دوری اور اپنی تنہائی برداشت سے باہر ہو گئی تھی اور وہ امی کے بستر پر روتی رہی تھی۔

"یہاں کیسے آگئی میں؟" اس نے کروٹ بدلی اور سامنے ولید کو دیکھ کر اس کی سانس رک گئی۔

دھندلا سا یاد آیا، ولید اسے جگا رہا تھا اور وہ کچھ کہہ رہی تھی۔ وہ بڑی احتیاط سے اٹھی اور اٹھتے ہی احساس ہوا کہ اس کے پاس دوپٹا نہیں ہے۔ ایک تیز ہوا کا جھونکا آیا اور ولید نے کمبل کے لیے ادھر ادھر ہاتھ مارا۔ ایمن نے اسے دینے کی بجائے اپنے اوپر پڑی چادر شانوں تک کھینچ لی۔ کچھ اوڑھ لینے کی کوشش میں ناکام ولید نے آنکھ کھولی۔ سامنے ایمن دم سادھے بیٹھی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھا۔

"اب کیسا فیل ہو رہا ہے؟" اس کی نیند سے بوجھل آواز میں یہ سوال ایمن کو سمجھا نہیں۔ ولید نے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی کو چھوا۔

"فیور نہیں ہے۔" وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم پھوپھو کے کمرے میں بخار سے بے سدھ پڑی تھی۔ اگر رات میں میں نہ آتا تو ۔۔۔ ایسی لاپروائی مت کیا کرو۔ نُسیبہ کو بلا سکتی تھی یا مجھے کال کر لیتی۔۔۔ آئندہ ایسا مت کرنا۔" اس نے ایمن کے سرہانے سے تکیہ اٹھا کر اپنے سرہانے رکھا۔

"مجھے بلینکٹ دے دو یا فین کم کر دو۔" اس نے لیٹ کر دوسری طرف کروٹ بدل لی۔ ایمن صورتحال سمجھ گئی۔

"نماز پڑھ کر سوئیں۔" اس نے دھیرے سے کہا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی اذانیں ہو رہی ہیں، آخری وقت سے پہلے اٹھا دینا۔" وہ ذرا دیر پہلے سویا تھا اور فی الوقت نیند سے بے حال تھا۔

"نیند خراب کرنے سے بہتر ہے ابھی پڑھ لیں، جاگ تو گئے ہیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ اس کی حالت دیکھ کر ہی لگ رہا تھا سویا تو پھر اٹھنا مشکل ہو گا۔

ولید نے آنکھیں سختی سے بھینچیں۔ کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھی۔ چند لمحے بعد وہ اٹھ کر غسل خانے میں چلا گیا۔ایمن نے جھٹ چادر ہٹائی کہ اٹھ کر دوپٹا لے لے تبھی اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر ٹھہر گئی۔ پانی سے بھرا پیالہ ،اس میں تیرتے رومال، تھرمامیٹر، کروسین کا اسٹریپ۔اس نے گہری سانس خارج کر غسل خانے کے دروازے کو دیکھا۔وہاں سے آہٹ ہوئی تو وہ جلدی سے الماری کی سمت بھاگی۔ دوپٹا نکالا ہی تھا کہ ولید باہر آیا۔اس نے بکھرے بال سمیٹ کر جوڑا بنایا اور سلیقے سے دوپٹا اوڑھ لیا۔

"تم بھی نماز پڑھ کر سو جانا۔" وہ جانماز بچھاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔ "نیچے نہیں یہیں بیڈ پر۔"

"نہیں میں۔۔۔۔۔" لیکن وہ نیت باندھ چکا تھا۔

دوبارہ بارہ بجے کے قریب ولید کی آنکھ کھلی تو کوئی دروازے پر دستک دے رہا تھا۔اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر شیما تھی۔

"چاچی کہاں ہیں؟"

"کون۔۔۔۔۔؟"

"ایمن آپی!" ولید نے مڑ کر دیکھا وہ پلنگ پر سو رہی تھی۔

"تمھاری ایمن آپی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، انھیں آرام کرنے دو۔ "

"اوہ۔۔۔۔ کیا ہوا؟"

"فیور ہے۔"

"اچھا۔" وہ جانے مڑی پھر رک کر ولید کو دیکھا۔

"اب چھوٹی دادی نہیں ہیں، ان کے بدلے کا خیال بھی آپ ہی رکھیں۔" ولید نے اس کی سمجھداری والی بات پر اقرار میں سر ہلایا۔ اس سے زیادہ بچے اس کے لیے فکر مند تھے۔

اس کے سیڑھیوں پر غائب ہونے تک وہ دیکھتا رہا پھر ولید دروازہ بند کر کے اندر آیا۔ ایمن کا چہرہ پھر سرخ تھا اس نے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو وہ جل رہی تھی۔

"ایمن۔۔۔۔۔ ایمن۔۔۔۔!" اس نے آواز کے ساتھ اس کا شانہ ہلایا۔

" ایمن۔۔۔۔!"

"ہمممم۔۔۔۔"وہ جاگ گئی۔

یہ ٹیبلیٹ لے لو تمھیں پھر فیور ہے۔"ایمن اٹھ بیٹھی۔اس کے ہاتھوں سے گلاس لیا

" اور دوائی نگل لی۔

"تمھیں کچھ آرام ہو تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"

"اس کی ضرورت نہیں،دوائی لے لی ہے ٹھیک ہو جاؤں گی۔آپ نے ناشتہ کیا؟"

میں ابھی اٹھا ہوں۔کھایا تو تم نے بھی نہیں کچھ۔"اسے خیال آیا وہ ایسے ہی اسے

" دوائیاں کھلائے جارہا تھا۔

"آپ نُسیبہ سے کہیں وہ بنادے گی۔"

"اب کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔تم لیٹو میں کہتا ہوں۔"کمزوری اتنی تھی کہ وہ لیٹ

گئی۔

ولید فریش ہو کر نیچے آیا تو اس کی توقع کے مطابق نُسیبہ ایمن کے بخار سے بے خبر

تھی۔

"کل عشاء کے بعد میں کمرے میں گئی تو وہ سو رہی تھی اور ابھی صبح سے نظر نہیں آئی تو میں نے سوچا آپ آئے ہیں اس لیے۔۔۔۔" ولید خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد نُسیبہ ہی اس کی تیمارداری کرتی رہی۔ ولید کے جانے کے بعد کچھ دن نُسیبہ اس کے ساتھ کمرے میں سوتی رہی تھی۔ ولید نے پھر ڈاکٹر کے پاس چلنے کو کہا تھا لیکن ایمن نے ٹال دیا کہ اس گھر کی خواتین اتنی معمولی بات کے لیے دواخانے نہیں جاتیں۔ اس گھر کے کئی بلکہ سارے ہی اصولوں سے وہ بے خبر تھا۔ بچوں کے امتحان قریب تھے۔ وہ ان کے ساتھ مصروف ہو گئی۔ یہ تنہائی اور جدائی کا علاج تو نہیں لیکن مصروفیت اور تھکان درد اور بندے کے بیچ حائل ضرور ہو جاتی ہے۔

ولید ختم ہو چکی جنگ کے محاذ پر ڈٹا تھا۔ شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد بھی وہ اِلحان کو قائل کرنے کی کوشش میں لگا تھا۔ اِلحان اس کے میسجز دیکھ لیتی تھی مگر اب اس کی طرف سے مکمل خاموشی تھی۔

عبد الصمد بیوی کے ساتھ اِلحان کی شادی کا کارڈ دینے آئے تھے۔ ایمن یہ خبر سن کر صدمے میں تھی۔ کیوں اور کیسے؟ وہ تو سمجھ رہی تھی ان دونوں کی کہانی ٹریک پر ہے۔ سب ویسا ہی چل رہا ہے جیسا اس نے سوچا تھا۔ طاہرہ کے بعد اب تو کچھ دنوں سے وہ جیسے لاشعوری طور پر اس دھماکے کی منتظر تھی۔ دھماکا تو ہوا تھا لیکن وہ نہیں جس کا اسے انتظار تھا۔ ولید کا اکھڑا اور غصیلہ رویہ بھی اب اسے سمجھ آرہا تھا۔ رشتہ اور شادی کوئی ایک دو دن میں تو طے نہیں ہوتے۔ جانے کیوں اسے یہ مشکل نہیں لگتا تھا۔ وہ تو یہ مان کر چل رہی تھی کہ ولید اور اِلحان ایک ہو جائیں گے، وہ شہر چلا جائے گا اور اسے یہیں رہنا ہوگا۔ کہیں اس کے دل میں اطمینان تھا کہ طاہرہ یہ سب دیکھنے سے پہلے اسے ولید کے ساتھ خوش دیکھ کر گئی ہیں۔ کیا ولید نے کوشش نہیں کی؟ اِلحان نہیں مانی یا صمد ماموں نے انکار کیا؟

www.novelsclubb.com

سوال ہی سوال ہی تھے اس کے پاس۔ سب سے بڑا سوال اب کیا ہوگا؟ یہ صورتحال تو اس نے سوچی نہیں تھی۔

بڑی امّاں اور زلیخا ایک دن پہلے ہی پونہ چلی گئی تھیں اور آج شادی والے دن عبد الباسط کے ساتھ نوفل اور میمونہ روانہ ہوئے تھے۔ کوئی شریکِ راز بھی نہ تھا کہ وہ اس سے

بات کرتی۔ وہ دن بھر اِلحان اور ولید کو سوچتی رہی۔ وجہ جو بھی تھی ان دونوں کے بیچ آئی تو وہ تھی۔ اس وقت وہ تقدیر اور قدرت کو فراموش کیے خود کو ان کا مجرم مان کر افسردہ اور نادم تھی۔

بچوں کی پڑھائی نپٹا کر وہ کمرے میں آئی تو میز پر ولید کا بیگ دیکھ کر چونک گئی۔ آج چھٹی کا دن نہیں تھا اور اس وقت وہ گھر۔۔۔۔؟ میز پر اپنی کتابیں رکھتے ہوئے اسے کچھ احساس ہوا۔ ولید کمرے میں نہیں تھا۔ وہ آگے بڑھ کر بالکنی کے دروازے تک آئی۔ دروازہ پورا کھولا تو سامنے دیوار سے پشت لگائے ولید بیٹھا تھا۔ اس کا سر جھکا تھا، پھر بھی وہ جان گئی اور پلٹنا چاہا کہ ولید کی آواز ابھری۔

"اس کی شادی ہو گئی آج!" اس کا غصیلا، سپاٹ، ناراض، سنجیدہ، مایوس سارے ہی لہجے اس نے سنے تھے مگر آج پہلی بار اس کی آواز میں درد تھا، آنسو تھے، تڑپ تھی۔

ایمن جھجھکتے ہوئے آگے آئی اور اس کی خاموشی سے ہمت پا کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ اسے روتے بچوں کے سامنے بیٹھ کر انھیں بہلانے اور سمجھانے کا ہنر آتا تھا، اس کی عادت بھی تھی۔ اب بھی اس کا ہاتھ تسلی کے لیے بے اختیار ولید کے شانے کی

طرف اٹھ رہا تھا کہ اس نے روک لیا۔اپنا ٹوٹا، ہارا وجود کسی کے مقابل عیاں کرنا ہر گز آسان نہیں۔اپنے آنسو چھپانے کی کوشش میں وہ آگے جھکا اور اس کی پیشانی ایمن نے شانے پر ٹک گئی۔ کتنی ہی دیر اس کا سر یوں جھکا رہا اور ایمن کا دوپٹا اور چہرہ بھیگتا رہا کہ وہ درد کی وجہ تھی تو درماں بننے کی کوشش بھی فرض ٹھہری۔

کچھ دیر بعد وہ بھی ولید سے ذرا فاصلے پر بالکنی کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ کیوں اور کیسے پوچھنے کی خواہش کے باوجود وہ چپ تھی۔

"سوری!" اس دوران ولید نے پہلی بار اسے دیکھ کر کہا۔"میں یوں۔۔۔۔۔"

"سوری تو اس وقت مجھے کہنا چاہیے۔"اس کی نظریں جھکی تھیں۔"میں نہ ہوتی تو۔۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔"ولید نے ایک گہری سانس لے کر اس کی بات کاٹی۔

"شاید یہی ہماری قسمت تھی۔"آخر تک ساری کوششیں کرنے کے بعد اب اس نے ہتھیار ڈال کر شکست تسلیم کر لی تھی۔

"کسی کو اگر سوری کہنا چاہیے تو وہ ابّا ہیں۔انھیں تمھاری شادی تمھارے چاچا کے یہاں نہیں کرنا تھی اور میں نے شادی کے لیے بڑی امّاں اور امی کو اپنی پسند سے آگاہ کر دیا تھا، موقع ملتے ہی میرے نُسیبہ کا نکاح روکنے کی کوشش سے انھوں نے ایک تیر سے دو شکار کر لیے۔"ایمن نے حیرت سے اسے دیکھا۔وہ چاچا کے یہاں کے رشتے کے متعلق جانتا تھا اس سے زیادہ حیران کن دوسری بات تھی۔

"گھر میں اِلحان کے متعلق سب جانتے ہیں؟"

"نہیں میں نے اس کا نام نہیں لیا تھا۔مجھے کوئی پسند ہے اور مجھے اسی سے شادی کرنی ہے اتنا کہا تھا۔سوچا تھا پہلے وہ میری پسند سے میری شادی کے لیے ہاں کر دیں پھر بتاؤں گا کہ وہ کون ہے۔میرا ایسا کرنا ٹھیک ہی رہا ورنہ اس وقت سب کچھ مزید الجھا ہوتا۔"اس نے دیوار سے سر لگایا اور ایمن نے بھی اطمینان بھری سانس لی کہ ان کی کہانی میں اِلحان کے کردار کا کسی کو علم نہیں۔

رونا بھی ایک تھیراپی ہے۔اس سے درد و الم غائب تو نہیں ہوتے لیکن بندہ اسے قبول کر کے پر سکون ضرور ہو جاتا ہے۔کمرے کی بتی بند تھی۔نیچے احاطے سے کچھ اجالا آ رہا

تھا۔اس ذرا سی روشنی میں بھی ولید کی آنکھوں میں تیرتی نمی اور چہرے کا ٹھہراؤ اسے دکھائی دے رہا تھا۔

"ایسا کیوں ہوا؟"اس نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھ ہی لیا۔"میرا مطلب ہے آپ نے کوشش تو کی ہو گی۔"

"صمد چاچا نے انکار کر دیا اور ان کے خلاف جانے سے حانی نے۔میں نے کہا شادی کر لیتے ہیں،وہ کچھ دیر کی ناراضی کے بعد مان جائیں گے،میں یہ گھر اور یہاں کے رشتے سب چھوڑ دینے بھی تیار تھا لیکن حانی اپنے پاپا کی مرضی کے بغیر میرے ساتھ کے لیے راضی نہ ہوئی۔"ولید نے اس کی طرف دیکھا۔

"تمھارے مطابق تو اس نے ٹھیک ہی کیا۔"اس کا انداز سادہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں دل سے چاہتی تھی آپ دونوں کی شادی ہو جائے،اس زبردستی اور مجبوری میں تین زندگیاں برباد ہوں،ایسا میں نے بالکل نہیں چاہا تھا۔"

"اب شاید چار زندگیاں برباد ہوں۔"

"اللہ نہ کرے!"اس نے جھٹ کہا۔

"اس نے یہ رشتے بنائے ہیں تو اسی میں سب کی بھلائی بھی رکھی ہو گی۔"

"نُسیبہ بلال سے بچ گئی یہ ایک بھلائی تو ہے۔"

"میں بھی برباد تو نہیں۔" اس نے سادگی سے کہا اور ولید نے اسے دیکھا۔

"اس کے علاوہ بھی ہو گی۔۔۔۔۔ ہم چاروں کے لیے۔۔۔۔۔۔ ابھی شاید ہم سمجھ نہ پائیں۔" اس نے رک رک کر بات مکمل کی۔

ولید کچھ دیر اسے دیکھتا رہا پھر ہلکے سے ہنس دیا۔

"دعا کرو تمھاری طرح میں بھی خود کو ایسی باتوں سے بہلا سکوں۔" اس ہلکے سے استہزاء پر اسے اعتراض تھا لیکن فوراً کچھ نہیں کہا۔ ذرا دیر بعد کہنے لگی۔

"آپ نے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی لیکن ہوا وہ ہی جو طے تھا اور اللہ کے فیصلے مصلحت سے خالی نہیں ہوتے آپ بھی اپنے معاملات اللہ پر چھوڑ دیں یقین کریں صبر اور سکون دونوں مل جاتا ہے۔"

"اور خوشی؟"

www.novelsclubb.com

"آپ کے لیے خوشی کیا ہے؟ صرف اپنی خواہش اور خواب کی تکمیل؟"

"سب کے لیے یہی خوشی ہے۔"

"میرے لیے نہیں۔"

"تمھارے لیے کیا ہے؟"

" میرے لیے خوشی۔۔۔۔۔اللہ کی رضا میں سکون اور صبر سے راضی رہنا ہے۔"

"میرے لیے خوشی۔۔۔۔؟" ولید نے خود کلامی کے انداز میں کہا لیکن کافی دیر بعد بھی کوئی جواب نہ سوجھا۔

"اور زندگی سب کچھ پا لینے کا نام تو نہیں، اپنی کمیوں اور حسرتوں کے ساتھ پر اُمید آگے بڑھنا زندگی ہے۔" اس کی خاموشی پر ایمن نے کہا۔

"ہمیشہ یوں فلسفے بیان کرتی ہو یا آج ہی فلسفی بنی ہو؟" وہ ہلکے سے مسکرایا۔

"پتہ نہیں لیکن یہ پتہ ہے فلسفے سے پیٹ نہیں بھرتا۔" وہ کھڑی ہو گئی۔

"میں کھانا لے کر آتی ہوں۔" ولید بھی کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے کمرے میں آیا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو۔۔۔۔۔۔" وہ دروازہ کھول رہی تھی تب ولید نے کہا۔ وہ پلٹی۔

"ایمن!" اس نے ذرا توقف کے بعد اس کا نام لیا تھا۔ وہ مسکرا کر باہر نکل گئی۔

باورچی خانے میں سُمیکہ چائے چڑھا کر اپنے موبائل میں مگن تھی۔ اسے دیکھ کر ائیر فون کان سے نکالے۔

"کیا ہوا؟"

" ولید آئے ہیں، ان کے لیے کھانا لینے آئی ہوں۔"

"پتہ ہے۔۔۔ وہ نہیں پوچھ رہی، تم رو رہی تھی، سب خیریت؟" اس کی عقابی نگاہوں سے کچھ نہیں چھپ سکتا تھا۔

" ہمممم۔۔۔۔" اس نے جھوٹ نہیں کہا۔

"کیوں؟"

"کیوں کیا۔۔۔ بندہ تلاوت کرتے ہوئے روتا ہے، دعا مانگتے وقت، اپنوں کو یاد کر کے اور کبھی کبھی تو یونہی۔"

"لو۔۔۔۔میں ان میں سے کسی بھی وجہ سے نہیں روئی۔"

"تو اب رویا کریں۔"

" ہاااا۔۔۔۔۔رونا کون سی اچھی بات ہے!"

"دل ہلکا ہوتا ہے، ندامت کے آنسو ہوں تو اللہ۔۔۔۔۔"

"اچھا۔۔۔۔میری چائے ہوگئی۔"اس نے سامنے رکھے کپ میں چائے نکالتے ہوئے کہا۔

"تم بھی جلدی کرو، ولید کب سے آیا ہے اور تم اب کھانا لینے آئی ہو۔"وہ اپنا کپ لیے چلی گئی۔

ایمن کمرے میں آئی تو وہ فون ہاتھ میں لیے اسکرین کو تک رہا تھا۔ٹرے پلنگ پر رکھتے ہوئے اس نے دیکھا اسکرین پر حانی لکھا تھا ساتھ میں فون نمبر بھی۔کھانے کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ولید نے وہ کانٹیکٹ ڈیلیٹ کر دیا تھا۔

محبت، خواہش اور اسے حاصل کرنے کی کوششوں کے ساتھ ہی کہیں اس کا لاشعور جیسے بدترین نتیجے کے لیے بھی خود کو تیار کر رہا تھا۔اِلحان کو کھو دینے کا دکھ اور لاحاصل

محبت کی کسک کے ساتھ زندگی اپنی لگی بندھی ڈگر پر آگے بڑھ رہی تھی۔ایمن کو دیکھ کر اب اسے غصہ بھی نہیں آتا تھا بلکہ اسے طاہرہ کا جانا یاد آتا تھا۔

بچوں کی آواز سن کر اسے احساس ہوا کہ اوپر جانا فضول ہے۔پلٹ ہی رہا تھا کہ ہانی سن کر رک گیا۔

"مس کو پتا ہے کہ ہانی میری بیسٹ فرینڈ ہے پھر بھی اسے دوسری ٹیم میں ڈال دیا۔" فاطمہ اپناد کھڑا بیان کر رہی تھی۔

"بیسٹ فرینڈ ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم ہمیشہ ساتھ میں ہی رہو۔"

"ہانی کو میری ہیلپ کی عادت ہے۔میرے بغیر کیسے تیاری کرے گی وہ؟ مس نے اسے ٹاپک بھی میرے اگینسٹ دیا ہے۔" فاطمہ جھنجھلائی اور فکر مند تھی۔

"تم اپنی اور اپنی ٹیم کی تیاری میں دل لگاؤ۔"

www.novelsclubb.com

"میری پارٹنر وہ فوزیہ ہے، جو مجھے ذرا اچھی نہیں لگتی۔"

"ایسا نہیں کہتے فاطمہ، بری بات! اور کیوں اچھی نہیں لگتی وہ تمھیں؟

"بہت کند ذہن ہے۔ یاد ہی نہیں ہوتا اسے کچھ۔"

"تم اپنی پارٹنر کی مدد کرو جیسے تم ہانیہ کی کرتی ہو اور اللہ سے دعا مانگو کہ وہ ہانیہ کی مدد کرے۔ تم فوزیہ کے ساتھ نیکی اور اچھائی کرو تو کوئی تمھاری دوست کے ساتھ ایسا کرے گا۔"

" کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

"بالکل! ہماری نیت، دعا اور دوسروں کے ساتھ ہماری نیکی ہمارے اپنوں اور عزیزوں کے کام آتی ہے۔ اللہ پاک کو رحم دلی اور صلہ رحمی بہت پسند جو ہے۔"

"آپ کہتی ہیں تو کروں گی۔"

" یہ لکھ لیا ایمن آپی۔" اُسید نے اپنی بیاض آگے کی۔

" تم بار بار بھول جاتے ہو، آپی نہیں چاچی۔" شیما نے یاد دلایا۔

"کوئی بات نہیں شیما، آپی چاچی دونوں ٹھیک ہیں۔ میں یہ چیک کرتی ہوں تب تک تم دوسرا جواب یاد کرلو۔"

ایسا ہی کچھ عبدالصمد نے بھی تو اس سے کہا تھا۔ وہ اوپر جانے کا اردہ ترک کر کے نیچے چلا آیا۔ اپنے کمرے میں جارہا تھا کہ پیچھے سے نُسیبہ نے پکارا۔

بھائی! کمرے میں کہاں جارہے ہیں اوپر چلیں نا۔" اس کے ہاتھ میں چائے کے دو کپ تھے۔ "

"ذرا باہر جارہا ہوں گاڑی کی چابی لینے آیا تھا۔" اس نے اپنا ارادہ بیان کیا۔

"اچھا ٹھیک ہے، جائیں۔" وہ چھت کی طرف جانے والی سیڑھیاں چڑھ گئی۔ اندر آکر اس نے میز سے چابی اٹھائی تبھی ہاتھ لگنے سے کنارے پر رکھی سیاہ رنگ کی ڈائری نیچے گری اور اس میں رکھا پین دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ اس نے پین اٹھا کر ڈائری کے اندر رکھنے اس درمیان سے کھولا۔

آج کل میری کل مصروفیت

ایک معمہ حل کرنے کی کوشش ہے

معمہ یہ کہ

میری دیواروں پر

خودرو بیلوں کی طرح پھیلتی اداسی

میری شہ رگ کے گرد اپنا پھندا ڈالے گی؟

یا اس سے پہلے

میرے اندر ہو رہی

وحشت کی برف باری میں

یہ دل دفن ہو گا؟

www.novelsclubb.com

اس صفحے پر لکھا پڑھ کر اس نے پین ڈائری میں اور ڈائری واپس میز پر رکھی اور باہر نکل گیا۔اس کی واپسی رات دیر سے ہوئی تھی۔وہ کھانے پر بھی موجود نہیں تھا اور اس کی غیر موجودگی پر باتیں ایمن نے سنی تھی۔

وہ کمرے میں آیا تو ایمن کرسی پر بیٹھی کچھ لکھ رہی تھی۔

" سوئی نہیں ابھی تک ؟"

نیند نہیں آرہی تھی۔"وہ کرسی سرکا کر کھڑی ہوگئی۔انتظار کر رہی تھی کہنا مشکل تھا۔ "

"کھانا لاؤں ؟"

"ہاں۔"اس نے مختصر جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

ایمن نیچے آگئی۔کھانا گرم کیا اور ٹرے لیے اوپر پہنچی تو ولید سو چکا تھا۔اس نے کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے۔وہ کچھ دیر متذبذب کھڑی رہی کہ اسے جگائے یا سونے دے۔پھر کچھ سوچ کر ٹرے سائیڈ ٹیبل پر ڈھانک کر رکھ دی اور خود اپنا بستر لگا کر لیٹ گئی۔صبح ٹرے یونہی رکھی تھی۔اس کے اٹھنے سے پہلے وہ ٹرے لیے نیچے آگئی۔

کچھ دیر بعد چائے کے ساتھ رسک، بسکٹ وغیرہ لیے اوپر آئی تو ولید کی نماز ہو گئی تھی۔ عبدالباسط کو اس سے یہ بھی شکایت تھی کہ وہ فجر کے لیے مسجد نہیں آتا ہے۔ نماز پڑھتے ہی اسے سونے کی جلدی ہوتی تھی۔

"آپ بنا کھائے سو گئے تھے اس لیے۔۔۔۔" اس کے کچھ پوچھنے سے پہلے اس نے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت بھی فوراً سونا چاہتا تھا لیکن ٹرے میں رکھا چھوٹا سا تھرماس اور دیگر لوازمات دیکھ کر بھوک جاگ گئی۔

"تم ایک ہی کپ لائی ہو۔" اس نے اپنے لیے چائے نکالتے ہوئے کہا۔

" میں آپ کے بعد پی لوں گی۔"

---

www.novelsclubb.com

بڑی امّاں اور زلیخا جیسے کسی بھی وقت اس کی طرف سے خوش خبری کی امید لگائے بیٹھی تھیں اور ہر بار ان کے سوالات اور نظریں اسے ہر طرح سے شرمندہ کرتیں۔ شادی کے ڈیڑھ سال بعد بھی سُمیکہ نے انھیں کوئی ایسی خبر نہیں سنائی تھی لیکن سُمیکہ کو تو بڑی امّاں کی سہیلی کی پوتی ہونے کی رعایت حاصل تھی۔ ایسی کوئی رعایت ایمن کے

لیے نہیں تھی۔ کبھی کبھی اسے حیرت ہوتی کہ گھر میں موجود بچوں کے لیے تو ان کے پاس وقت نہیں، نہ کبھی ان سے محبت کا مظاہرہ کرتے دیکھا پھر مزید کی خواہش کس لیے؟ ان دونوں کا پسندیدہ کام بڑے کمرے میں ساری عورتوں کے بیچ گھر ا رہنا تھا۔ یہ بچوں کی ڈیمانڈ تو اسے صرف بہوؤں کو سولی پر لٹکائے رکھنے کا حربہ لگتی۔ ایسے وقت میں اسے طاہرہ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی۔ پھر کبھی یہ خیال بھی ستاتا کہ وہ زندہ ہوتیں تو خود بھی اس خوش خبری کے لیے بے قرار رہتیں جس کے آثار دور دور تک نہ تھے۔

ولید کا وہ ہی معمول تھا۔ فرق یہ تھا کہ اب وہ ہر ہفتے دو دن یا کم از کم ایک دن کے لیے تو آتا ہی تھا۔ کبھی کبھی اسے اسی بات پر رونا آجاتا کہ طاہرہ اس کے نہ آنے پر پریشان اور فکر مند ہوتی تھیں اور اب وہ پابند ہوا ہے تو طاہرہ نہیں۔ باتوں اور اعمال کے مظاہرے میں درست وقت ہی اسے اہم یا بے معنی بناتا ہے۔ دوسری تبدیلی یہ آئی تھی کہ اب وہ دیر رات تک بالکنی میں نہیں بیٹھتا تھا۔ خود اپنی تنہائی سے نبرد آزما ایمن کو اس کی یہ تنہائی بھی اداس کر جاتی۔ ایک دوسرے کی تنہائی دور کرنے پر قادر، ایک ہی کمرے کے مکیں اپنے دکھ اپنے قرینے سے منا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ تو ایسے پوچھ رہی ہیں جیسے کچھ جانتی ہی نہیں۔" وہ اوپر آرہا تھا جب سُمیکہ کی ناراض سی آواز آئی۔

"دادی! پہلے یہ پوچھا کریں کہ آپ کے داماد کتنے دن گھر میں رہتے ہیں پھر آگے کا سوال۔۔۔۔" وہ فون پر بات کر رہی تھی۔

"اس میں بے شرمی والی کیا بات ہے؟"

"وہ پھر چار دن کے لیے باہر گئے ہیں۔"

"ہاں ہاں پتہ ہے مجھے ثواب کا کام ہے، نیک کام ہے۔ بس بیوی کے پاس رکنا ہی گناہ ہے۔" آخر میں وہ بڑبڑائی۔ ولید رک گیا وہ شاید چھت والی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔

"اچھا ڈانٹیے نہیں مجھے۔۔۔۔۔۔ سکینہ کو فون دیں ذرا۔" اس نے اپنی کزن کا نام لیا۔

"تمھیں کیوں اتنی ہنسی آرہی ہے؟۔۔۔۔۔۔۔ ہاں تو سچ کہا نا۔۔۔۔۔۔۔۔ دادی کہاں سمجھیں گی ہمارے جذبات۔۔۔۔۔" وہ بھی ہنسنے لگی۔

"ایسے نصیب کہاں ہمارے! بلیک اینڈ وائٹ ہی ہے میری زندگی۔۔۔۔۔کوئی نہیں سمجھتا، نہ بڑے نہ چھوٹے نہ ہمارے میاں جی۔۔۔۔"اب کے اس کی آواز میں وہ بشاشت نہیں تھی جو ہمیشہ ہوتی تھی۔

"شادی میں اپنے شریک حیات، شریکِ سفر سے اپنے جیسے جذبات اور گرم جوشی کی خواہش رکھنا اتنا بڑا گناہ ہے مجھے نہیں علم تھا۔"اس کا لہجہ تلخ تھا۔

ولید نے اگلی سیڑھی پر قدم رکھا اور سامنے ہی راہدری میں ایمن کھڑی تھی۔وہ بھی سُمیکہ کی وجہ سے وہاں رکی تھی۔انجانے میں ہی وہ ایک ساتھ سُمیکہ کا حال جان گئے تھے۔حارث گھر میں کم اور جماعت کی کاموں کی وجہ سے باہر زیادہ ہوتا تھا۔وہ گھر کا سب سے زیادہ خاموش مزاج، شرمیلا اور فرمانبردار بیٹا تھا۔

ولید ہی آگے آیا اور آہٹ سن کر سُمیکہ کھڑی ہو گئی۔ولید دائیں طرف دیکھے بنا راہدری میں آیا اور پھر کمرے میں۔

"چلو رکھتی ہوں، رات میں بات کروں گی فرصت سے۔" وہ نیچے اترتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ سُمیکہ راہدری میں آکر اسے دیکھتی اس سے پہلے ہی ایمن بھی پلٹ کر کمرے میں چلی گئی۔

"آپ کھانا کھائیں گے ؟" یہ کھانے کا وقت تو نہیں تھا پھر بھی اس نے پوچھ لیا۔

"نہیں، لیکن چائے بنا دے دو۔"

ابھی لائی۔" وہ باہر آئی تو سُمیکہ وہاں نہیں تھی۔ شاید چھت پر یا اپنے کمرے میں چلی گئی " تھی۔

وہ آیا تو ایمن بالکنی میں تھی۔ ولید نے پردہ ہٹایا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ہوا آپ آ گئے۔" وہ گملوں کے ساتھ نیچے بیٹھی تھی۔

"یہ اٹھا کر گرل میں رکھ دیں پلیز۔" شام ڈھل رہی تھی اور اس اجالے میں بالکنی میں کھڑا رہنا ناممکن تھا۔ ایک تو یہ کمرہ اگلے حصے میں تھا اور سامنے ہی مین گیٹ ہونے کی وجہ سے آنے والے کی نظر پہلے ادھر ہی پڑتی۔

"کہاں سے لائی یہ سب ؟"اس نے مختلف پھولوں سے بھرے گملوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ امی والے کمرے کی کھڑکی میں رکھے تھے، روز وہاں جا کر پانی دینے سے اچھا ہے یہاں رکھ لوں اور یہ رات رانی کی خوشبو کی تو مجھے عادت سی ہے۔"اس نے پودے کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ان سے کوئی مسئلہ تو نہیں ؟"اچانک اسے خیال آیا اور اس نے پوچھ لیا۔

"نہیں۔ تم ہٹو، رکھ دیتا ہوں۔"

وہ یوں جھکی جھکی ہی اندر آئی اور پھر کھڑی ہو گئی۔

"آپ کو کچھ چاہیے اس وقت ؟ ورنہ میں بچوں کو پڑھانے ٹیرس پر جا رہی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

" جاؤ۔"اس نے گملا گرل پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔

وہ اوپر آئی تو اُسید، دارِم، فاطمہ، شیما اور فارعہ اس سے پہلے وہاں موجود تھے۔

"آج سب جلدی آ گئے ؟"

"آپ لیٹ آئی ہیں آج۔"شیمانے کہا۔

"اچھا۔میں نے وقت نہیں دیکھا۔"

وہ سب اپنے کام میں مشغول تھے کہ سیڑھیوں سے عکرمہ کی آواز آئی۔وہ فاطمہ کو پکار رہا تھا۔اس کی غصیلی آواز سن کر فاطمہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔اوپر آتے ہی عکرمہ نے فاطمہ کو زوردار طمانچہ رسید کیا۔اس افتاد پر ہر کوئی ہکا بکارہ گیا۔

" یہ کیا حرکت ہے عکرمہ۔۔۔۔۔؟"وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب پھینک کر کھڑی ہوئی۔

"تم آج اسکول کے بعد کہاں گئی تھی؟"اس نے ایمن کی بات ان سنی کر کے فاطمہ سے پوچھا۔

"کہیں بھی نہیں بھائی۔۔۔۔۔"فاطمہ نے گال پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

"جھوٹ۔۔۔۔"عکرمہ نے پھر ایک تھپڑ مارا۔

"عکرمہ!"ایمن چلائی اور فاطمہ کو کھینچ کر اس سے دور کیا۔مارے غصے کے اس کے منہ سے الفاظ بھی نہیں نکل رہے تھے۔

"ہاتھ کیسے اٹھایا تم نے؟"

"آپ بیچ میں نہ بولیں۔"وہ اس سے زیادہ غصے سے گویا ہوا۔اُسید نیچے بھاگا۔

"میرے دوست نے تمھیں اسکول کے باہر دیکھا تھا۔"وہ پھر فاطمہ کے قریب آیا اور ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔فاطمہ سے بس ایک سال بڑا عکرمہ اس وقت کہیں سے بچہ نہیں لگ رہا تھا۔

"کسی اور کو دیکھا ہوگا،میں کہیں نہیں گئی تھی،روز کی طرح سیدھا گھر آئی ہوں۔"وہ خوف زدہ تھی اور رو رہی تھی۔

"پھر جھوٹ۔۔۔۔۔"وہ فاطمہ کی طرف جھپٹا۔ایمن نے اسے اپنے پیچھے کیا۔عکرمہ نے ایمن کو اس قوت سے ایک طرف دھکیلا کہ سنبھلنے کی کوشش کرتے کرتے بھی وہ گر گئی۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پیر اس طرح مڑا تھا کہ درد کی لہر نے اٹھنے نہ دیا۔اس نے کہنی ٹکا کر اوپر دیکھا۔

" عکرمہ جو بھی ہے، بات کرو۔"وہ اپنی جگہ سے چلائی۔"اب ہاتھ مت اٹھانا۔"

www.novelsclubb.com

"ابّا سے کہہ کر تمھارا اسکول جانا ہی بند کرواتا ہوں۔" اس نے شعلہ بار نگاہوں سے فاطمہ کو گھورا اور پیر پٹکتا چلا گیا۔

"شیما تم کیوں رو رہی ہو؟ فاطمہ کو چپ کراؤ۔" قریب بیٹھی روتی شیما کو دیکھ کر اس نے جھنجھلا کر کہا اور پھر اٹھنے کی ناکام کوشش کی۔

تبھی سیڑھیاں پھلانگتا ولید اوپر آیا۔ اسے اُسید بلا کر لایا تھا۔ ایک طرف روتی شیما اور فاطمہ، نیچے گری ایمن اور سہمے کھڑے دارِم اور فارعہ، اسے کچھ سمجھ نہیں آیا۔

"کیا ہوا؟" اس نے ایمن کو اٹھا کر بٹھایا۔ پیر ہلتے ہی وہ کراہی۔

"میرا پیر۔۔۔۔۔!" ولید نے اس کا دایاں ٹخنہ دیکھا جہاں وہ ہاتھ رکھے تھی۔

"عکرمہ کہاں گیا؟" ولید نے پوچھا۔ "اُسید نے کہا تھا وہ غصے میں فاطمہ کو مار رہا ہے۔"

"وہ نیچے چلا گیا۔ میرے پیر کو کیا ہوا ہے؟ میں کھڑی نہیں ہو پا رہی۔" وہ نیچے جا کر عکرمہ کی کلاس لینا چاہتی تھی۔

"شاید موچ آئی ہے۔"

www.novelsclubb.com

تبھی میمونہ بھابھی اوپر آئیں۔ ولید کو وہاں دیکھ کر ذرا ٹھٹھکیں پھر غضب ناک انداز میں فاطمہ کی طرف بڑھیں۔

"کیا کہہ رہا ہے عکرمہ؟ کہاں گئی تھی تم؟" ولید کی موجودگی کی وجہ سے انھوں نے ضبط کیا ورنہ وہ بھی پہلے چانٹا لگانے کا ارادہ کیے تھیں۔

"امی۔۔۔۔۔۔۔۔!" فاطمہ نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔

"بھابھی!" اسے بھی ان کا انداز برا لگا تھا۔

"آپ نے عکرمہ کی بات صرف سنی یا مان بھی لی؟ جھوٹ سچ تو چھوڑیں، اگر فاطمہ کہیں گئی بھی تھی تو سیدھا آ کر اس پر ہاتھ اٹھانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"دوست سے ایسی بات سن کر غصہ آنا فطری ہے۔" انھوں نے ایمن کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔

"کیا ہاتھ اٹھانا بھی فطری ہے؟" اس نے پھر کھڑے ہونے کی کوشش کی تو ولید نے اسے روکا۔

میمونہ بھابھی کو اس کا جرح کرنا بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"عکرمہ کی طرح فاطمہ بھی آپ کی اولاد ہے۔اس طرح سوال اور شک کر کے آپ اس کا اعتماد ختم کر رہی ہیں، جس کی اسے ساری عمر ضرورت پڑے گی۔ عکرمہ کی بات سن کر آپ نے اس کا یقین کر لیا اور فوراً فاطمہ سے سوال کرنے چلی آئیں۔ دونوں کی تربیت آپ نے کی ہے پھر فاطمہ پر بھروسہ کیوں نہیں؟ ابتدا میں ہی آپ فاطمہ کو شک وشبہات کی نظر کر دیں گی تو مضبوط کردار کی ہونے کے باوجود بھی اس کی شخصیت کمزور بنے گی۔ بالفرض فاطمہ کہیں گئی بھی تھی تو عکرمہ کا یہ ردعمل قابل قبول نہیں ہونا چاہیے۔ وہ آپ سے کہتا یا نوفل بھائی سے، سیدھا چھوٹے بہن بھائیوں کے سامنے مار دیا۔۔۔اور یہ کون سے دوست ہیں جو دوسرے دوستوں کی بہنوں پر نظر رکھتے ہیں؟" وہ شروع ہوئی تو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی اور میمونہ بھابی کا چہرہ دیکھتے ہوئے ولید کو سمجھ نہیں رہا تھا کہ اسے کیسے روکے۔

www.novelsclubb.com

"میں کہیں نہیں گئی تھی امی، آپ اسکول سے پتہ کروا لیں یا میری سہلیوں سے پوچھ لیں۔" روہانسی سی فاطمہ نے کہا اور اپنا بیگ اٹھا کر نیچے چلی گئی۔

"آپ فاطمہ کو دیکھیں بھابھی۔" ایمن نے کہا۔ میمونہ بھابھی لب بھینچے کچھ کہے بنا اس کے پیچھے اتر گئیں۔

"آپ اٹھ کیوں نہیں رہیں؟"اُسید نے پوچھا۔

"پیر میں چوٹ لگی ہے۔"ولید نے جواب دیا۔

"اب؟"

"کچھ نہیں ہوگا، ٹھیک ہو جائے گا کچھ دیر میں۔"ایمن نے تسلی دی۔

"جاؤ بچو! آج پڑھائی کی چھٹی۔"ولید نے کہا تو وہ سب اپنے بیگ اٹھائے سیڑھیاں اتر گئے۔

ولید کے سہارے وہ کھڑی تو ہو گئی لیکن دائیں پیر پر وزن دیتے ہی پھر منہ سے آہ نکلی۔

"کوئی چارہ نہیں۔"ولید نے کہا اور وہ سمجھتی اس سے پہلے ہی وہ اسے اٹھا چکا تھا۔

وہ درد اور ولید کی قربت بھول کر کسی نے دیکھ لیا تو، اللہ کرے کوئی نہ دیکھیں، میں الجھ گئی۔ شکر تھا کمرے میں پہنچنے تک کسی کا سامنا نہیں ہوا۔ اسے پلنگ پر بٹھانے کے بعد ولید نے اسے درد کش دوائی دی۔

"میں کوئی پین کلر اسپرے لے آتا ہوں، اس سے جلد آرام ہو گا۔" وہ اپنا والٹ اور کار کی چابی اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ذرا سی موچ ہے، سینک لوں گی یا برف لگا لوں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔"

"گھریلو ٹوٹکوں کی بھی کوئی لاجک ہوتی ہے، تم سینکو گی یا برف لگاؤ گی؟"

"پتہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب امی کرتی تھیں۔" اس نے کم علمی کا اعتراف کیا۔

"میں اسپرے لے آتا ہوں۔ ویسے بھی گھر میں ہونا چاہیے کبھی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

"آپ نوفل بھائی اور ہو سکے تو عکرمہ سے بات کریں۔" اسے پیر کی فکر نہیں تھی۔

"اس کی شدت پسندی کو ابھی نہ روکا تو آگے بہت مشکل ہو گی۔"

"میں کروں گا بات۔ تم آرام کرو، میں آتا ہوں۔"

اس کے جانے کے بعد بھی وہ عکرمہ کے بارے میں سوچتی رہی۔ اسے میمونہ بھابھی پر بھی غصہ آرہا تھا۔ فاطمہ سمجھدار بچی تھی اور ایمن سے زیادہ، بحیثیت ماں میمونہ بھابھی

کو اس کا مزاج آشنا ہونا چاہیے۔ اس عمر میں ایسا شدید رد عمل اور بے اعتباری تو اس پر بھی منفی اثرات مرتب کر سکتی تھی۔

ولید واپس آیا تو وہ سو رہی تھی۔ شاید درد کی دوا کا اثر تھا۔ وہ کچھ سوچ کر نوفل بھائی کی طرف چلا آیا۔ گھر کے کسی معاملے میں بولنے کا یہ اس کا دوسرا موقع تھا۔ پہلا موقع نُسیبہ کا بلال سے نکاح والا معاملہ تھا۔ عکرمہ تو نہیں ملا مگر ولید نے اس کے اس انتہائی رد عمل پر اپنی ناپسندیدگی اور احتجاج نوفل بھائی کے سامنے درج کرا دیا تھا۔

نُسیبہ کی خالا زاد بہن کی شادی تھی۔ وہ زلیخا اور سُمیکہ ادھر گئے ہوئے تھے۔ وہ رات گیارہ بجے کمرے میں آیا تب بھی ایمن سو رہی تھی۔ پتا نہیں وہ اس دوران اٹھی بھی تھی یا تب سے سو رہی تھی۔

وہ لیپ ٹاپ لیے بالکنی میں بیٹھ گیا۔ جہاں رات رانی کی بھینی خوشبو پھیلی تھی۔ بہت دیر بعد نیند آنے لگی تو اٹھ کر اندر آیا۔ میز پر لیپ ٹاپ رکھتے ہوئے پھر اس کی نظر سیاہ ڈائری پر ٹھہر گئی۔ اس نے ایک نظر سوئی ایمن کو دیکھا اور پھر وہ ڈائری اٹھا کر کھولی۔

میری کھڑکی میں

خواہشوں کے غنچے اگنے لگے ہیں

آس کی تتلیاں

ان غنچوں کے گرد پھیرا لگانے آنے لگی ہیں

اور یہ دونوں سرگوشیوں اور اشاروں میں

سازشیں بنتے ہیں

ان سازشوں نے

میری آنکھوں کے سامنے

ایک دل فریب منظر سجا دیا ہے

جہاں محبت محور قص ہے

www.novelsclubb.com

ان غنچوں کی مہک

دل میں ہمک پیدا کر رہی ہے

کہ میں ہاتھ بڑھا کر

چند کلیاں اپنے بالوں میں سجالوں

تتلیوں کو مٹھی میں لے کر

اپنی ہتھیلیاں رنگین کرلوں

اس رقص میں شامل ہو جاؤں

مگر میں سوچ رہی ہوں

اٹھ کر یہ کھڑکی بند کردوں۔

اس نے خواہش اور تجسس کے باوجود صفحہ نہیں پلٹا بلکہ ڈائری بند کر کے رکھ دی۔

پلنگ پر ایمن سوئی تھی اور اس کے ایمن کی جگہ فرش پر بستر لگا کر سونے کا سوال ہی نہیں تھا۔ کچھ دیر یہاں وہاں دیکھنے کے بعد وہ دوسرے سرے پر تکیہ لے کر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند ہونے لگی تھیں کہ اسے خیال آیا ایمن نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ وہ اٹھ کر نیچے آیا۔ خولہ کچن سمیٹ رہی تھی۔

"کچھ چاہیے؟" اسے دیکھ کر خولہ نے پوچھا۔

"ایمن کھائے بغیر سو گئی ہے، رات میں اٹھے یا بھوک لگے تو۔۔۔۔"

"اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے خیال ہی نہیں آیا۔" وہ شرمندہ سی گویا ہوئی۔ پیر میں چوٹ کی خبر اسے بھی مل چکی تھی۔

"میں دیتی ہوں۔ آپ کھانا لے جائیں، ڈھانک کر رکھ دیجیے گا۔ وہ اٹھے گی تو کھا لے گی۔"

خولہ کی دی ہوئی ٹرے لیے وہ اوپر آیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

رات کے کسی پہر ایمن کی آنکھ کھلی تو اسے یاد آیا عشاء نہیں پڑھی تھی۔ وہ اٹھنے لگی کہ نظر دوسری طرف سوئے ولید پر ٹھہر گئی۔ وہ آواز کیے بغیر چادر ہٹا کر احتیاط سے کھڑی ہوئی۔ پیر کافی بہتر تھا۔ تبھی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھی ٹرے، پانی کی بوتل اور اسپرے پر پڑی۔ خوشی سے بھاری ہوتے دل کے ساتھ اس نے وضو کیا، پھر پیر پر اسپرے لگایا اور نماز سے فارغ ہو کر چند نوالے کھا کر پھر سو گئی۔

اسے صبح فجر کے بعد ہی نکلنا تھا۔وہ اپنا بیگ تیار کر رہا تھا۔لیپ ٹیپ رکھ کر اس کا چارجر اٹھایا تو وہ ہی سیاہ ڈائری پھر نظر آئی۔چارجر بیگ میں ڈال کر اس نے ڈائری اٹھائی اور جہاں پین رکھی تھی وہیں سے کھولی۔

تنہا چاند

تنہا رات

یاد بھی تنہا

ستاروں کا ساتھ بھی تنہا

میرا آنچل،میرا دامن میرا بستر،میرا کمرہ

میری جبیں،میری ہتھیلی

اور دور تلک ایک رستہ تنہا،یہ رشتہ تنہا

ان تنہا تمہیدوں کا مطلب

میں اب سمجھی ہوں

www.novelsclubb.com

یہ زندگی میری

یونہی گزرے گی

تنہا تنہا!!

تبھی اس کا فون بجا۔ زلیخا نے اسے اپنے کمرے میں بلایا تھا۔ وہ ڈائری واپس اسی جگہ رکھ کر نیچے چلا آیا۔ دروازے سے ہی اسے سر جھکائے بیٹھی ایمن نظر آ گئی تھی۔

"کبھی خود بھی ماں سے ملنے آجایا کرو۔" اسے دیکھتے ہی زلیخا نے شکایت کی۔

وہ کچھ کہے بغیر ایمن والے صوفے کے دوسرے کنارے پر بیٹھ گیا۔

"کوئی خاص کام؟" اس نے باری باری ایمن اور زلیخا کو دیکھا۔

"کتنا وقت ہو گیا ہے تمھاری شادی کو؟" اسے اب بھی اس تمہید کا مقصد نہیں سمجھا اور جو سمجھ رہی تھی وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ طویل خاموشی کے بعد بھی وہ جواب کی منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اسے کہنا پڑا۔

"پانچ، چھ یا سات مہینے۔۔۔۔"

"ایمن کو کسی ڈاکٹر کو دکھاؤ۔" انھوں نے کہا اور مارے شرم کے ایمن زمین میں گڑ گئی۔ ولید اب بھی نا سمجھنے والے انداز میں انھیں دیکھ رہا تھا۔

"حارث کے یہاں دیری تو اللہ کی طرف سے ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ تو سب ٹھیک ہیں۔" ان کا اشارہ سمجھتے ہی ولید کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"امی! یہ شادی آپ سب نے بلیک میل کر کے کروائی تھی۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں میں اس شادی کے لیے تیار نہیں تھا، میری کیا مرضی اور خواہش تھی، میں کہیں اور کسی اور سے شادی کرنا چاہتا تھا، یہ بھی آپ کو پتہ ہے۔ ہم دونوں نے نُسیبہ کی خاطر یہ شادی کی تھی بلکہ آپ سب نے زبردستی کروائی تھی تاکہ میں باہر اپنی مرضی سے شادی نہ کر سکوں۔ ہمارے درمیان ازواج والا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔"

ایمن نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

یہ کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔۔ وہ جس بات کا پردہ رکھنے کے لیے ہلکان ہو رہی تھی اسے وہ خود ہی سب کے سامنے کھول رہا تھا۔ اسے ایک دم غصہ آ گیا۔

"۔۔۔۔اس لیے اب اس طرح کی فرمائشیں کر کے مزید بلیک میل نہ کریں۔"

"شرم کرو ولید، کچھ بھی بولے جا رہے ہو۔" انھیں اس قدر برہنہ جواب کی امید نہیں تھی۔

"کچھ بھی نہیں، یہ۔۔۔۔" ولید نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ ایمن اٹھی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ سُمیکہ جو باہر کھڑی تھی اسے بھی نہیں دیکھا۔

"۔۔۔۔۔۔ہمارے رشتے کی حقیقت ہے۔" ولید نے جملہ مکمل کیا اور کھڑا ہو گیا۔

"اور آپ سب اس کی وجہ ہیں اس لیے کسی اور کو دوش نہ دیں، نہ مزید فرمائشیں کریں۔" وہ بھی ایمن کی طرح باہر کھڑی سُمیکہ کو دیکھے بنا اوپر چلا گیا۔ سُمیکہ بھی اس کے پیچھے اوپر آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اندر کمرے میں زلیخا بڑبڑا رہی تھیں۔

"بہت بے لگام ہو گئے ہیں دونوں۔۔۔۔کسی اور کو پسند کرتا تھا اور اب بیوی کو بچانے کے لیے اتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے۔" یہ وہ قطعی نہیں مان سکتی تھی کہ ان کے بیچ کچھ

نہیں۔انھیں اچھی طرح یاد تھا اس کا ایمن کو دواخانے لے جانا اور اب ہر ہفتے پابندی سے آنا۔ان کے نزدیک یہ سب بیوی کی غلامی کی نشانیاں تھیں۔

ولید کمرے میں آیا تو وہ بالکنی کے دروازے کے قریب کھڑی تھی۔

"ایمن!" وہ پلٹی نہ جواب دیا۔وہاں سے اٹھنے سے پہلے اس کی غصیلی نظر ولید کو یاد تھی۔وہ قریب آیا۔

"ایمن!" اب بھی اس نے کچھ نہیں کہا۔

"ایمن!" ولید نے اس نے شانے پر ہاتھ رکھا۔

اپنے مزاج اور عادت کے خلاف ایمن اس کا ہاتھ جھٹک کر جانے لگی تھی کہ وہ سامنے آیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہو گیا ہے تمھیں؟ان کا فرمائشی پروگرام روکنے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں تھا کوئی۔اتنا غصہ تو نہ کرو،مجھے اس مسئلے کا یہی حل سمجھ آیا اور۔۔۔۔۔۔"

"میں غصہ نہیں ہوں،میں کیسے غصہ کر سکتی ہوں،کس پر غصہ کروں؟ ممانی کا مسئلہ آپ کی اولاد ہے جس کے لیے آپ کی بیوی ذمہ دار ہے،یہ آپ کا مسئلہ بنتا اس سے

پہلے ہی آپ نے اپنا مسئلہ ختم کرلیا، میں کہاں کسی کا مسئلہ ہوں کہ کوئی میرے بارے میں سوچے، بیوی اور بہو ہونے کی حثیت سے جو عزت اور مقام ہے وہ بھی چھن جائے تو کوئی مسئلہ نہیں، میری نہ ماں نہ باپ نہ بھائی بہن۔۔۔۔کون مجھے اپنا مسئلہ بنائے گا۔۔۔۔؟ جس تعلق کے نام پر یہاں رہنے کا حق ملا ہے وہ مجھ سے چھن جائے کوئی مسئلہ نہیں، کل کو مجھے یہاں سے دھکے دے کر نکال دیا جائے کسی کا مسئلہ نہیں، ایک نام کا مصنوعی رشتہ مجھے سر اٹھا کر جینے دے رہا ہے وہ بھی چھوٹ جائے تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔اور آپ نے تو سچ کہا، جھوٹ تو میں جی رہی ہوں۔۔۔۔۔یہ جھوٹ چلتا رہے یہ میرا مسئلہ، یہ ختم ہو جائے تو بھی میرا مسئلہ۔۔۔۔میں، میرا مقام، میرے احساس، میرا وجود کسی کا مسئلہ نہیں۔۔۔۔"گالوں پر پھسلتے آنسو طوفان کی صورت باہر نکلنے پر آمادہ تھے۔وہ بمشکل خود کو روکتی تیزی سے واش روم کی طرف جانے لگی تھی کہ اسی تیزی سے آگے بڑھ کر ولید نے اس کا بازو تھاما۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"اس نے برہمی سے کہا۔وہ کوئی اور ہی ایمن تھی۔

اپنی خود غرضی، سنگ دلی کا احساس اور ایمن کے بالکل تنہا ہونے کا ادراک اسے ایک ساتھ ہوا تھا۔ایمن نے اپنا بازو اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا اور ولید نے اسے کھینچ کر

خود میں بھینچا۔ایمن نے جارحانہ انداز میں اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی مگر ولید نے اسے مضبوطی سے تھاما ہوا تھا،اس نے پھر خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی تو ہتھیار ڈال کر بری طرح رونے لگی۔

"سوری۔۔۔رئیلی سوری ایمن۔۔۔۔میں نے اس طرح سوچا ہی نہیں،بلا سوچے سمجھے ہی بکواس کر دی۔"

ولید کے بازوؤں میں چھپی ایمن،ایمن کے گرد پھیلی اس کی بانہیں یا ایمن کے بالوں پر پھسلتی ولید کی ہتھیلی،جانے کہاں سے پہلی چنگاری بھڑکی اور پل بھر میں وہ دروازے کی اوٹ میں کھڑی سُمیکہ کے اندر آگ سلگا گئی تھی۔اسے سامنے کا منظر بالکل برداشت نہیں ہو رہا تھا۔اس کا دل کیا فوراً اندر چلی جائے تاکہ وہ منظر بدلے لیکن وہ ولید کا کچھ دیر پہلے والا دلیرانہ انداز دیکھ چکی تھی۔کچھ بعید نہ تھا وہ اسے بھی سنا دیتا یا دھکا دے کر باہر ہی نکال دیتا۔

کچھ سوچ کر وہ نیچے زلیخا کے کمرے میں چلی گئی۔

"کیا ہوا امی؟ ایمن کیوں ولید کے گلے لگی رو رہی ہے؟" کوئی اور اس طرح کا جملہ کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا جو وہ بول چکی تھی۔

اور زلیخا بری طرح تلملا کر رہ گئیں۔ ان کا شک درست تھا۔ وہ ایمن کو بچا رہا تھا۔ انھیں لگا بیٹا مکمل گیا ان کے ہاتھ سے۔

جانے کتنی دیر بعد ایمن خود ہی اس سے الگ ہوئی۔ ولید کی بھیگی شرٹ دیکھتے ہوئے اس نے اپنا چہرہ خشک کیا۔ غصہ اترتے ہی اسے اپنی بہادری کا احساس ہوا۔

"یہ سب تم سے پہلے بھی کہا ہے انھوں نے؟" ولید نے پوچھا۔

ایمن نے اثبات میں سر ہلایا۔ واقعی اسے کہاں علم تھا کہ اس کے پیچھے اس گھر میں کیا ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"میں غصے میں شاید زیادہ بول گئی، سوری۔"

"معافی مانگنے کی ضرورت صرف مجھے ہے، میں نے واقعی۔۔۔۔۔۔"

"اب جانے بھی دیں، نہ کریں یہ ذکر!" وہ دھیرے سے بولی۔ وہ خود اپنی جرأت پر ششدر تھی۔

"ویسے مجھے اب تمھارے غصے سے ڈرنا چاہیے۔"ماحول بدلنے کی خاطر اس نے کہا۔

"مجھے یوں غصہ آتا نہیں ہے ویسے، پتہ نہیں آج کیسے۔۔۔۔۔"اس نے بہت دھیرے سے کہتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"امی نے اسے میرا جھوٹ سمجھا ہے اس لیے فکر نہ کرو۔"

ایمن نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم ٹھیک ہو تو اب میں جاؤں؟"اس کے اس طرح پوچھنے پر ایمن نے ذرا حیرت سے اسے دیکھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"اس نے خوش گمان ہوتا دل سنبھال کر کہا تھا۔"آپ جائیں، دیر ہو رہی ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ نماز پڑھ کر ولید کے لیے ناشتہ بنانے نیچے آئی تھی۔پہلے وہ بنا کچھ کھائے پیے ہی نکل جاتا تھا۔وہ اگر ٹرے لا کر رکھ بھی دیتی تو وہ ہاتھ نہیں لگاتا۔اب ایسا نہیں تھا۔ابھی بھی اسے کمرے سے نکلتے دیکھ اس نے صرف چائے لانے کو کہا۔

باورچی خانے کی کھڑکی سے اس نے دیکھا پچھلے صحن میں خولہ فون پر بات کر رہی تھی۔ پچھلا دروازہ ذکیہ اور زیتون خالہ ہی استعمال کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ مدرسے کے ملازمین مہینے بھر کا سودا سلف اور روز کا سبزی گوشت وغیرہ پہنچانے کے لیے اس دروازے سے آتے تھے۔ ان سے سامان لینا، ہدایتیں دینا اور بات چیت کرنا زیتون خالہ کا کام تھا۔ وہ لوگ بھی اکثر اوقات سامان سے بھری تھیلی دروازے کے قریب رکھ کر دستک یا زیتون خالہ کو آواز دے کر چلے جاتے۔ پلمبر، الیکٹریشن وغیرہ بھی مدرسے کے ملازم کے ساتھ آتے، زیتون خالہ انھیں مطلوبہ کام کی جگہ لے جاتیں، اپنی نگرانی میں کام کرواتیں اور ملازم کے ساتھ اسی دروازے سے واپس روانہ کر دیتیں۔ اس صحن میں گھر کی خواتین کم ہی نکلتی تھیں۔ اکثر دوپہر میں اس نے خولہ کو ادھر فون پر بات کرتے دیکھا تھا۔ یہ بات اس نے نہ خولہ پر ظاہر کی تھی نہ ہی گھر میں کسی اور کو خبر ہونے دی تھی۔ اتنی صبح اسے وہاں دیکھ کر اسے ذرا تعجب ہوا تھا۔

قسمت سے کون لڑ سکتا ہے؟" صبح صادق کی خاموشی میں خولہ کی دھیمی اور اداس آواز اس تک پہنچ رہی تھی۔ "

www.novelsclubb.com

"اس کے لیے مضبوط خاندان اور سہارا ہونا چاہیے۔ میرا کون ہے غریب ماں، اپاہج بھائی، اپنی سسرال اور بچوں میں الجھی بہنیں۔۔۔۔۔۔اور وہ سب بھی احسان تلے اس قدر دبے ہیں کہ نظر اٹھا کر میری شکل بھی نہیں دیکھتے کہ کچھ جان پائے۔" وہ شاید اپنی سہیلی اور کزن سے بات کر رہی تھی جس کا ذکر وہ کبھی کبھی کرتی تھی۔

"تمھارے لیے کہنا بہت آسان ہے۔"

"یہ ہی میرا ٹھکانہ ہے اور مجھے یہیں مرتے دم تک رہنا ہے۔" دوسری طرف سے کیا کہا گیا کہ وہ ہلکے سے ہنسی۔

"پھر تم ہی بتاؤ کیا کروں؟"

"شوہر قدرداں ہوتا تو میں ایک لفظ شکایت کا زبان پر نہ لاتی۔"

www.novelsclubb.com

"نہیں۔۔۔۔۔اتنا کافی ہے کہ تم سے بات ہو جاتی ہے۔ دل ہلکا ہو جاتا ہے میرا۔"

"کہاں۔۔۔۔۔وہ رات دو بجے آئے تھے۔۔۔۔میں نے پوچھا نہیں۔۔۔۔ضرورت ہی ہر رات کھینچ لاتی ہے۔"

خولہ کی بات جاری تھی۔وہ تھرماس اور کپ ٹرے میں رکھے پلٹی ہی تھی کہ دوازے پر کھڑے ولید کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی۔

ولید کچھ کہتا اس سے پہلے ہی اس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کو کہا اور باہر نکل گئی۔ولید اس کے پیچھے تھا۔

"چائے ہی پینا تھی سوچا کچن سے ہی پی کر نکل جاؤں گا۔"اس نے کچن میں آنے کی وجہ بیان کی۔

ایمن سوچ رہی تھی پتا نہیں ولید نے کیا سنا اور کیا نہیں۔

ہال میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ایمن نے ولید کو وہاں چائے دی اور خود اوپر آ گئی۔اس کمرے میں گھر کی خواتین شاذ ہی جاتی تھی۔ولید بھی جانتا تھا اس لیے اسے روکا نہیں۔

www.novelsclubb.com

وہ خولہ کے لیے دعا کر سکتی تھی اور وہی کرتی رہی۔

لگے بندھے ماحول میں ہلچل نُسیبہ کے لیے آئے رشتے نے مچائی۔جماعت کے کسی معزز اور بڑے فرد کے توسط سے آنے کی وجہ سے یہ پیغام بڑا اہم تھا۔وہ لوگ الہ آباد

کے تھے۔ نُسیبہ کو یہ ہی اعتراض تھا کہ مجھے اتنی دور بھیج رہے ہیں۔ اسی دوری کو لے کر کچھ دن شش و پنج کا ماحول رہا لیکن پھر انھیں ہاں کر دی گئی اور جلد ہی تاریخ بھی طے ہو گئی۔ دین داری کے ساتھ ہی تعلیم یافتہ خاندان تھا۔ ڈاکٹروں اور انجینئروں کے بیچ صرف یہی ایک بیٹا یعنی ارقم کاروبار کرتا تھا۔

"میں کیسے کہوں؟" کمرے کے اندر آتے ہوئے نُسیبہ نے کہا۔

"میں کوشش کرتی ہوں میمونہ بھابھی کو قائل کرنے کی۔" ایمن نے ہاتھ میں پکڑی کتابیں میز پر رکھیں۔ عبدالباسط کو گھر کی خواتین کا دکانوں اور بازاروں میں گھومنا پسند نہ تھا۔ یہ کام سارے گھر کی طرف سے میمونہ بھابھی ہی کرتی تھیں۔

"ویسے میں تمھارے اتنی سیدھی نہیں ہوں۔" نُسیبہ نے پلنگ پر گرتے ہوئے کہا۔ "میرے لیے ویسا جوڑا لائیں بھابھی تو صاف انکار کر دوں گی۔"

"کہنے کی باتیں ہیں۔ ماموں ایک آواز دیں گے اور تم لائن پر آ جاؤ گی۔"

"اس معاملے میں خنساء آپی لکی تھیں۔" نُسیبہ ماضی میں کھو گئی۔

"کتنا اچھا جوڑا لائے تھے وہ نکاح کا اور ولیمے کا بھی، ساتھ میں جیولری، سینڈل سب، سب کچھ ہی شاندار تھا۔"

"اللہ نہ کرے کوئی اور بھی ایسا لکی ہو۔" ایمن اس رشک پر کانپ گئی۔ نُسیبہ کو بھی غلطی کا احساس ہوا۔ کچھ دیر اداس سی خاموشی طاری رہی پھر نُسیبہ نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔

"خنساء آپی کا خیال آتا ہے تو میرا شادی کا دل ہی نہیں کرتا۔"

"ایسا نہ سوچو۔۔۔۔" وہ اس کے قریب پلنگ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"اچھے گمان رکھو، سب کی قسمت ایک سی نہیں ہوتی۔ شادی کا جوڑا اور باقی باتیں اتنے معنی نہیں رکھتیں اس لیے ان کو سر پر سوار نہ کرو۔ دعا کرو کہ گھر اور لوگ اچھے ہوں، دین پر عمل کرنے والے ہوں۔" وہ اس کا ذہن خنساء سے ہٹانا چاہتی تھی۔

"ہممم۔۔۔۔۔ ویسے سچ کہتے ہیں سب کو سب کچھ نہیں ملتا۔ اب دیکھو نا آپی کی شادی میں سب کچھ آئیڈیل تھا لیکن اس کی ازدواجی زندگی آئیڈیل سے کوسوں دور اور

تمھاری شادی میں تو ایک چیز، ایک بات ڈھنگ کی نہ تھی لیکن تمھاری اور بھائی کی زندگی کتنی پرفیکٹ ہے۔"

"الحمداللہ!" لمحے کا بھی وقت نہیں لگا تھا اسے کہنے میں اور بالکنی میں لیپ ٹاپ پر چلتی ولید کی انگلیاں تھم گئیں۔ایمن کو خبر ہی نہ تھی اس کے یہ دو الفاظ کسی کو اپنے محاسبے پر مجبور کر گئے ہیں۔

"ویسے تمھاری شادی آناً فاناً ہوئی تھی ورنہ تو ولی بھائی اکیلے ہی اتنی زبردست شاپنگ کرتے نا تمھاری کہ سب دیکھتے رہ جاتے!" اس کی بات پر ایمن بس مسکرا سکی۔

"مجھے تو شاید نہ لے جائیں ساتھ لیکن تم تو جا سکتی ہو میمونہ بھابھی کے ساتھ۔۔۔۔اچھا اچھا لینا سب۔"

www.novelsclubb.com

"میں کہوں گی ان سے کہ تمھیں بھی ساتھ لے لیں۔مان جائیں دعا کرو۔"

"مجھے ساتھ لے بھی گئیں تو یہاں گنتی کی تو دکانیں ہیں۔"

"توبہ! چاہتی کیا ہو تم؟"

"مدرسے میں جو نئی استانی آئی ہیں ناوہ آن لائن شاپنگ کرتی ہیں۔ میں بتاتی ہوں تمھیں فون میں رکو، ہم بھی وہاں دیکھتے ہیں۔" وہ جوش میں اٹھ بیٹھی۔

"میں نے ان کے بتائے ایپ ڈاؤن لوڈ کیے ہیں۔"

"واہ! تم تو خوب کمربستہ ہو اپنی شادی کی تیاری کے لیے۔۔۔۔۔اچھی بات ہے۔"

ولید پردہ ہٹا کر اندر آیا۔ وہ دونوں گنگ رہ گئیں۔

غلط بات ہے بھائی! آپ کو اپنی موجودگی سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا۔" ذرا دیر بعد نُسیبہ " نے سنبھل کر کہا۔

"تم دونوں اس اسپیڈ سے شروع ہوئیں کہ ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں لگا۔" اس نے لیپ ٹاپ میز پر رکھا اور ان دونوں کی طرف مڑا۔

"تمھاری شاپنگ کی ذمہ داری میری۔ تم تیاری کرو میں بڑی امّاں یا ابّا سے اجازت لے کر آتا ہوں۔"

وہ دروازے کے قریب پہنچ کر پلٹا اور ایمن کو مخاطب کیا۔

"تم بھی۔"

"اچھا ہی ہوا بھائی نے سب سن لیا۔" نُسیبہ اس کے گلے میں بانہیں ڈال کر ہنسی۔

بڑی امّاں اور زلیخا کے پاس اس وقت میمونہ بھابھی بھی موجود تھیں۔

"یہ اچھا رہے گا بڑی امّاں۔ مدرسے میں امتحانوں کی وجہ سے مجھے بھی اتنا وقت نہیں ہے کہ ساری خریداری ہو سکے۔ ہم یہاں سے زیور وغیرہ دیکھ لیں گے، نُسیبہ کو ولید کے ساتھ جانے دیں۔ پھر وہ شہری، پڑھے لکھے لوگ ہیں، یہاں ان کے معیار کی چیزیں ملنا مشکل ہے۔ ولید کو بڑے شہر والوں کی پسند کی سمجھ بھی ہو گی۔"

"ہم تینوں ابھی نکل جاتے ہیں، اگر آج کام پورا نہ ہوا تو ہم میرے فلیٹ پر رک جائیں گے۔"

www.novelsclubb.com

"تینوں کون؟"

"نُسیبہ، ایمن اور میں۔" کوئی کچھ کہتا اس سے پہلے ہی وہ کمرے سے نکل گیا۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں خریداری کے لیے نکل گئے۔ ولید ان دونوں کو سیدھا شاپنگ مال لے کر آیا تھا جہاں انھیں ان کی مطلوبہ تمام چیزیں ملنے کا امکان تھا۔

"صرف نُسیبہ نہیں تم بھی اپنے لیے شادی کی شاپنگ کر لینا۔" مال میں داخل ہوتے ہوئے اس نے ایمن سے کہا تھا۔

انھوں نے سب سے پہلے برائیڈل بوتیک سے نُسیبہ کا شادی جوڑا خریدا۔

نُسیبہ کو سنہری اور سرخ پسند آیا تھا لیکن ایمن کا دل پیچ کلر کے گاؤن میں اٹک گیا تھا۔

"ان دونوں میں سے بتاؤ کون سا زیادہ خوبصورت ہے، بلکہ یہ بتاؤ ان دونوں میں سے مجھ پر کون سا سوٹ کرے گا۔"

"تمھیں یہ پیچ نہیں پسند؟"

" نہیں وہ بہت سادہ ہے دلہن کے کام کا نہیں۔"

"اچھا پھر یہ ریڈ بہتر ہے۔" اس نے پیچ کلر کے گاؤن پر ہاتھ پھیر کر ایک طرف سے رکھ دیا۔

" تو یہ فائنل۔"

www.novelsclubb.com

دلہن کا لہنگا الٹریشن کے لیے چھوڑ کر بقیہ جوڑے، سینڈل، جوتے، چوڑی، زیور، پرس خریدتے خریدتے رات ہو گئی۔ ڈھیر ساری تھیلیاں سنبھالتے اور چل چل کر وہ بے تحاشہ تھک گئی تھیں۔ دوپہر کا کھانا بھی انھوں نے فوڈ کورٹ میں کھایا تھا۔

" اب گھر چلیں بھائی۔ ہو گیا سب۔" نُسیبہ نے کہا۔

"تم دونوں کار میں انتظار کرو میں الٹریشن والے کپڑے لے آتا ہوں۔" ولید نے کار کی چابی ایمن کو دیتے ہوئے کہا۔

"ارے! وہ تو ذہن سے ہی نکل گیا تھا۔" نُسیبہ کی آنکھیں پھیل گئیں یہ سوچ کر کہ اگر ولید کو یاد نہ آتا تو؟

"کار تو پوری سامان سے ہی بھر گئی۔" نُسیبہ نے اگلی اور پچھلی سیٹ پر دھرے سامان کو دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہمیں باقی سب کے لیے بھی کچھ لینا چاہیے تھا۔"

"چوڑیاں لیں تو سب کے لیے اور لڑکیوں کی جیولری، لڑکوں کے کرتے بھی۔ تم تو میرے بھائی کو دیوالیہ کر دوں گی۔"

"وہ تو ہو چکا۔" وہ کار میں چاروں طرف نظر گھما کر ہنسی۔

"ہائے سچ ایمن! میں نے کچھ زیادہ ہی خرچا کروا دیا۔"

"بڑی جلدی خیال آ گیا۔"

"آج تو تم پکی بھابھی لگ رہی ہو پہلی بار۔" اس کی بات پر ایمن کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔

"بہت تھک گئی میں تو۔" ایمن نے چپل سے پیر نکال کر سیٹ پر رکھے۔

"ہم پہلی بار نکلے ہیں نہ اس لیے۔ تھک تو میں بھی بہت گئی ہوں۔"

"عشاء بھی یہیں پڑھ لیتے تو اچھا تھا۔" مال کی پہلی منزل پر ایک چھوٹا سا کمرہ نماز کے لیے مخصوص تھا انھوں نے وہیں نمازیں ادا کی تھیں۔

"ہاں۔۔ لیکن مجھے تو ابھی بہت بھوک لگی ہے۔"

تبھی ولید آ گیا۔

"بھائی مجھے بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو لے آئیں ناں۔"

"اوکے، لاتا ہوں۔" وہ تھیلیاں انھیں پکڑا کر واپس چلا گیا۔

"ہم نے یہ تو نہیں لیا تھا۔۔۔۔" کاغذ کی تھیلیوں میں جھانک کر دیکھ رہی نُسیبہ نے تھیلی کا منہ کھول کر اس کے آگے کیا۔ وہ وہی پیچ کلر کا گاؤن تھا۔ "تمھیں بہت پسند آیا تھا، تم نے لیا؟"

"نہیں۔۔۔۔۔۔ یہ بہت مہنگا تھا۔"

"ہائے۔۔۔۔ یہ دکان والے تو لوٹتے ہیں، زبردستی بھائی سے اس کے پیسے لیے ہوں گے۔"

کچھ دیر بعد ولید سینڈوچز، چپس اور جوس لے کر آیا تو نُسیبہ نے دکان والوں کی دھاندلی بیان کی۔

"وہ ایمن کے لیے ہے۔" اس نے مصروف انداز میں کھانے کی اشیاء ایمن کو تھماتے ہوئے کہا۔

"اوہو۔۔۔۔۔!" اس نے ایمن کو دیکھ کر آنکھیں نچائیں۔

"بہت بھوک لگی تھی نا تمھیں، کھاؤ اب۔" ایمن نے اس کے ہاتھ سے وہ تھیلی لے کر اسے سینڈوچ تھمایا۔

"کچھ اور باقی ہے یا گھر چلیں؟"

"گھر چلیں۔" جواب ایمن نے دیا۔

"آپ کا فلیٹ بھی دکھا دیتے بھائی۔"

"وہ یہاں سے کافی دور ہے شہر کے دوسرے سرے پر، پھر کبھی۔" وہ مسکرایا۔

ایمن بڑے حسین احساسات میں گھری سارا راستہ خاموش ہی رہی۔

ان کی خریداری دیکھ کر سُمیکہ نے آفیشیل ناراضی اور شکایت درج کرائی کہ یہ سہولت اسے کیوں نہیں؟ باقی سب اپنا سامان دیکھ کر خوش ہوئے تھے۔ فاطمہ، شیما اور فارعہ اپنے سامان سے زیادہ دلہن کے کپڑے دیکھ کر پرجوش تھیں کہ ایک دن انھیں بھی یہی سب کچھ پہننے ملے گا۔

www.novelsclubb.com

" اللہ نے چاہا تو تمھیں ان سب سے بھی بہت بہتر ملے گا انشاءاللہ۔"

"ایمن چاچی آپ کی شادی میں تو نہیں تھے آپ کے پاس اتنے کپڑے چوڑیاں جوتے؟" شیما نے کہا۔

"خنساء پھوپھو کی شادی میں بھی اتنا سب سامان تھا۔" شیما کو سب یاد تھا۔

"چاچو کی شادی فٹافٹ ہوئی تھی اس لیے وقت نہیں تھا اتنی تیاری کا۔" فاطمہ نے جواب دیا۔

" کیوں فٹافٹ ہوئی تھی شادی؟"

"چلو اب یہ سب سامان لے کر جاؤ اور شادی تک سنبھال کر رکھو۔" ایمن نے ان کے ہار، ائیر نگ، چوڑیاں، ہیر بینڈ، کلپ، اور دیگر سامان اٹھا کر انھیں پکڑایا ورنہ ان کے سوال ختم ہونے والے نہ تھے۔

شادی کا دن بھی آن پہنچا۔ برات بہت مختصر تھی۔ نکاح مسجد میں ہوا۔ ان لوگوں نے اپنے یہاں ولیمے کا اہتمام بڑے پیمانے پر کیا تھا اور یہاں رسموں اور تکلفات کے لیے منع کر دیا تھا۔ مہمان تو زیادہ نہیں تھے لیکن زلیخا کا خاندان ہی کافی بڑا تھا۔ اوپر نیچے کے بیسوں چکر کاٹ کر وہ بہت تھک گئی تھی۔ رات کا کھانا ہو جانے کے بعد مہمان جانے لگے تھے۔ وہ کپڑے تبدیل کرنے کمرے میں آئی۔ رخصتی میں وقت تھا اور اس سے پہلے وہ کپڑے تبدیل کرنا چاہ رہی تھی۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے اس کا دل

www.novelsclubb.com

نہیں کیا کہ منہ دھوئے یا کپڑے بدلے۔ مدرسے میں نُسیبہ کی طالبہ کی کزن بیوٹیو شین تھی۔ نُسیبہ کے میک اپ کے بعد اس نے باقیوں کا بھی میک اپ کیا تھا۔ کاجل، مسکارا اور لائنر سے سجی آنکھیں، درمیانے سائز کی چاند بالیاں، مہندی سے رچے ہاتھوں میں ڈھیر ساری چوڑیاں اور وہی پیچ کلر کا گاؤن! ایک نظر ولید اسے دیکھ لے، اس کی یہ خواہش ایسی غلط بھی نہ تھی۔ فی الحال اس کے کمرے میں آنے کا کوئی امکان نہ تھا اور رات میں بھی جانے وہ کب آتا۔ اس کے انتظار میں اس حلیے میں گھومنا بھی مشکل تھا۔ وہ ایسے بھاری لباس اور زیورات کی عادی نہ تھی اس لیے اب اسے یہ سب نکالنے کی جلدی تھی۔ اس نے سر پر جما دوپٹہ گرایا اور ہاں نہ کرتے ہوئے الماری سے کپڑے نکال کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ جھک کر پیروں سے سینڈل نکال رہی تھی کہ ولید اندر آیا۔ وہ جو اسے اپنا یہ روپ دکھانا چاہتی تھی اسے سامنے دیکھ کر نروس ہو گئی۔ ولید آگے آکر پلنگ پر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"آپ اندر کیسے آگئے؟" وہ کریم کلر کے کرتے شلوار میں تھا۔ ایمن کو اپنے نکاح کے دن والا ولید یاد آگیا۔ فرق اتنا تھا کہ تب اس کی داڑھی نہیں تھی۔ اندر سرگوشی ابھری کہ فرق تو اور بھی بہت ہے۔

"اس طرف کوئی نہیں تھا سیڑھیاں اور راہداری خالی نظر آئی تو چلا آیا۔" وہ اسے دیکھتا رہا، کچھ دیر ٹھہرا پھر بات مکمل کی۔

"دراصل میں نے فاطمہ سے پوچھا کہ تم کہاں ہو، اس نے بتایا تم کمرے میں ہو اس لیے چلا آیا۔" اس کے اپنے جذبات، ولید کے بات، یہ قربت اور اس کی آنکھوں سے چھلکتا نیا رنگ، ایمن کا سر جھک گیا۔

"میں نے تمھیں نیچے دیکھا تھا اور اس وقت نہیں کہہ پایا اس لیے یہ کہنے آیا ہوں کہ تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔" اس کا لہجہ سادہ تھا جس سے کچھ بھی اخذ کرنا مشکل تھا۔

"میں شاید تمھیں ایمن ولید کی طرح دیکھنے لگا ہوں۔" یہ مختصر جملہ اس کے لیے کتنی بڑی خوشی تھی، اسے اندازہ نہیں تھا۔ ایمن نے ہمت کر کے سر اٹھایا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس وقت ایمانداری اور نرمی تھی، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

"تم بہت تھک گئی ہو۔" اس نے اس کی بل دار لٹ پیچھے کی۔

"بہت۔۔۔۔۔"

"سو جاؤ کچھ دیر۔"

"ابھی کہاں۔۔۔۔۔رخصتی کے بعد ہی سو پاؤں گی۔"

"اس میں ابھی وقت ہے، تب تک آرام کر لو۔"

"ایک بار لیٹی تو پھر اٹھنا مشکل ہے۔"

"تو لیٹو نہیں، یہاں سر ٹکا لو۔" اس کے اپنے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

ایمن نے چند پل اسے دیکھا اور پھر سر ٹکا دیا۔ ان کے قد میں بہت فرق تھا۔ ایمن کا سر اس کے شانے پر نہیں بازو پر تھا۔

"نُسیبہ کے جانے کے بعد تمھیں سب سے زیادہ اس کی کمی محسوس ہو گی۔" کچھ دیر بعد ولید نے کہنا شروع کیا۔ "تم بچوں میں زیادہ مصروف رہتی ہو لیکن سہیلی تو تمھاری نُسیبہ ہی ہے۔ وہ دور بھی بہت ہے، یہاں جلدی آنا مشکل ہو گا، تم اس سے رابطے میں رہنا۔۔۔۔" اسے کچھ یاد آیا۔

"تمھارے پاس فون کون سا ہے؟ ہے بھی یا نہیں میں نے کبھی دیکھا نہیں۔۔۔"

اس نے سر جھکا کر ایمن کو دیکھا۔ وہ سو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ زیادہ ہی تھک گئی ہے۔" اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے ولید نے سوچا۔ تبھی ایمن کا سر لڑھکا، ولید نے فوراً سنبھالا۔ اب اس کا سر ولید کے سینے پر تھا لیکن وہ جاگی نہیں تھی۔ ولید کچھ وقت ہو نہی بیٹھا رہا پھر اٹھا اور ایمن کے سر کے نیچے تکیہ رکھ کر اسے لٹا دیا۔ پلنگ سے نیچے لٹک رہے پیر اوپر بستر پر رکھے اور خود بالکنی میں چلا گیا۔ پھر کچھ خیال آیا تو وہ سیاہ ڈائری ڈھونڈنے واپس کمرے میں آیا۔ اس حرکت کے غیر اخلاقی ہونے کا خیال ہوتے ہوئے بھی وہ خود کو روک نہیں سکا۔ بالکنی کی کرسی پر بیٹھا وہ رات رانی کی خوشبو کے ساتھ ڈائری سے جذبات کی خوشبو بھی محسوس کر رہا تھا اور اس کے دل پر بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔

تم بن مانگے ملے ہو اور اب میں

مانگتی ہوں تمھیں خدا سے بہت

اس نے صفحہ پلٹا۔

یہ تو ازل سے طے تھا

www.novelsclubb.com

کہ تجھے لوٹ جانا ہے

اور یہ عارضی رفاقت

ہم سے چھوٹ جانی ہے

مگر جب وقت آیا تو

ساری طے اور یقینی باتوں کے باوجود

یہ آرزو جاگی

کہ کوئی معجزہ ہو

تو میرا ہے

یہ فیصلہ ہو اور

تجھے بھی اس معجزے کی آرزو ہو !

"کیا ایسا معجزہ ممکن ہے؟"اس نے سوچا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے کہاں لوٹنا ہے اب؟"

اس نے کئی صفحے ایک ساتھ پلٹے۔

ایک دن

تم ہاتھ چھڑا کر چل دو گے

اور کہہ دو گے یہ تو طے تھا

پھر تم نے خواب کا کنکر

نیند کی جھیل میں پھینکا کیوں؟

فضائے بسیط میں اڑتے آس کے پنچھی کو

اپنی کھڑکی میں دانہ ڈالا کیوں؟

آسمانِ ذات میں تمناؤں کے ابر پھیلائے کیوں؟

ہجر کی زمیں پہ تخمِ محبت سینچے کیوں؟

جواب دینے سے پہلے

تب میں بھی تم سے پوچھوں گی

وہ نظر، جس نے دل پہ دستک دی

مجھ پر ڈالی کیوں؟

اپنی حدت سے مجھے آشنائی بخشی کیوں؟

تمھیں خبر کیوں نہیں

کہ اس لمس سے جنمے جگنوؤں نے

مجھے یوں منور کر دیا ہے کہ اب میں

خود کو چھپا نہیں سکتی

اور مجھ سے پھوٹتی روشنی

ہر سو تمھارا نام لکھتی ہے

محبت ساتھ لکھتی ہے۔

www.novelsclubb.com

ولید نے ڈائری بند کر دی۔

"محبت سب کے لیے درد ہی کیوں ہے؟"

وہ جانے کتنی دیر تک سوتی رہی۔ولید کے پکارنے پر جاگی۔

"ایمن!"اس نے آنکھیں کھولیں۔"رخصتی کا وقت ہو گیا ہے۔اٹھ جاؤ۔"وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"کیا وقت ہوا ہے۔۔۔۔یااللہ!سب کیا کہیں گے۔"اسے نئی فکر لاحق ہوئی۔

"میں کیسے سچ میں سو گئی؟"اس نے پیر نیچے کیے۔

"اس لیے کہ تم سچ میں تھکی ہوئی تھی۔"وہ آئینے سے سامنے آئی اور بال درست کر کے سر پر دوپٹا جمایا۔اب کپڑے تبدیل کرنے کا وقت کہاں تھا۔وہ سینڈل پہنے پلنگ کے پاس آئی۔

"سب کیا سوچیں گے؟"اسے یہی خیال ستا اور ڈرا رہا تھا۔

"آرام سے۔۔۔۔۔۔"اسے اتنی عجلت کرتے دیکھ ولید نے کہا۔

"زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے۔"اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔

"آپ تب سے یہیں تھے؟"

"ہمم۔اچھا ہوا تم نے لپ اسٹک نہیں لگائی تھی۔"کرتے کا معائنہ کرتے اور ہاتھ سے سلوٹیں مٹاتے ہوئے ولید نے کہا اور وہ جم گئی۔

بیوٹیشین کے اصرار کے باوجود اس نے لپ اسٹک نہیں لگائی تھی۔اِلحان کی تھمائی لپ اسٹک سے اس کی ہتھیلی اب تک جلتی تھی اور وہ ہونٹ نہیں جلانا چاہتی تھی۔

"ورنہ نیند میں تم نے میرے کرتے پر نشان چھوڑے ہوتے۔"لپ اسٹک کا ذکر نہ ہوا ہوتا تو وہ ولید کی اس بات پر اپنا دل سنبھال رہی ہوتی لیکن اس وقت وہ دھیرے دھیرے سے سینڈل پہن کر کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں؟"ولید اس کی سمت مڑا۔

"ہوں۔"اس کے چہرے پر پھیلی اداسی کو ولید نے نُسیبہ کی رخصتی سے جوڑا۔

ان دونوں کو سیڑھیوں سے ایک ساتھ اترتا دیکھ سُمیکہ کو بہت غصہ آیا۔

"بھرے گھر میں بھی انھیں کمرے میں ایک ساتھ وقت گزارنے کی فرصت ہے، ہو نہہ۔" وہ طوفانی عشق کی قائل تھی اور حارث باپ کی دی گئی ذمہ داریوں کی طرف مائل۔ آج جس نے بھی اسے دیکھا اس کی تعریف کی تھی لیکن حارث نے ایک لفظ نہیں کہا تھا۔ ایسے موقعوں پر وہ شکایت کرتی تو حارث فوراً معافی مانگ کر وہی جملہ کہہ دیتا ہے جو اسے سننے کی خواہش ہوتی لیکن جذبات کی حدت و شدت سے عاری صرف خانہ پوری کے لیے۔ پہلے وہ اس سادگی پر ہنس دیتی یا کبھی جھنجھلا جاتی تھی لیکن اب ولید اور ایمن کو دیکھ کر اسے بہت غصہ آنے لگا تھا۔ پہلے وہ اپنا اور حارث کا موازنہ رافع اور خولہ سے کرتی تھی لیکن اب ولید اور ایمن سے۔

نُسیبہ کی شادی کے لیے آفس سے لی چھٹیاں اب ختم ہو گئی تھیں۔ آج اسے پونہ جانا تھا۔ وہ ضروری چیزیں بیگ میں رکھ رہا تھا کہ پھر میز پر ایمن کی ڈائری دیکھ کر وہ خود کو روک نہ سکا۔ دو چار صفحے پلٹنے کے بعد وہ رک گیا۔

کیسے پہنوں میں یہ رنگ جس کو دیکھتے ہی

تری گم گشتہ تمنا تجھے بے رنگ کر دے

www.novelsclubb.com

شعر پڑھتے ہی اسے ایمن کے مصنوعی رنگ سے بے نیاز ہونٹ یاد آگئے، ساتھ ہی اپنا جملہ اور اس کی اداسی بھی۔ اب تک اس کے ذہن سے محو اس رات کی تفصیل کا وہ حصہ شعر پڑھتے ہی زندہ ہوا تھا جس میں اِلحان نے اسے اپنی سرخ لپ اسٹک دی تھی۔

ڈائری بند کر کے جگہ پر واپس رکھتے ہوئے اس دن ایمن کے چہرے والی اداسی ولید کے چہرے پر در آئی تھی۔

نُسیبہ کے جانے کے بعد ایک بار پھر اس نے مدرسے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں لیکن اب پچھلی وجوہات کے ساتھ خاندان آگے بڑھانے کی ذمہ داری بھی اس کی ہے یہ کہہ کر اسے منع کر دیا گیا۔ اگلے ہفتے ولید آیا تو اس کے لیے نیا سمارٹ فون لے کر آیا تھا۔ نُسیبہ کا اور اپنا نمبر اس نے خود فون میں محفوظ کیا۔

www.novelsclubb.com

جانے کس طرح دارِم کے ہاتھ بڑی امّاں کی دعاؤں والی کتاب لگ گئی اور اس نے کتاب کے چند ورق پھاڑ ڈالے۔ بڑی امّاں نے دارِم کو رنگے ہاتھوں پکڑتے ہی ایک چانٹا تو مار ہی لیا تھا لیکن ان کا غصہ دس منٹ تک خولہ کو باتیں سنانے کے بعد ہی ذرا کم

ہوا۔رات میں رافع کو بھی ماں کی تربیت کی کمی اور بیٹے کی نالائقی گوش گزار کرائی گئی۔ جس پر انھوں نے دارِم کو تو بخش دیا لیکن اس باران کے کمرے سے باہر آتی اونچی آواز ایمن نے بھی سنی تھی۔اسے خولہ پر بہت ترس آیا اور باقی سب پر اتنا ہی غصہ۔

وہ باورچی خانے میں آئی تو خولہ صحن میں فون پر بات کر رہی تھی۔

"شاید وہ ضرورت اب کہیں اور پوری ہو جاتی ہے، پہلے میری شادی میں محبت اپنائیت نہیں تھی اب خیانت بھی شامل ہو گئی۔۔۔۔۔"اس نے کچھ دیر رک کر ادھر کی بات سنی جو شاید تسلیاں تھیں۔

"مجھے بس انسان سمجھا جائے۔۔۔۔۔احساسات اور جذبات رکھنے والی عورت۔"

"تمھاری طرح میں بھی یہی مانتی تھی کہ جانور اور انسان کا فرق احساس کا ہے لیکن اب لگتا ہے جانور احساس کر لیتے ہیں انسان نہیں کرتے۔"

"میں نہیں جانتی محبت سے چھونا کیسا محسوس ہوتا ہے، کوئی فکر یا پرواکرے تو کیسا لگتا ہے۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"اور یہ سب نیکی کے نام پر۔۔۔۔۔۔۔" وہ ہنسی تو اس میں نیم سی کڑواہٹ تھی۔

اچانک ایمن کو رونا آ گیا۔ وہ پلٹی تو پھر دروازے میں ولید کھڑا تھا، جانے کب سے۔

نوفل بھائی کو پونہ میں کچھ کام تھا اور ان کی گاڑی ریپیر کے لیے گیراج میں تھی اس لیے وہ ولید کے ساتھ جا رہے تھے۔ ان کی وجہ سے ولید بھی آج جلدی جا رہا تھا۔ اسے اپنا گرے شرٹ نہیں مل رہا تھا جو لے جانا ضروری تھا۔ ایمن فون کمرے میں ہی چھوڑ گئی تھی۔ وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے نیچے آیا تھا۔

وہ آنکھیں رگڑتی دروازے تک آئی۔

"کوئی کام تھا؟"

"میرا گرے شرٹ نہیں مل رہا۔"

www.novelsclubb.com

"آئیں، دیتی ہوں۔" وہ آگے بڑھی تو ولید بھی اس کے پیچھے اوپر آیا۔

اس نے بنا کچھ کہے الماری سے اس کا شرٹ نکال کر دے دیا۔ وہ اپنا سامان بیگ میں رکھ رہا تھا اور وہ بالکنی کے پاس کھڑی تھی۔

"خنساء آپی کہتے کہتے چلی گئی۔۔۔۔" وہ اچانک ہی کہنے لگی۔

"میں سمجھتی تھی سُمیکہ بھابھی کا کوئی مسئلہ نہیں لیکن ایسا نہیں ہے، وہ چھپا لیتی ہیں اور خولہ بھابھی۔۔۔۔ایسا کیوں ہے؟" وہ بیگ پیک چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"کوئی احترام اور اعتبار کے لیے تڑپ رہا تھا، کسی کو وقت اور ساتھ کی کمی کا گلہ ہے تو خولہ بھابھی۔۔۔۔۔انھیں تین بچوں کے بعد بھی ایک پل محبت اور اپنائیت کا میسر نہیں۔۔۔۔۔۔اور ان سب کی وجہ۔۔۔۔۔؟ کیا گھر میں کسی کو نظر نہیں آتا؟ جنھیں مسئلہ ہے وہ خود کیوں نہیں حل کر لیتے ہیں؟ شریعت کے مطابق ہی حل کر لیں۔ خنساء آپی نے تو کوشش کی تھی لیکن کسی نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ یہاں سب سہہ کیوں رہے ہیں؟ جھوٹے نام اور شان و شوکت کے لیے؟ یہاں شادیاں اور رشتے محبت کے لیے بنائے ہی نہیں گئے، یہ سب فائدے کے لیے بنے ہیں، دنیا کے لیے وجود میں آئے ہیں، جب نیت ہی یہ ہو گی تو ان تعلقات سے کچھ اچھا کیسے حاصل ہو گا؟ جنھوں نے یہ رشتے جوڑے انھیں نام شہرت اور کاروباری فائدے مل گئے ہیں، ان کے لیے تو یہ کامیاب رہے ہیں۔ یہ تعلق جو والدین اور اولاد کے بعد سب سے خوبصورت ہونا چاہیے وہ اس گھر میں اکثر کے لیے خوبصورت کیوں نہیں ہے؟ خولہ بھابھی نے ایک بار کہا تھا جس شادی میں محبت نہ ہو وہ رشتہ بہت بدصورت ہوتا ہے۔ کیا ہمارا بھی یہی

www.novelsclubb.com

حال ہو گا؟ کیا ہمارا رشتہ بھی بد صورت ہے؟ کیا یہ ایسا ہی رہے گا؟ ہم بھی ایسے ہی رہیں گے؟ مجھے تو کسی کی بد دعائیں بھی ملی ہیں۔۔۔۔۔۔"

وہ اس کے برابر آن کر کھڑا ہوا۔

"ہمارا رشتہ بد صورت نہیں، ہم اسے بننے نہیں دیں گے۔" ایمن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم نے کہا تھا میں اس کمرے میں گھٹن نہ بھروں، تو ایسا ہی ہو گا، یہاں ہم ایک دوسرے کے لیے ہمیشہ موجود رہیں گے۔ میری مشکل میں تم نے مجھے رونے کے لیے اپنا شانہ دیا تھا اور۔۔۔۔۔" ولید نے اس کے پیچھے اپنا ہاتھ پھیلا کر اسے خود سے قریب کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم جب چاہو یہاں سر رکھ کر اپنے دل کا حال کہہ سکتی ہو، باقی سب کا پتہ نہیں لیکن ہماری نیت تو نیک تھی، تمھاری تو بالکل خالص۔۔۔۔۔۔ تم نے نُسیبہ کے ساتھ ساتھ اول دن سے ہی میرے لیے بھی آسانیاں سوچ رکھی تھی۔" وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

پردے کی اوٹ سے ڈوبتے سورج کی کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔اس کے براون لہروں والے بال اور گھنتیٔ آنکھوں کا پانی چمک رہا تھا۔حزن کے ساتھ اس کے چہرے پر ولید کی بات سن کر تشکر بھی جھلکنے لگا۔کوئی جذبہ انگڑائی لے کر بیدار ہوا، کوئی شعلہ سا لپکا تھا۔اس تپش کا ہی اثر تھا کہ یہ ارتکاز توڑنے کے لیے ایمن نے گردن جھکانی چاہی لیکن ولید نے دوسرے ہاتھ سے وہیں اس کا چہرہ روک لیا۔یہ بے اختیاری تھی یا اپنے استحقاق کا احساس،اس نے خود کو اس کے چہرے پر جھکنے سے روکا نہیں۔

باہمی جذبات اور احساسات کے حلقوں سے بنی وہ زنجیر ہی اس تعلق کو معتبر کرتی ہے جس کے ایک سرے پر ہوئی جنبش دوسرے کو قریب کھینچ لاتی ہے۔ایمن کے گرد ولید کا حصار اس زنجیر کا پہلا حلقہ تھا۔تبھی دروازے پر بڑی بے وقت دستک ہوئی۔

www.novelsclubb.com

دوسری اور پھر تیسری دستک پر اس نے اپنا سر اٹھایا، پھر ایمن کے چہرے سے اپنا ہاتھ اور پھر اس کے گرد سے اپنا بازو ہٹایا۔

"میں دیکھتا ہوں۔"اس کی آواز ایمن بمشکل سن سکی تھی۔وہ دروازے کی طرف گیا اور ایمن اپنی جگہ بت بنی کھڑی رہی۔

دروازے پر اُسید تھا۔

"بڑے ابّا کہہ رہے ہیں دیر ہو رہی ہے جلدی آئیں۔" ولید نے پیچھے آکر اپنا بیگ اٹھایا، بالکنی کے قریب کھڑی ایمن کی پشت کو دیکھا اور کچھ کہے بغیر باہر چلا گیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز آتے ہی اس کی رکی سانسیں بحال ہوئی۔ اسے خولہ کی سنی بات یاد آگئی۔

"جذبات کا ریلا ہو یا ضرورت کی انتہا، میں نے کبھی اپنے شوہر کا نرمی، اپنائیت، فکر، احساس بھرا لمس محسوس ہی نہیں کیا۔ عورت نرمی سے قدموں میں بکھر جاتی ہے یہ سچ انھیں پتہ ہی نہیں۔"

پہلے مقام پر ہی اسے خولہ کی بات پر کوئی شک نہ رہا۔

---

www.novelsclubb.com

وہ عموماً عشاء تک آجاتا تھا اگر دیر ہو تو نو بجے تک لیکن اب ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے اور وہ نہیں آیا تھا۔ سارا ہفتہ وہ اس دن کو سوچتی رہی تھی کہ وہ آئے گا تو کیا ہوگا؟ وہ کیسے سامنا کرے گی؟ ولید کیا کہے گا؟ اب کیا؟ آج صبح سے ہر آہٹ پر اس کا دل کبھی تھم رہا تھا تو کبھی بے قابو ہو رہا تھا اور اب مایوس اور افسردہ۔

"انھیں افسوس ہو رہا ہے؟"

"وہ شرمندہ ہیں؟"

"کیا وہ پچھتا رہے ہیں؟"

اس نے بالکنی کا دروازہ کھول دیا۔ کمرے میں نائٹ بلب کی ہلکی روشنی تھی اس لیے وہ آزادی سے یہاں کھڑی رہ سکتی تھی۔ ولید کی کار جہاں کھڑی رہتی وہ جگہ خالی تھی۔

"اور انھوں نے اس کا حل یہ سوچا ہے کہ میری شکل ہی نہ دیکھی جائے۔"

اچانک ہی تیز ہوا کے ساتھ بارش شروع ہو گئی۔ اندر بھی بوچھار آنے لگی تو اس نے دروازہ بند کیا۔ تیز ہواؤں کی وجہ سے وہ بھی بھیگ گئی تھی۔ اسے یاد آیا کہ شام میں چٹائی چھت پر ہی رہ گئی تھی۔ وہ اوپر جانے کے ارادے سے پلٹی تبھی دروازہ کھول کر ولید اندر آیا۔

www.novelsclubb.com

ایک رات وہ گیا تھا جہاں بات روک کے

اب تک رکا ہوا ہوں وہیں رات روک کے [فرحت احساس]

وہ اسی جگہ کھڑی تھی بس اس کا رخ ولید کی سمت تھا۔

"کار تو نہیں ہے باہر پھر۔۔۔۔۔۔۔۔؟"اس کی زبان سے بے اختیار پھسلا۔

"کار خراب ہو گئی تھی ورکشاپ میں ہے۔میں بس سے آیا ہوں۔"اس نے آگے آکر بیگ پیک کندھے سے اتار کر کرسی پر رکھا۔وہ سر ہلا کر اس کے بازو سے گزر کر جانے لگی تھی کہ ولید نے کلائی تھام کر اسے روکا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

" اوو۔۔۔۔۔۔اوپر، چھت پر چٹائی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔بھیگ جائے گی۔"

"بھیگنے دو۔"ولید نے کھینچ کر اسے اپنے سامنے کیا۔وہ گھبرائی سی تھی اور ولید سنجیدہ۔

"تم نے کہا تھا بنا محبت کے یہ تعلق بد صورت ہے، میں نے کہا تھا ہم اسے ایسا نہیں بنائیں گے۔۔۔۔۔"وہ بہت الجھا سا تھا۔

"میں نہیں جانتا یہ کیا ہے لیکن آج مجھے۔۔۔۔۔۔"ولید نے اس کی کلائی سے اپنا ہاتھ نیچے سرکایا اور اس کی ہتھیلی تھام کر اپنے گال پر رکھی۔

www.novelsclubb.com

"۔۔۔۔۔۔اس لمس کی خواہش کھینچ لائی ہے، تم میری ہمراز ہو، میرا دل، میری محبت جانتی ہو۔۔۔۔۔۔اب مجھے بتاؤ کہ ہم اس رشتے کو بدصورت ہونے سے کیسے بچائیں؟"

سچائی، کشمکش اور مشکل وہ سب اس کے آگے رکھ چکا تھا۔ایمن کو برا لگا کہ اس دن کی اس کی باتوں نے ولید کو امتحان میں ڈالا ہوا ہے۔ضرورت اور طلب کے اس تعلق کو وہ نام خولہ نے دیا تھا لیکن مان تو وہ بھی چکی تھی۔اسے خوبصورت بنانا اس کے بس میں نہ تھا لیکن وہ اسے بدصورت ہونے سے روک سکتی تھی۔اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"کہیں یہ تعلق بدصورت نہ ہو جائے، یہ فکر ہی اسے خوبصورت بنا رہی ہے۔"اس نے اپنا ہاتھ ولید کے رخسار سے ہٹایا۔اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھیں۔آگے آکر اس نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا فاصلہ عبور کیا۔ولید یہاں تک آیا تھا تو وہ اتنا تو کر ہی سکتی تھی۔اس کے سینے پر سر رکھتے ہوئے جانے اس نے ولید کو بچایا تھا یا خود کو! یہ خود سپردگی ولید کے گمان میں نہیں تھی۔

"اے۔۔۔۔۔۔۔من۔۔۔۔۔۔۔!"اسے مزید خود سے قریب کرتے ہوئے ولید کی سرگوشی میں جذبات کے ساتھ حیرانی بھی تھی۔

کمرے میں گھٹن تو پہلے بھی نہ تھی اور اب ایک ساتھ رہتے ہوئے بھی تنہا رہنے والے دو افراد ایک دوسرے کی تنہائیوں کے ساتھی بن گئے تھے۔

دوپہر سے بجلی نہیں تھی۔ولید سو رہا تھا۔پنکھا بند ہوتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔وقت گزاری کے لیے وہ بالکنی کا دروازہ کھولے لیپ ٹاپ کی بچی کچی بیٹری استعمال کر رہا تھا تب ایمن اندر آئی۔

"کیا اکثر اتنی دیر تک لائٹ جاتی ہے؟"

www.novelsclubb.com

"نہیں،آج کچھ زیادہ وقت ہو گیا۔کوئی بڑا مسئلہ ہو گا شاید۔"وہ نیچے سے دھلے کپڑے لے کر آئی تھی۔انھیں تہہ کر کے الماری میں رکھنے لگی۔

ولید نے کچھ دیر بعد لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا۔جہاں الماری تھی اور ایمن کھڑی تھی وہاں ہوا نہیں پہنچ رہی تھی۔وہ بار بار دوپٹے سے پسینہ پونچھ رہی تھی۔

سارے کپڑے اندر رکھ کر اس نے الماری بند کی اور کمرے میں بکھری ولید کی چیزیں اٹھا کر جگہ پر رکھنے لگی۔آج سے پہلے ولید کو کبھی خیال نہیں آیا تھا کہ اس کمرے میں اے سی ہونا چاہیے۔وہ پلنگ سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔ایمن اس کے اچانک سامنے آنے پر رک گئی۔ذرا دیر دیکھنے کے بعد ولید نے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کا دوپٹا اتارا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں؟"

"اتنی گرمی میں میرے سامنے دوپٹا لپیٹنے کی وجہ؟"

"عادت۔۔۔۔عادت ہے۔"

"فلحال میں کمرے میں نہ ہوتا کیا تب بھی تم اس دوپٹے کے ساتھ پسینے میں بھیگتی رہتی؟"

"بالکل نہیں۔"اس نے دل میں کہا۔

www.novelsclubb.com

"یہاں بیڈ پر بیٹھو ادھر ہوا آرہی ہے۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ کے قریب آیا۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ تبھی ہوا کا جھونکا آیا تو اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ واقعی وہ کب سے حبس کا شکار تھی۔

"ہوا بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔" اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ "کمی کے بعد کچھ ملے تو اس کی اہمیت سمجھ آتی ہے ورنہ تو ہم اس کا شکر ادا ہی نہیں کرتے۔"

ولید کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اس نے ایمن کو ہمیشہ گھر میں دیکھا ہے۔ باقی سب مدرسہ، اجتماعات، میکے اور میکے کی تقاریب میں تو جاتے ہیں لیکن ایمن کہیں نہیں جاتی۔ اس کا تو میکہ بھی یہی تھا۔

"کیا ہوا؟" اسے یوں خاموشی سے تکتے دیکھ کر اس نے سر اٹھا کر ڈرتے ہوئے سوال کیا۔ اس کی براؤن آنکھیں اور براؤن بال دن کی روشنی میں کچھ الگ سے چمک رہے تھے یا اسے محسوس ہوئے۔ ایمن کے چہرے پر ابھری ہلکی سی فکر نے اسے شرمندہ کر دیا۔

"چلو۔" اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

"کہاں؟" وہ مزید حیران ہوئی۔

"گھر سے باہر کہیں بھی۔" وہ اپنا والٹ اور کار کی چابی اٹھانے میز کے قریب گیا۔

"آپ یوں اچانک۔۔۔۔۔اور گھر میں کیا کہیں گے؟ آپ جائیں میں۔۔۔۔۔"

"مجھے تمھارے ساتھ جانا ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ آؤٹنگ کوئی گناہ نہیں ہے۔" اس نے والٹ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"تمھیں اپنی پسندیدہ جگہ بتاتا ہوں آج۔" شیشے میں دیکھ کر بال بناتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا۔

"کسی کو کہنے تو دیں کہ ہم باہر جا رہے ہیں۔" کچھ دیر بعد ولید کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایمن نے کہا۔

www.novelsclubb.com

"تم جاؤ باہر، میں بتا دیتا ہوں۔" اتنے حالات تو وہ جان ہی گیا تھا کہ ایمن کی زبانی یہ سن کر کیا ہوگا اس لیے اسے باہر بھیج کر وہ بڑی امّاں کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا کہا انھوں نے؟ ناراض ہو گئیں نا؟" وہ آیا تو ایمن نے پوچھا۔

"پتہ نہیں، میں یہ دیکھنے رکا نہیں۔" اس نے آگے کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ایک لمبی ڈرائیو کے بعد وہ شہر سے دور ایک تالاب پر پہنچ کر رکے۔ اس سے پہلے راستے میں رک کر ولید نے اشیائے خورد و نوش کا انتظام کیا تھا۔

"اسکول کے دنوں میں ہم دوست اکثر یہاں آتے تھے۔ جنھیں اس جگہ کا علم ہے وہ اب یہاں پکنک مناتے ہیں مگر اسکول کے دنوں میں یہ سیکریٹ جگہ بس ہم ہی جانتے تھے۔" وہ خوش دلی سے اسے بتا رہا تھا۔

گھنے پیڑوں سے گھرا وہ تالاب یقیناً پکنک منانے لائق جگہ تھی۔ وہاں پتھر اور اینٹوں سے بنے کچھ چولھے تھے اور درختوں پر باندھے گئے جھولوں کے آثار بھی۔

www.novelsclubb.com

"شکر ہے اس وقت یہاں کوئی نہیں۔"

"بہت پر سکون جگہ ہے۔"

وہ جو ٹیلہ نما چھوٹا سا پہاڑ نظر آ رہا ہے۔۔۔۔۔" اس نے دائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔ "

وہاں پہلے کون پہنچتا ہے، ہم دوستوں میں یہ شرط لگتی تھی۔" وہ کچھ لمحے اس سمت دیکھتی رہی پھر کہا۔

"ہم چلیں وہاں؟"

"کہاں؟ اس پہاڑ پر۔۔۔۔؟ شرط لگانی ہے؟"

"شرط نہیں، وہ تو آپ ہی جیت جائیں گے۔" وہ ہنسی۔

"چلو۔" ولید نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گیا۔

پھر ڈھلتے سورج کی سنہری روشنی اور جھوم کے چلتی ہواؤں کے بیچ وہ اوپر چڑھنے لگے۔ بار بار پتھروں اور جھاڑیوں سے الجھتا عبایا دیکھ کر ولید نے اسے عبایا اتارنے کو کہا کہ یہاں کوئی نہیں لیکن اسے کہاں عادت تھی۔ اوپر پہنچ کر ساری محنت وصول ہو گئی۔

"واہ! یہاں سے تو سارا شہر نظر آتا ہے۔" چھوٹے سے دکھنے والے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر سمجھ آیا کہ وہ دراصل کتنا اونچا ہے۔ اس کھلی فضا نے اس کا موڈ خوش گوار کر دیا۔ تصویریں، سیلفی لینے اور کھانے پینے کے بعد وہ نیچے اترے تھے۔ عصر اور پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھ کر وہ گھر واپسی کے لیے روانہ ہوئے۔ ولید کے ہاتھوں میں اس

www.novelsclubb.com

کا ہاتھ، اس کے ساتھ زندگی کی پہلی سیلفی، کئی تصویریں، اسکول کالج اور یہاں وہاں کی باتیں، چھوٹی چھوٹی فکریں اور خیال، یہ اس کی زندگی کا خوش گوار ترین وقت تھا۔

سیڑھیوں سے اوپر آتے ہوئے وہ دونوں کسی بات پر ہنس رہے تھے اور ان کے پیچھے چڑھتی سُمیکہ ایک بار پھر کسی آگ میں جھلسنے لگی۔

وہ آج دیر سے آیا تھا اور پھر نیچے ہی عبدالباسط اور نوفل مل گئے تو انھوں نے روک لیا۔ انھیں عکرمہ کی آگے کی تعلیم کے متعلق اس کا مشورہ درکار تھا۔ اگلے سال اس کا جونیئر کالج مکمل ہونے والا تھا اور مزید پڑھائی کے لیے وہ اسے دوسرے شہر بھیجنا چاہتے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ کمرے میں آیا تو ایمن سو گئی تھی۔ پلنگ پر اس کی پوزیشن اور سرہانے رکھی ڈائری بتا رہی تھی کہ وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سوئی ہے۔ آواز کیے بغیر ہی اس نے سارے کام ختم کیے۔ نہانے اور نماز پڑھنے کے بعد وہ بستر پر آیا۔ لیٹنے سے پہلے اس کے سرہانے رکھی ڈائری سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اس نے کھول ہی لی۔

جیسے کوئی مفلس

آخری بچے سکے

بہت کفایت سے خرچ کرتا ہے

ہم نے بھی

تیری یاد

تیری بات

تیرا لمس اور تبسم

اسی طرح سنبھال رکھے ہیں

چاندراتوں میں

اداس شاموں میں

جب دل ہمکنے لگتا ہے

ہم اسے ان سکوں کی کھنک سے بہلا لیتے ہیں

www.novelsclubb.com

کبھی مجبوری کا پتھر باندھ دیتے ہیں

ابھی ہم سانس لیتے ہیں

اور یہ دل بھی دھڑکتا ہے

ابھی سفر باقی ہے اور

یہ چند سکے ہی ساتھی ہیں

جب سانس اکھڑے گی

اور دل تھمنے لگے گا

ہم یہ سکے نکالیں گے

اور سینے سے لگا لیں گے

محروم عشق سہی لیکن

شاہِ وفا ہو کے مریں گے۔

اس نے ڈائری بند کر کے سوئی ایمن کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

اس رات اس نے ایمن سے کہا تھا میرا دل اور میری محبت تم جانتی ہو اور یہی بات ایمن نے گرہ سے باندھ لی تھی۔اس نے کبھی اپنی توقعات، اگر کچھ تھیں تو اس پر ظاہر نہیں کی تھیں، شکوے کا تو سوال ہی نہیں۔ایمن نے کسی بھی انداز میں اس پر کوئی دباؤ نہیں ڈالا تھا۔اس کی یہی خاموشی الفاظ سے زیادہ پر اثر تھی۔اس نے تنہا ہی محبت کا سفر شروع کر دیا تھا اور تھک ولید رہا تھا۔وہ نہ اسے روکنے پر قادر تھا نہ اپنے دل کو مجبور کر سکتا تھا۔انتظار کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔جبر اور اختیار اس معاملے میں لا حاصل تھے۔

ڈائری رکھ کر وہ لیٹا تو نیند بڑی دیر تک اس کی آنکھوں سے روٹھی رہی تھی۔

صبح رونے کی آواز سن کر اس کی آنکھ کھلی۔

دارِم رو رہا تھا اور ایمن اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کھانا میں ڈانٹوں گی اسے،اب چپ ہو جاؤ۔"

"کیا ہوا؟"وہ پلنگ سے اتر کر ان دونوں کے پاس آیا۔

"عکرمہ بھائی جان نے مارا مجھے۔"دارم نئے جوش سے روتے ہوئے بولا۔

"تمھاری امی کہاں ہیں؟"

"وہ کچن میں ہوتی ہیں اس وقت۔" جواب ایمن نے دیا۔

"اب چپ ہو جاؤ، بالکل چپ۔" ایمن نے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے ذرا سختی سے کہا۔

"چاچو بھی ڈانٹیں گے عکرمہ کو اور تم وعدہ کرو آئندہ ایسا پھر کبھی نہیں کرو گے۔" دارِم نے اقرار میں سر ہلایا۔

" ناشتہ کیا تم نے؟"

"نہیں۔"

"کچن میں جاو، میں بھی آتی ہوں وہیں۔"

"کیا ہوا تھا؟" وہ چلا گیا تو ولید نے پوچھا۔

"سب مدرسہ گئے ہیں اور یہ آج مدرسہ نہیں گیا، اٹھا نہیں ہو گا اس لیے خولہ بھابھی نے نہیں بھیجا، عکرمہ کو وہ اس وقت گھر میں نظر آیا تو صاحب نے پٹائی شروع کر دی کہ مدرسے کا ناغہ کیوں کیا؟ وہ روتے ہوئے نیچے جا رہا تھا تو پکڑ کر ادھر لے آئی ورنہ نیچے پھر خولہ بھابھی کو پریشانی ہوتی۔"

www.novelsclubb.com

"یہ عکرمہ بھائی تو خود کو واقعی بڑا بھائی سمجھنے لگے ہیں۔" وہ ہنسا۔

"یہ سریس بات ہے ولید۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"عکرمہ کا مزاج شدت پسند ہے جو ٹھیک نہیں، میں کب سے دیکھ رہی ہوں لیکن بھابھی اور بھائی روکنے سمجھانے کی بجائے اسے اچھا سمجھتے ہیں کہ وہ اصول پسند، غیرت مند اور جانے کیا کیا ہے۔"

"کچھ دنوں کی بات ہے نوفل بھائی اسے کالج کے لیے پونہ یا ممبئی بھیجنے کا سوچ رہے ہیں۔"

"یہ تو بری خبر ہے۔"

"بری کیوں؟ اچھا ہے وہ چلا جائے گا۔"

www.novelsclubb.com

"اس وقت عکرمہ کو رہنمائی اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ ابھی کسی نے پیش قدمی نہ کی تو یہی اس کا مزاج بن جائے گا، دوسری جگہ اجنبی تھوڑی نہ کریں گے یہ کام۔"

"بہت سوچتی ہو تم۔" ولید نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور تولیہ اٹھا کر غسل خانے کی طرف بڑھا۔ "یہ کام اس کے والدین کے سوچنے کا ہے تمھارا یا میرا نہیں۔" اندر داخل ہونے سے پہلے اس نے جملہ مکمل کیا۔

"یہ کام ہم سب کا ہے۔" ایمن سوچ کر رہ گئی۔ وہ ولید سے اس بارے میں بحث نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے مزید کچھ نہ کہا۔

نُسیبہ آئی تھی اور اس کا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھ کر وہ خوش اور مطمئن تھی کہ یہ سودا گھاٹے کا نہیں تھا۔ وہ اس سے پہلے بھی دو تین دفع آئی تھی لیکن اس بار زیادہ دن رکی رہی۔ اس کے پاس بہت باتیں تھیں۔ وہ سنتی اور مسکراتی رہتی۔ وہ ان سب کے تحائف بھی لائی تھی۔ اپنی نند کی جیولری ڈیزائنر سہیلی کے ڈیزائین کیے چاندی کے جھمکے اس نے چاروں بھابیوں کو تحفے میں دیے تھے۔

ذکیہ کے جانے کا وقت ہو گیا تھا پھر بھی وہ باورچی خانے میں یونہی چیزیں ادھر ادھر کر رہی تھی۔ خولہ اور سُمیکہ چلے گئے تب بھی وہ وہیں تھی ورنہ روز انھیں شکایت ہوتی کہ

ذکیہ کو بھاگنے کی جلدی ہوتی ہے۔بہت دیر بعد ایمن کا خیال اس طرف گیا تو وہ اس کی طرف مڑی۔

"کوئی بات ہے ذکیہ ؟ کچھ کہنا چاہتی ہو ؟"

"باجی !" وہ فوراً اُس کے قریب دوڑی آئی اور رازدارانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھا۔

"کس سے کہوں مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا، پھر سوچا آپ کے علاوہ اور کسی سے نہیں کہہ سکتی۔"

"کیا؟"

"میں نے سنا ہے اس گھر کے کسی مرد کا ایک ایسی عورت کے ساتھ معاملہ چل رہا ہے جو بہت بدنام ہے۔" اس نے بالکل اس کے کان کے پاس آکر سرگوشی کی۔

www.novelsclubb.com

"کیا۔۔۔۔۔۔۔؟ صاف صاف کہو۔"

"کوئی عورت ہے جس کی شہرت اچھی نہیں۔ یہاں سے کوئی اس کے گھر آتا جاتا ہے۔"

"کہاں سے سنا تم نے؟" اس کا دل کانپ گیا۔

سب ہی جانتے ہیں باجی لیکن شیخ صاحب کی وجہ سے کوئی کچھ کہتا نہیں ہے۔"اس نے " تاسف سے کہا۔

"یہ یونہی افواہ ہے، تم دھیان نہ دو نہ سریس لو اسے۔"ذکیہ سے وہ اور کیا کہہ سکتی تھی۔

"گھر میں بھی اس کا ذکر نہ کرنا کسی سے اور باہر کسی سے سنو تو اس کی تردید بھی کرنا۔"

"لیکن باجی آپ سوچیں تو یہ رافع بھائی ہیں یا حارث بھائی یا نوفل بھائی؟ ولید بھائی کا تو سوال ہی نہیں اور۔۔۔۔۔"

"چپ کرو ذکیہ۔"

"لیکن ایمن باجی۔۔۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن ویکن نہیں، بالکل چپ۔"اس نے ذرا سختی سے کہا۔ذکیہ نے سر ہلا کر اقرار کیا۔

"یہ افواہیں ہیں، مشہور لوگوں کے بارے میں لوگ کچھ بھی اڑا دیتے ہیں، تم اسے مزید پھیلاؤ مت۔"

"جی باجی۔" ذکیہ منمنائی۔

ذکیہ سے کہہ تو دیا تھا لیکن اس کے ذہن میں خولہ کی باتیں گونج رہی تھیں۔

" اگر یہ سچ ہوا تو۔۔۔؟" ذہن اس کے آگے سوچنے تیار نہ تھا اور دل ڈوبا جا رہا تھا۔

وہ کمرے میں پہنچنے تک کئی دنوں کی بیمار لگنے لگی۔

" کیا ہوا تمھیں؟" ولید نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟" اس نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بخار دیکھا۔" یا بی پی لو ہو گیا ہے؟"

وہ کچھ کہہ نہیں سکی اور رونے لگی۔

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔" اس اچانک سیلاب پر وہ گڑبڑا گیا۔

"ایمن! کیا ہوا؟ کسی نے کچھ کہا یا گر گئی پھر کہیں؟ یا پھوپھو کی یاد آرہی ہے؟" جواب دینے کی بجائے وہ اس کے سہارے سر ٹکا کر اور شدت سے رونے لگی۔ اسے خود سے قریب کرتے ہوئے ولید کو یقین ہو گیا کہ اسے طاہرہ کی یاد آرہی ہے۔

اس نے کئی بار سوچا یہ بات خولہ سے کرے یا ولید سے کہے لیکن ہمت نہیں ہوئی۔ وہ مثبت سوچنے لگتی کہ ایسی کوئی بات ہوتی تو ماموں کچھ ایکشن ضرور لیتے۔ یہ ایسی معمولی بات تو نہ تھی کہ در گزر کر دی جاتی یا اس سے انجان رہا جاتا۔ وہ دعا کرنے لگی کہ یہ افواہ ہی ہو۔

وہ رات کا کھانا بنا کر کمرے میں آئی تو ولید بالکنی میں تھا۔ وہ اپنے کپڑے لیے نہانے چلی گئی۔ باہر آئی تو ولید پلنگ پر آڑھا تر چھا لیٹا شاید سو گیا تھا۔ بال سکھاتے ہوئے اسے خیال آیا کہیں سو ہی نہ جائے۔ کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ کچھ دیر میں ہی نیچے سب کے اکٹھا ہونے کا وقت تھا۔

وہ پلنگ کے قریب آئی اور اسے دیکھتے ہوئے بیٹھ گئی۔ پیشانی پر پڑے بال پرے کرتے ہوئے اس کا ہاتھ ولید کے چہرے کو چھونے ہی والا تھا کہ بند پپوٹوں کے پیچھے حرکت ہوئی۔ اس نے ہاتھ پیچھے کرنا چاہا لیکن تب تک ولید ہاتھ پکڑ چکا تھا۔

" یوں سمجھو میں سویا ہوں۔" اس نے اب بھی آنکھیں نہیں کھولیں۔

" میں آپ کو کھانے کے لیے اٹھا رہی تھی۔" یہ مکمل سچ نہیں تو جھوٹ بھی نہیں تھا۔

ولید نے آنکھیں کھولیں۔ لمحہ بھر نروس سی ایمن کی آنکھوں میں دیکھا پھر دوسرے ہاتھ سے اس کا سر نیچے کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

" یہ بے اختیاری اور استحقاق صرف میرا نہیں، اس میں تمھارا بھی حصہ ہے۔ جب جو دل چاہے کرنے کی اجازت تمھیں بھی ہے۔" اس کے گالوں پر جھول رہی لٹیں پیچھے کرتے ہوئے اس نے یوں کہا جیسے کوئی عام سی بات ہو۔

اس گھر کی روایتیں، اپنے آس پاس کا ماحول، باتیں، دونوں کا مجبوری کا رشتہ اور ولید کے یہ الفاظ، اس کا دل بھر آیا۔ اسے بن مانگے ہی سب مل رہا تھا۔ اس نے خود کو روکا نہیں اور اس کے سینے پر سر رکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

" تم رو رہی ہو؟" ذرا دیر بعد ولید نے پوچھا۔

" نہیں تو، میرے بالوں کی نمی ہے۔" اس نے جھوٹ کہا۔

" اچھا!" ولید نے بھی مان لیا۔

ایمن نہیں جانتی تھی کچھ دیر پہلے وہ اس کی ڈائری پڑھ رہا تھا۔

جب سے تو پاس ہے

قربتوں میں آنچ ہے

دل یہ بے باک ہے

اس کی فرمائشیں

ہر دن نئی خواہشیں

تیرے ماتھے کی شکن

تیرے دل کی جلن

تیرے سینے کی بسط

تیرے ہاتھوں کے خط

تیرے ہونٹوں کے خم

تیری آنکھوں کے غم

ان کو چھو لوں کبھی

www.novelsclubb.com

تجھ کو چھیڑوں یونہی

لے کے آغوش میں

پل دو پل کو سہی

ساری کہی ان کہی

تو سنے نہ سنے

تجھ سے کہہ دوں سبھی۔

کھوئی محبت اور ادھوری خواہشوں کے دکھ اس کے سینے کے باسی تھے اور اسی لیے ایسا ہی درد پہچان لینے کا ہنر بھی اسے میسّر تھا۔اسے ایمن کی بات یاد آئی تھی کہ 'اس زبردستی میں تین زندگیاں برباد ہوں،ایسا میں نے بالکل نہیں چاہا۔' اور پھر اپنا جواب بھی کہ اب شاید چار زندگیاں برباد ہوں۔

ایک زندگی سہل کرنا تو کم سے کم اس کے بس میں تھا اور ایمن نے ہی کہا تھا کہ ہماری اچھائیاں کسی عزیز کے لیے آسانیاں بھی بن سکتی ہیں لیکن کسی کو آسانیاں فراہم کرنے کی یہ کوشش اسے کسی سے دور اور کسی کے قریب کر دے گی، وہ یہ کہاں جانتا تھا۔

رات فاطمہ کے ساتھ پڑھائی کے دوران باتوں باتوں میں ایمن نے کہا تھا کہ اسے اسکول کے باہر ملنے والے چنے آلو اور پاپڑ بہت یاد آتے ہیں اور اگلے دن اسکول سے آتے ہوئے وہ اس کے لیے چنے آلو اور پاپڑ لے آئی۔ اس نے خوب جم کر سب کھایا تھا اس لیے کھانے کی حاجت نہیں رہی لیکن سب کے ساتھ وہاں موجود رہنا ضروری تھا۔ پانی کا جگ دستر خوان پر رکھتے ہی اسے بری طرح متلی آئی اور وہ باورچی خانے میں بھاگی۔ وہ ادھر ابکائی کے ساتھ قے کرتی رہی اور ادھر بڑی امّاں نے میمونہ کو حکم دیا کہ کل صبح اسے ڈاکٹر کے پاس لے جائے۔ وہ دستر خوان پر آئی تو خولہ نے اسے خوش خبری کی مبارک باد دی تو وہ گڑبڑائی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے بھابی۔"

"ایسی ہی بات ہے کل کنفرم ہو جائے گا۔" وہ ہنسی۔

دستر خوان پر سب کے مسکراتے چمکتے چہرے دیکھ کر سُمیکہ کو چپ لگ گئی۔

"میں نے باہر کے چنے آلو کھائے تھے اس وجہ سے شاید ہاضمہ اپ سیٹ ہوا ہے۔" اس نے سب کے چہروں کو دیکھا۔"فاطمہ لائی تھی اسکول سے۔"

"ہم نے بھی دنیا دیکھی ہے۔" بڑی اماں نے ناگواری سے کہا۔

"اللہ کی نعمت کا یوں منہ اٹھا کر انکار نہ کرو۔ میمونہ! کل پہلا کام اسے لیڈی ڈاکٹر کو دکھانا ہے۔" اب اس کے بعد وہ کیا کہتی۔ چپ ہو رہی کہ کل خود ہی سب کو علم ہو جائے گا۔

تم کھانا کھاؤ۔" انھوں نے بات ختم کی۔ پہلی بار اسے کھانے کا حکم دیا تھا سو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے کھانا پڑا۔"

اگلی صبح وہ معمول کی طرح نیچے جا رہی تھی۔ زینے کے دائیں طرف ریلنگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ سلیپر پھسلی اور وہ لڑھکتی چلی گئی۔ آواز پر باورچی خانے میں موجود خولہ، سُمیکہ، ذکیہ باہر آئیں اور اسے اٹھایا۔ ذکیہ سہارا دے کر بڑے کمرے میں لے آئی۔ بڑی اماں نے پوچھا کیا ہوا اور ذکیہ کا جواب سن کر وہ غضب ناک ہو گئیں۔

"آج کل کی لڑکیوں میں خدا کا خوف بچا ہے نہ شرم ہے۔ کل ہی تمھارے تیوروں سے لگ رہا تھا تمھیں ابھی بچوں کا طوق گلے میں نہیں ڈالنا، اپنی رنگ رلیوں میں ایسی مست ہو کہ ان ہتھکنڈوں سے قتل کا گناہ بھی اپنے سر لینے کا جگر ہے تمھارا۔" ان کی باتوں نے اسے حیرت اور دکھ کی گہری کھائی میں گرا دیا تھا۔ وہ ہی نہیں بڑی امّاں کی بات ہر سب ہی ہکا بکا تھے۔

"بڑی امّاں۔۔۔۔۔!" اس کی پست سی آواز انھوں نے سنی ہی نہیں۔

"دن میں بیسوں بار اوپر نیچے کرتی ہو تم اور آج سے پہلے کبھی نہیں گری وہاں سے۔ کل الٹیاں ہوئیں اور آج پیر پھسل گیا۔۔۔۔۔ نا سمجھ یا نادان تو نہیں ہم! اللہ معاف کرے۔۔۔۔۔۔ یہ سیکھا اس گھر سے تم نے؟ کچھ تربیت ہی نہیں ہوئی ہے۔ میرے گھر میں ایسے گناہوں کی اجازت نہیں ہے، یا اللہ معاف کر، اس کے گناہوں کے عذاب سے اس گھر کی حفاظت فرما۔ لے جاؤ اسے میرے سامنے سے۔" انھوں نے ذکیہ سے کہا۔

ان کا مزاج دیکھتے ہوئے کسی اور کی ہمت بھی نہ ہوئی کہ اسے اٹھا کر کمرے تک لے جاتا۔ دکھتے بدن اور دکھتے دل کے ساتھ ذکیہ اسے کمرے میں چھوڑ گئی۔ بڑی اماں کا ہی حکم تھا شاید کہ پھر کسی نے آکر اس کا حال نہیں پوچھا یا شاید انھوں نے بھی مان لیا تھا کہ ایمن نے جان بوجھ کر یہ حرکت کی ہے۔ یہ خیال اسے بری طرح توڑ گیا۔ اسے کہنے کا موقع دیا ہوتا تو لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ اسے ٹھیک طرح سے یاد تھا کہ کل شام میں چھت پر بچے کیرم کھیل رہے تھے اور دوسری سیڑھی پر پھسلن کیرم بورڈ پر ڈالے جانے والے بورِک پاؤڈر کی وجہ سے تھی۔ شاید بچوں نے وہاں گرادیا ہو گا۔ لیکن کوئی اس کی بات سنتا یا صحیح صورت حال سمجھنے کے لیے خود وہاں جا کر دیکھتا تو۔ بہت دیر بعد ذکیہ اس کے لیے ناشتہ لے کر آئی کہ یہ خولہ بھابھی نے بھیجا ہے۔ اسے بھوک بھی لگی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھی تو درد کی لہریں بھی جیسے جاگ گئیں۔ اس نے جیسے تیسے تھوڑا سا کھایا اور پھر اندرونی اور بیرونی چوٹوں سے بے حال بستر میں پڑی روتی رہی۔ کاش وہ سب کچھ کہہ لیتیں لیکن اس کی ماں کی تربیت کو نشانہ نہ بناتیں! یہ کیسا احساسِ برتری ہے یا اپنی دین داری کا زعم کہ جو اپنا دفع کرنے موجود نہیں اسے بھی نہیں بخشا جاتا۔

www.novelsclubb.com

شام یا رات میں آنے والا ولید اس دن دوپہر میں ہی گھر آ گیا۔ راہدری میں اسے اُسید ملا جو چاچی کی غیر موجودگی محسوس کر کے کمرے میں آیا تھا اور اسے سوتا سمجھ کر واپس جا رہا تھا۔ اس نے ولید کو اطلاع دی کہ چاچی سیڑھیوں سے گر گئی ہیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر ایمن نے بمشکل کروٹ بدلی اور سامنے ولید کو دیکھ کر تھک ہار کر رکے آنسو پھر چھلک پڑے۔ بکھرے بال، متورم آنکھیں اور ستا چہرہ۔ وہ حیران ہوا اور دکھی بھی۔

"یہ کیا حال بنا لیا ہے؟ کیسے گر گئی؟ بہت زیادہ چوٹ لگی ہے؟" پلنگ پر اس کے قریب بیٹھ کر ولید نے نرمی سے پوچھا تو آنسو اور روانی سے بہنے لگے۔

"ایمن!" اس نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"کہاں چوٹ لگی ہے؟ کیا بہت زیادہ درد ہو رہا ہے؟ دوائی لی تم نے؟" ایمن نے نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا تم پہلے رونا بند کرو۔" اس نے اثبات میں سر ہلا کر ہتھیلی سے آنکھیں اور چہرا رگڑا۔

"کیسے ہوا یہ؟"

"کل رات مجھے کھانے کے وقت وامٹ ہوئی تھی اور سب نے سمجھا کہ یہ کسی خوش خبری کی وامٹنگ ہے۔ بڑی امّاں نے اسی وقت میمونہ بھابی کے ساتھ مجھے ڈاکٹر کے پاس جانے کو کہا اور میرے تردید کرنے پر وہ ناراض بھی ہوئیں۔" وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

"صبح سیڑھی پر شاید کیرم والا بورک پاؤڈر پڑا تھا، میرا پیر اس پر پڑا اور میں پھسلتی نیچے تک پہنچ گئی لیکن بڑی امّاں کو لگا میں نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے کیوں کہ میں۔۔۔۔۔۔" آگے ان کے الفاظ سوچ کر ہی وہ اتنی نادم ہو گئی کہ کچھ بولا ہی نہ گیا۔

ولید بے یقین سا تھا کہ کیا اس نے درست معنی اخذ کیے ہیں؟

"کوئی ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے کہ میں۔۔۔۔۔۔" یہ خیال ہی اسے اتنا نادم کر رہا تھا کہ وہ اپنی زبان سے کہہ بھی نہ سکی اور روتے ہوئے پیشانی ولید کے شانے پر ٹکائی۔ گھر والوں کے آشکارا ہوتے رویے مزید متنفر کرنے والے تھے۔ علمیت کے پردے میں صرف جہالت تھی۔ اب اسے اپنی بے خبری پر تعجب کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہونے لگا تھا۔

"اس فضول بات پر تم کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہو۔" ولید نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "ایک تو انھوں نے غلط اندازہ لگایا اور پھر تمھاری تیمارداری اور فکر کی بجائے ایک اور غلط الزام دھر دیا۔" اسے غصہ آرہا تھا۔

"کہاں چوٹ لگی ہے؟" ولید نے اسے شانوں سے پکڑ کر سامنے کیا۔

"سیدھے کندھے میں زیادہ درد ہے۔" اس نے چہرہ خشک کرتے ہوئے دھیرے سے کہا۔ "ہاتھ اوپر نہیں اٹھ رہا ہے۔"

"تم چل سکتی ہو؟"

"ہاں لیکن۔۔۔۔۔۔"

"لیکن کیا؟ ہاسپٹل جانے کی ضرورت ہے۔ ایکس رے کر کے دیکھنا ہوگا۔ ویسے تم نے مجھے فون کیوں نہیں کیا؟ اگر میں اس وقت نہ آتا یا آج آتا ہی نہیں تو کیا کرتی؟" ولید کے سوالوں پر وہ چپ رہی۔

"باقی گھر والوں کی طرح کیا تم مجھے بھی بے حس سمجھتی ہو؟" اس اچانک سوال پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"ایمن ! مجھے تمھاری فکر ہے۔اللہ نہ کرے پھر کوئی ایسی بات ہو لیکن آئندہ سب سے پہلے مجھے کال کرنا، رونے سے بھی پہلے۔"اس کی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھ کر اس نے آخر میں مسکرا کر اضافہ کیا۔

وہ حقیقت پسند تو ہمیشہ سے تھی اور اب بھی اپنی چاہت اور خواہشوں کے باوجود اس نے خود کو ولید کے متعلق ہر خوش فہمی سے دور رکھا تھا۔فی الوقت اس مشکل میں اس کے یہ الفاظ دوا بن گئے تھے۔

پھر ولید نے اسے عبایا پہننے میں مدد کی اور ہاسپٹل لے گیا۔ایکس رے میں سب کچھ ٹھیک نظر آیا۔عضلات پر مار لگی تھی۔وہاں سے دوائیاں لے کر وہ اسے گائینکلو جسٹ کے پاس لے گیا۔

www.novelsclubb.com

گھر پہنچے تو بہت دیر ہو گئی تھی۔

" آپ کو بھوک لگی ہو گی۔آتے ہی میری وجہ سے پھر نکل گئے۔"

"بھوک تو لگی ہے۔تم چڑھو گی یا۔۔۔۔۔"اس نے ارد گرد دیکھا کوئی نہیں تھا"میں اٹھا کر لے چلوں؟"وہ سنجیدہ تھا۔

"میں چڑھ لوں گی۔" وہ اس کا ہاتھ تھامے اوپر آئی۔

"آپ کھانا کھالیں جاکر۔ ذکیہ ہو گی شاید کچن میں اس وقت۔" دوپہر کے کھانے کے بعد ذکیہ اس وقت برتن دھونے میں مصروف ہوتی تھی۔

وہ نیچے اترا لیکن باورچی خانے کی بجائے وہ بڑی اماں کے کمرے میں آیا تھا۔ جہاں زلیخا اور میمونہ بھابھی بھی موجود تھیں۔

"تم کب آئے؟" اس کے سلام کا جواب دے کر زلیخا نے پوچھا۔

" کافی وقت ہو گیا ہے۔" انھیں جواب دے کر اس نے بڑی اماں کو دیکھا۔

"یہ ڈاکٹر کی رپورٹ ہے، آپ میمونہ بھابھی سے پڑھوالیں۔ ایمن نے ٹھیک کہا تھا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" اس نے کاغذ کا پرزہ ان کی گود میں رکھا اور پلٹ گیا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا کھانے پر کیوں نہیں آئے نیچے؟ اب کھانا تو کھالو۔۔۔۔" وہ دروازے تک پہنچ چکا تھا تب زلیخا نے سنبھل کر آواز لگائی۔ وہ رک کر پلٹا۔

"ایمن جان بوجھ کر گری تھی یا انجانے میں، دونوں صورتوں میں کھانے کی زیادہ ضرورت اسے تھی۔ آپ ہم دونوں کا کھانا اوپر بھجوا دیں۔" وہ اپنی بات کہہ کر رکا نہیں۔

بڑی امّاں لب بھینچے بیٹھی تھیں۔

"ہماری مرضی سے شادی کر کے یہ حال ہے، اپنی پسند سے کرتا تو اللہ جانے کیا تیور ہوتے۔" زلیخا نے سوچا ہی نہیں بول بھی دیا۔

"میمونہ دیکھو ذرا ذکیہ یا کسی بچے کے ہاتھ کھانا بھجوا دو۔"

"جی۔" وہ اٹھ کر باہر نکل گئیں۔

بڑی امّاں نے کاغذ گود سے اٹھا کر تپائی پر رکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔

www.novelsclubb.com

سنیچر اتوار وہ اس کی تیمارداری کرتا رہا۔ اس تیمارداری میں اس کے بال بنانا بھی شامل تھا۔ ایمن کو اب بھی بایاں ہاتھ پورا اوپر اٹھانے میں تکلیف ہو رہی تھی۔

وہ جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک اسے مخاطب کیا۔

"ایمن۔۔۔"

"جی۔"

"تم بھی میرے ساتھ کیوں نہیں چلتی؟" وہ بیگ چھوڑ اس کے قریب آیا۔

"ابھی۔۔۔۔؟ اب تو بالکل ٹھیک ہوں میں الحمداللہ۔"

"ابھی کے لیے نہیں ہمیشہ کے لیے کہہ رہا ہوں کہ تم میرے ساتھ چلو اور میرے ساتھ وہیں رہو۔ ہم یہاں سب سے ملنے آتے رہیں گے۔"

اس کا دل ناز سے بھر گیا۔

"ایسے بھی تو ٹھیک چل رہا ہے۔"

"کیا ٹھیک چل رہا ہے؟ یہاں کسی کو کسی کی پرواہ نہیں۔"

"مجھے تو ہیں ناسب کی۔ سبھی بچے پڑھائی کے لیے مجھ پر ڈیپینڈ ہیں اور پھر۔۔۔۔۔"

"تمھیں صرف میری پرواہ ہونا چاہیے۔ بچوں کی پڑھائی ان کے والدین کا مسئلہ ہے، وہ ٹیوشن یا ٹیوٹر کا انتظام کر لیں گے۔"

وہ کیسے سمجھاتی کہ صرف اسکولی کتابوں کی نہیں اسے ان کی دوسری پڑھائی کی فکر زیادہ تھی جس پر اس گھر میں کسی کی توجہ نہیں تھی۔

"ہوم ورک کے علاوہ انھیں مجھ سے اور بھی کئی کام ہوتے ہیں اور پھر۔۔۔۔۔۔ "

"تم اس طرح میری بات ٹال رہی ہو۔" وہ واپس جا کر بیگ میں سامان رکھنے لگا۔اس کا لہجہ ناراض سا تھا۔

"تم میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی۔"

"ایسی بات بالکل نہیں ہے ولید۔۔۔۔" وہ تڑپ سی گئی۔

"میں یہاں رہ کر اپنی ذمہ داری نبھانا چاہتی ہوں، جو مجھے غلط لگتا ہے اس سے فرار ہونے کی بجائے یہیں رہ کر اپنی سی کوشش ہی تو کر رہی ہوں۔ بڑوں پر میرا کوئی بس نہیں لیکن مجھ سے چھوٹوں پر میرا اختیار ہے اور وہ میری بات سنتے اور مانتے بھی ہیں، میں انھیں علم کے ساتھ عمل کی اہمیت بتانا چاہتی ہوں جو بد قسمتی سے یہاں کے مکین نہیں سمجھتے۔۔۔۔ آپ کو بھی تو یہاں کی بہت سی باتوں پر اعتراض ہے، کئی معاملات پسند نہیں تو آپ کوشش کیوں نہیں کرتے کہ یہ تبدیل ہو؟ ہمیں جو غلط لگ رہا ہے

www.novelsclubb.com

اسے ٹھیک کرنا بھی ہمارا کام ہے جنھیں یہ سب صحیح لگتا ہے وہ تو یونہی اسے آگے بڑھاتے جائیں گے اور۔۔۔۔۔"اس کی خاموشی محسوس کر کے وہ ایک دم چپ ہوئی۔

ولید نے بیگ کی زپ بند کی اور پیچھے میز سے کار کی چابی اٹھائی۔

"تو آج پتا چلا میں نے فرار کا راستہ چنا ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے بھی منہ موڑ رکھا ہے۔"

میرا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے۔۔۔"وہ پلنگ سے اترنے لگی تو ولید نے ہاتھ اٹھا کر " اسے روکا۔

"وہیں رہو، ابھی چوٹیں پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی ہیں۔ اپنا خیال رکھو اور دوائیاں وقت پر لینا، چلتا ہوں، اللہ حافظ۔"وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور اس نے سر تھام لیا۔ وہ کیسے سمجھائے اسے کہ اس گھر کی اگلی نسل کو پچھلی سے بہتر کرنے کی اپنی سی کوشش اس کے لیے کتنی اہم ہے۔ وہ پہلی بار ناراض سا گیا تھا۔

وہ شاید فاطمہ کو ہدایت دے کر گیا تھا وہ اس کی دوائیوں کا بڑا خیال رکھ رہی تھی۔ خولہ اور میمونہ اسے دیکھنے آئی تھیں۔ دو دن بعد سُمیکہ کو بھی وقت مل ہی گیا۔

"مجھے لگا تھا تم بازی لے گئی، مجھ سے پہلے خوش خبری سنا دی۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں کہہ رہی تھی۔ ایمن کو پہلی بار اس کی آواز میں حسرت محسوس ہوئی۔

دوائیاں لے کر درد میں آرام تھا سو وہ بھی معمول پر لگ گئی۔ ولید نے ٹیکسٹ کر کے اس کی خیریت پوچھی تھی، کال نہیں کی تھی۔ اس کی ناراضی کا احساس اب احساسِ جرم میں تبدیل ہونے لگا تھا۔ اس کی نیت نیک سہی لیکن بیوی کی ترجیح شوہر کی خوشنودی ہی ہونا چاہیے۔ اس کا پہلا فرض اور پہلی ذمہ داری تو وہ ہی تھا۔ اس کی خواہش بھی جائز تھی کہ وہ اس کے ساتھ رہے۔ بچوں کے لیے وہ آتی جاتی رہے گی، ان سے فون پر رابطے میں رہے گی۔ گھر والوں کا اس بات کے لیے خوشی خوشی راضی ہونا مشکل تھا لیکن اسے یہ بھی یقین تھا کہ ولید ان سب سے نپٹ سکتا ہے۔ جن حالات میں شادی ہوئی تھی اور ولید کے رویے سے جو اس کی توقعات تھیں، ان کے مقابلے میں ولید کی یہ خواہش معجزہ ہی تو تھی۔ مسلسل یہی سب سوچتے ہوئے اسے اپنا انکار غلط اور تحفظات غیر ضروری لگے۔

جمعہ کو وہ نہیں آیا اور سنیچر کی صبح اس کا میسج تھا کہ آج بھی نہیں آئے گا۔ صبح میمونہ بھابھی نے کہا کہ وہ نوفل بھائی کے ساتھ شہر جا رہی ہیں ان کی گردن کی تکلیف کے

www.novelsclubb.com

لیے ڈاکٹر نے شہر کے کسی تشخیصی مرکز سے ایم آر آئی کرنے کو کہا تھا۔ وہ تبھی ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئی۔ شکر تھا کہ بڑی امّاں اور زلیخا قریبی شہر میں دو دن کی جماعت میں گئی تھیں ورنہ اسے اجازت ملنا ناممکن تھا۔

دروازہ کھولتے ہی اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔ سامنے اِلحان کھڑی تھی۔ اس کے اصرار کے باوجود وہ کبھی اس کے فلیٹ پر نہیں آئی تھی اور اب۔۔۔۔

"اندر آنے نہیں کہو گے؟"

"آں۔۔۔آؤ۔۔۔۔" اس نے طرف ہو کر اسے راستہ دیا۔ اِلحان کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ پلٹا تو دروازہ مکمل بند نہیں کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بیٹھو۔" اس نے کمرے کے درمیان رکھی میز اور کرسی کی سمت اشارہ کیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسے کچھ نہ سوجھا تو قریب رکھے فریج سے پانی کی بوتل نکال لی۔

"کیسے ہو؟" وہ میز پر رکھا گلاس ٹھنڈے پانی سے بھر رہا تھا تب اِلحان نے پوچھا۔ ان دو لفظوں میں ایک کہانی تھی، ایک لمبی داستان۔ اس کی اپنی کہانی اور داستان۔

"ٹھیک ہوں اور تم؟" ولید نے گلاس اس کے آگے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں۔" اس نے کہہ کر گلاس لبوں سے لگالیا۔ پورا گلاس خالی کر کے میز پر رکھا اور اس کے کنارے پر انگلی پھیرنے لگی۔ ولید دائرے میں گھومتی اس کی انگلی کو دیکھ رہا تھا۔ کتنے ہی پل خاموشی سے ماضی میں بدل گئے۔

"تم صحیح تھے ولی، ممی پاپا کے انکار اور ناراضی کے باوجود مجھے تم سے شادی کر لینا چاہیے تھی۔" ولید نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اب وہ گلاس کے کنارے گھومتی اپنی انگلی کو دیکھ رہی تھی۔

"اتنے مہینوں میں میں یہ سچ جان گئی ہوں کہ تمارے بغیر جینا اور کسی اور کے ساتھ جینا دو الگ باتیں ہیں۔ تمھارے بنا میں شاید جی لیتی لیکن۔۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی۔

www.novelsclubb.com

"میں بہت بری لڑکی ہوں، اخلاقی طور پر پست اور کردار کی کمزور۔۔۔۔۔۔بہت مشکل ہے، بہت مشکل، میرا دم گھٹتا ہے، ایسی دوہری اور اندر باہر الگ الگ زندگی میں ہمیشہ نہیں جی سکتی، بہت سمجھایا میں نے خود کو لیکن ہار گئی۔ اب مجھے تمھاری بات بھی سمجھ آتی ہے، بھاگ کر شادی کرنے والی۔ میں ایک ان چاہے رشتے میں بندھی

ہوں اور تم مجبوری کے رشتے میں۔۔۔۔۔۔خوش دونوں بھی نہیں۔جب ہم اپنی مرضی سے جی سکتے ہیں تو پھر کیوں دنیا اور لوگوں کے ڈر سے اپنی زندگی جہنم بنائیں؟"

دروازے کے دوسری طرف کھڑی ایمن کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

"میرے لیے یہ سب اتنا مشکل ہے کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو میں موت کو گلے لگا لیتی لیکن میں یہ بھی نہیں کر سکتی،ایک ہی زندگی ملی ہے اور وہ بھی بڑی مختصر اسے اپنی مرضی سے گزارنے کا ہمیں پورا حق ہے۔"ولید جیسے سانس روکے اس کی بات سن رہا تھا۔اِلحان کے خیالات کا تغیر اتنا غیر متوقع تھا کہ اسے اپنا ردعمل بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"میرے دل کی حالت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ میں جو گھر چھوڑ کر تمہارے ساتھ جانے تیار نہیں تھی اب خلع لے کر تم سے نکاح کے لیے تیار ہوں۔"

اِلحان نے سر اٹھا کر ولید کو دیکھا جو اس بات پر اتنا ہی حیران تھا جتنا اسے ہونا چاہیے تھا۔

"چند دن لوگ باتیں بنائیں گے پھر بھول جائیں گے، مما پاپا بھی کبھی نہ کبھی معاف کر دیں گے۔جلد ہی عدین کی شادی ہے،تب تک ہمیں ویٹ کرنا ہو گا۔میں نے بہت

سوچا اور ان حالات میں ایڈجسٹ کرنے کی بہت کوشش کی مگر اب تھک ہار کر اس نے نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ساری عمر پچھتانے سے بہتر ہے میں اس وقت ذرا ہمت کر لوں اور سچ قبول کر کے، سچ کہہ کے یہ رشتہ ختم کر دوں، جس میں میں بے ایمانی کر رہی ہوں، آفاق کے ساتھ یوں کرنا بھی تو ٹھیک نہیں۔ تم بھی تو کچھ کہو، تم خوش نہیں ہوئے؟ میں نے تمہاری بات مان لی، کیا اب تمھارا ارادہ بدل گیا ہے؟"اس کی آواز میں خوف در آیا۔

"ایسی بات نہیں ہے حانی۔۔۔۔"اس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے کہا اور باہر کھڑی ایمن پلٹ گئی۔

"یوں اچانک تم سامنے ہو اور پھر یہ اتنا بڑا فیصلہ۔۔۔۔۔۔"

"تم اچھی طرح سوچ لو، یہ سب کیسے ہوگا۔۔۔۔۔خلع کے نوٹس کے بعد ظاہر ہے سب اتنے ناراض ہوں گے کہ میں اپنے گھر نہیں جاسکتی اور ہو سکتا ہے عدت بھی مجھے کہیں اور گزارنا پڑے، اس کے بعد سب تمھیں ہی کرنا ہوگا۔ اتنے دن میں کہاں

www.novelsclubb.com

رہوں گی، باقی کے معاملات وغیرہ۔" وہ اپنے ذہن میں مکمل منصوبہ ترتیب دے چکی تھی۔

"میں نے اسی وقت تمہاری بات مان لی ہوتی تو اتنا سب نہیں ہوتا۔ مجھے بہت دیر بعد عقل آئی۔ کتنی جی توڑ کوشش کی تھی تم نے مجھے قائل کرنے کی، ایک میں ہی۔۔۔۔۔۔"

تبھی اس کا فون بجنے لگا اِلحان نے ہینڈ بیگ سے فون نکالا اور دیکھ کر فون سائیلنٹ کر دیا۔

"میں چلتی ہوں۔ تم اچھی طرح سب کچھ سوچ کر پلان کر لو۔ میں عدین کی شادی کے بعد آفاق سے بات کروں گی۔" وہ کھڑی ہو گئی۔ ولید اسے دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اِلحان کی بات آگے سوچنا چاہتا تھا لیکن نہیں سوچ پا رہا تھا۔ یہی تو اس کی سب سے بڑی خواہش تھی اِلحان کی ہمراہی۔ دنیا اور لوگوں کی اسے کبھی پرواہ نہیں رہی تھی پھر اب کیا وجہ تھی جو اس کا دل و ذہن آگے سوچتے ہوئے جھجک رہے تھے۔ عبدالصمد، ان کی باتیں، اِلحان کا شادی ختم کرنا، یا اتنا عرصہ شادی شدہ رہنا۔۔۔۔ کیا بات تھی۔ وہ

ذہن کو گھسیٹ کر آگے کا منصوبہ بناتا رہا، یہ کرے گا وہ کرے گا ایسا نہیں ویسا۔ تکیے پر سر رکھے رکھے دن گزر گیا لیکن وہ کوئی حتمی منصوبہ نہیں بن پایا۔

اسے ایمن کی ڈائری میں پڑھا شعر یاد آ گیا۔

میرا سہارا میرا جہاں

میری زندگی کا کل صرف تم

کتنا آسان ہے فیصلہ

اک طرف دنیا اک طرف تم

اس کے ساتھ ہی اسے ایمن یاد آ گئی۔ وہ اس سے ناراض ہو کر آیا تھا۔ اتنے دنوں میں اسے فون بھی نہیں کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

تبھی نوفل بھائی کی کال آئی۔ اس نے فون اٹھا کر سلام کیا۔

"بہت مصروف ہو بھئی تم تو! کیا ابھی تک آفس میں ہو؟"

"جی۔۔۔۔؟" وہ اس کا سوالیہ جی شاید جواب سمجھے۔

"ایمن بھی سارا دن ہمارے ساتھ خوار ہوتی رہی۔"

"ایمن۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

"ابھی آدھا گھنٹہ پہلے گھر پہنچے ہیں۔"

"کہاں گئے تھے آپ؟"

"میمونہ کا ایم ار آئی کرنا تھا، ایمن کو تمھارے فلیٹ پر چھوڑ کر ہم ادھر جانے والے تھے۔ تم آفس میں تھے تو بند فلیٹ دیکھ کر اسے بھی واپس ہونا پڑا، وہ تو اچھا ہوا کہ اس نے فوراً فون کر دیا اور ہم نے تبھی پلٹ کر اسے واپس لے لیا ورنہ وہ تنہا وہاں پریشان ہوتی۔ اتنا وقت وہ ہمارے ساتھ تھکتی رہی۔ واپسی کے وقت تک تم آفس میں ہی تھے ورنہ تب اسے چھوڑ دیتا۔"

www.novelsclubb.com

"ایمن کو کس وقت ڈراپ کیا تھا؟" اس کا دل بری طرح ڈولا تھا۔

" ہمممم۔۔۔۔۔یہی کوئی تین ساڑھے تین بجے۔"

فون پر بات کرتے ہوئے ہی اس نے کار کی چابی اٹھائی اور باہر نکل کر دروازہ مقفل کرنے لگا۔ تبھی اس کی نظر دروازے کے قریب رکھے چھوٹے سے گملے پر پڑی جس میں رات رانی لگی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے گھٹنوں سے چہرا اٹھایا تب تک ولید نے بتی جلا دی تھی۔ اس وقت اس کی آمد متوقع نہیں تھی۔اس نے آہستہ سے گھٹنوں کے گرد سے بازو ہٹائے۔

"السلام علیکم۔" پیر پلنگ سے نیچے رکھ کر وہ کھڑی ہوئی۔ولید نے کچھ نہیں کہا۔

"مجھے لگا تھا آج آپ نہیں آئیں گے، کھانا کھائیں گے نا۔۔۔۔۔ میں لے کر آتی ہوں، آپ فریش ہو جائیں۔"وہ فلحال ولید کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے آگے بڑھی۔

" تم اندر کیوں نہیں آئی؟"وہ جہاں تھی وہیں تھم گئی۔ولید قریب آیا۔

"وہ مداخلت ہوتی۔میری موجودگی تو ہمیشہ سے غیر ضروری اور غیر اہم تھی۔"

"ایمن۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"ولید!" اس نے قطع کلامی کی۔

"مجھے شاید اِلحان کا فیصلہ درست نہ لگے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں خود کو اس کی جگہ رکھ کر نہیں سوچ سکتی۔ ایک پاکیزہ رشتے میں رہتے ہوئے خیانت کرنے سے بہتر ہے اپنی کمی، خامی، غلطی یا۔۔۔۔ محبت اور پسند قبول کر لی جائے، چور دروازے اور غلط طریقے استعمال کرنے سے بہتر وہ ہے جس کا فیصلہ اِلحان اور آپ نے کیا ہے کہ آپ دونوں کو اس کی اجازت ہے، یہ ناپسندیدہ لیکن جائز طریقہ ہے۔ یہ طریقہ اور راستہ مشکل سہی لیکن ٹھیک بھی ہے کہ ایسا نہ کر کے بے ایمانی اور خیانت غلط ہی نہیں گناہ بھی ہو گا۔۔۔۔۔"

"ایمن۔۔۔۔۔۔۔" ولید نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ آج کچھ سننا نہیں چاہتی تھی۔

"میری فکر نہ کریں، مجھے صرف امی کی پروا تھی، وہ اب نہیں رہیں۔ نُسیبہ کی شادی بھی ہو گئی ہے سو وہ مسئلہ بھی نہیں رہا۔ باقی گھر والے بھی کچھ نہیں کر سکتے جب میں خود آپ کو دوسری شادی کی اجازت دے رہی ہوں، میں یہاں آپ کے بدلے کی یہ جنگ لڑ لوں گی۔" اس کی آواز بھرا گئی۔

"آپ فریش ہو جائیں۔۔۔۔" وہ اس کی طرف پیٹھ کر کے میز پر ترتیب سے رکھی کتابیں پھر ترتیب سے رکھنے لگی۔ "میں کھانا لے آتی ہوں۔" اس کی آواز بھیگی تھی۔

ولید اس کے بالکل پیچھے آیا، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے ہاتھ سے کتاب لے کر میز پر رکھی۔ وہ آواز کیے بنا اور شدت سے رونے لگی جس کا احساس ہوتے ہی اس کے ہاتھ پر ولید کی گرفت تنگ ہوئی، وہ ضبط کھو کر پلٹی اور اگلے ہی پل ولید کے سینے پر اس کی دبی دبی سسکیاں بکھر گئیں۔

اس وقت دونوں اپنی اپنی محبت حاصل کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز طریقہ استعمال کر سکتے تھے۔ ایمن گھر والوں کو بتا دیتی یا دھمکی دیتی، اِلحان کے والدین کو خبر کر دیتی جو اسے مجبور کرتے، عدین کی شادی کو استعمال کرتی، ہاتھ جوڑ کر اس کے قدموں میں گر جاتی کے بہر حال کچھ تبدیلی تو ان کے درمیان رونما ہوئی تھی۔ ولید کے لیے تو کچھ مشکل نہ تھا، ایمن پہلے ہی اجازت دے چکی تھی، نُسیبہ کی شادی ہو گئی تھی۔ زیادہ کچھ ہوتا تو اس کے لیے سب کو چھوڑنا مشکل نہ تھا لیکن۔۔۔۔ لیکن اسے ایمن کا خیال ستا رہا تھا۔ اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے تو محبت بھی اس سے کی تھی جو اسے ملا تھا۔ پھر یہ درد اس کا مقدر کیوں؟

اسے وہ مل رہا تھا جو اس کی اولین خواہش تھی لیکن اس وقت اس کا دل سینے سے لگی روتی بلکتی بیوی کے درد سے بھرا تھا۔

یہ پناہ گاہ زمین پر اس کی واحد اور آخری جنت تھی لیکن وہ اپنے شوہر کی خوشی کی خاطر اسے دوسرے کو سونپنے تیار تھی۔

اور ان کی گفتگو کے گواہ کمرے کے در و دیوار اس خوبصورت رشتے پر نوحہ کناں تھے۔

رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلی تو ولید اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ وہ اٹھ بیٹھی۔ بالکنی کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ خود بھی باہر آئی۔ ولید دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"مجھے نیند نہیں آ رہی، تم سو جاؤ۔" ولید نے اسے دیکھ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"اب مجھے بھی نیند نہیں آئے گی۔" وہ اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"پھر کیا کریں؟ تارے بھی نہیں ہیں آسمان میں کہ تارے گنتے۔" ولید نے سر اٹھا کر سیاہ آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ہلکے سے ہنس پڑی۔

آج بالکنی اور کمرہ رات رانی کی خوشبو سے خالی تھا۔ دونوں کو یہ کمی محسوس رہی تھی۔ لیکن کسی نے ذکر نہیں چھیڑا۔

"سوری۔۔۔۔" کچھ پل بعد ایمن گویا ہوئی۔ "اس وقت میں نے ایسے ری ایکٹ کیا۔"

وہ اپنے رونے کی بات کر رہی تھی۔ وہ بہت دیر روتی رہی تھی اور ولید نے اسے چپ بھی نہیں کرایا تھا۔ آخر وہ خود ہی چپ ہو کر اس سے الگ ہوئی تھی۔ ولید نے اسے پلنگ پر بٹھایا اور خود کھانا لینے نیچے گیا تھا کہ اسے یقین تھا وہ بھی بھوکی ہے۔ وہ واپس آیا تب تک وہ سو چکی تھی۔

" اور کھانا کھائے بغیر ہی سو بھی گئی۔" ولید نے اضافہ کیا۔

www.novelsclubb.com

" آپ نے کھایا؟" اسے اچانک یاد آیا۔ ولید نے ہاں میں سر ہلایا۔

" تم سو گئی تھی، تمھارا کھانا یونہی رکھا ہے، ابھی کھالو۔"

"نہیں، بھوک نہیں ہے۔" ولید اسے دیکھتا رہا۔

وہ اس کے فلیٹ تک آئی تھی یعنی وہ اس کی بات مان کر اس کے ساتھ وہاں رہنے تیار تھی۔ جس طرح اس نے بحث کی تھی اور اسے ناراض کیا تھا اس سے ظاہر ہے یہ فیصلہ اس کے لیے آسان نہ تھا اور اتنا لمبا اور کٹھن سفر طے کرنے کے بعد اس کے دروازے پر اس نے جو سنا۔۔۔۔۔

" ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" ایمن نے پوچھا تو اس کے خیال کی رو ٹوٹی۔

" تم بہت اچھی ہو ایمن!" اس نے سنجیدگی سے کہا پھر مسکرایا۔

"آپ بھی اچھے ہیں۔" وہ بھی جواباً مسکرائی۔

"نہیں، میں کہاں اچھا ہوں، میں تو۔۔۔۔۔"

"آپ ایک وعدہ کریں۔" اس نے سر جھکا کر ولید کی بات کاٹی۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟"

"اِلحان کہے بھی تو آپ مجھے چھوڑیں گے نہیں، بھلے ہی یہاں نہ آئیں لیکن۔۔۔۔۔"

" ایمن!" ولید نے اس کی پشت پر ہاتھ پھیلا کر اسے خود سے قریب کیا۔

" اس کا فیصلہ تو ہو چکا!" ولید نے دل میں سوچا۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی پھر بھی چپکے سے کچھ آنسوں گالوں پر لڑھک گئے۔

کتنا ہی وقت خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ ولید نے آخر اسے سب کہہ دینے کا ارداہ اور حوصلہ کر ہی لیا۔

"ایمن!" اس نے دھیرے سے پکار کر اسے دیکھا۔ وہ پھر سوگئی تھی۔ وہ کچھ دیر اس کے چہرے کے نقوش بغور دیکھتا رہا پھر دیوار سے سر ٹکا کر گہری سوچ میں ڈوبتا چلا گیا۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ ایمن کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ جان بوجھ کر کمرے میں نہیں آرہی ہے۔ وہ بھی اس سے ملے بغیر جانا نہیں چاہتا تھا۔ بیگ اور کار کی چابی اٹھا کر وہ باہر نکل آیا۔ وہ طاہرہ کے کمرے میں نہیں تھی جواب فاطمہ اور شیما استعمال کرتی تھیں۔ چھت بھی خالی تھی۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں ان دونوں کی بات بھی ممکن نہ ہوتی۔

"ایمن!" ولید کے پکارنے پر سُمیکہ اور خولہ کے ساتھ اس نے بھی پلٹ کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"میں جارہاہوں۔"

"جی، اللہ حافظ۔" اس نے بمشکل کہا۔

دل تو کر رہا تھا ساری شرم حیا، احتیاط اور اس گھر کے اصول بھول کر اس کے گلے لگ جائے کہ پھر اسے اس بے اختیاری کا بھی حق نہیں رہے گا۔ اس وقت، اس پل وہ صرف اس کا تھا۔ نام کو ہی سہی، اس کی تسلی اور دل بہلانے کو ہی سہی وہ ابھی اس کا تھا۔ اسے ایسا کرنے سے روکنے والا دوسرا فلحال ان کے بیچ نہیں تھا۔ شدید خواہش کے باوجود بھی وہ آگے نہیں بڑھی۔ ان دونوں کو ایک دوسرے پر نظر جمائے، اپنی جگہ جمے دیکھ کر خولہ نے آہستہ سے کہا۔

" اسے ہال تو چھوڑ آؤ، اس وقت نیچے کوئی نہیں ہے۔"

"جاؤ جاؤ، اس گھر کی تاریخ میں یہ نیا باب بھی رقم کردو۔" سُمیکہ نے اسے آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔ ولید ہال کی طرف مڑ گیا۔ اسے بھی پیچھے جانا پڑا۔ ہال کے درمیان میں پہنچ کر وہ رک کر پلٹا۔

یہ کمرہ عبدالباسط کی بیٹھک کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔اسے تو یاد بھی نہیں تھا آخری بار وہ ادھر کب آئی تھی۔

"میں کب سے کمرے میں تمھارا انتظار کر رہا تھا۔"اس کا لہجہ شکایتی تھا۔

"میں کچن میں خولہ بھابھی کی مدد کر رہی تھی۔"وہ ولید کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اور اس سے دل کی بات کہے بغیر جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔ ایمن رونا نہیں چاہتی تھی لیکن ضبط بھی مشکل ہو رہا تھا۔

"ایمن!"وہ آگے آیا اور ایمن جو ذرا دیر پہلے اتنی بہادر ہو گئی تھی کہ اس سے لپٹنا چاہتی تھی، پیچھے ہٹی۔

"آپ جائیں ولید۔۔۔۔۔"اس کی آواز بھرا گئی۔اب اسے خود پر اعتبار نہیں تھا کہ وہ قریب آیا تو وہ اسے جانے دے گی۔ جتنی مجبوری اور بے بسی سے ایمن پیچھے ہٹی تھی اتنی ہی بے قراری سے ولید پھر آگے آیا۔اس نے ایمن یا ایمن کا چہرہ تھامنے کے لیے ہاتھ اوپر کیے اور اسی وقت راہداری سے زلیخا کی آواز آئی۔

"تم گئے نہیں اب تک؟اور تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"اللہ حافظ !" ایمن نے الوداعی نظر اس پر ڈالی۔اس ایک نظر میں وہ سب کچھ تھا جو وہ اب تک زبان پر نہ لائی تھی، جو اس نے اب تک چھپا رکھا تھا۔اس نظر میں اس کا دل تھا۔ولید نے ہاتھ نیچے کیے اور زلیخا کے اگلے سوال سے پہلے ہی باہر نکل گیا۔

وہ سیدھے اوپر اپنے کمرے میں آئی تھی اور دروازہ بند کر کے بستر پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔کچھ منٹ بعد اس کا فون بجنے لگا۔ولید کی کال تھی۔اس نے کال منقطع کی اور پیغام بھیجا۔

"میں ٹھیک ہوں، میری فکر نہ کریں۔"

اس کے بعد فون سوئچ آف کیا اور لیٹے لیٹے ہی ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں فون ڈال دیا۔

"اب اس فون کی بھی ضرورت نہیں۔"

پھر وہ خود کو سمجھاتی رہی اور روتی رہی۔

www.novelsclubb.com

وہ کچن میں اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی اور اب چائے کا کپ لیے کھڑکی سے باہر دیکھتی کسی خیال میں گم تھی۔ذکیہ نے اس کا کندھا ہلایا تو چونکی۔

" تم کب آئی؟"

"بہت دیر ہوئی۔میں اسٹور کی صفائی کر رہی تھی۔"وہ رازدارانہ انداز میں اس کے قریب آئی۔

"باجی! مجھے اسٹور روم میں یہ ملا ہے۔"اس کے ہاتھ میں وہی جھمکا تھا جو نُسیبہ سب کے لیے لائی تھی اور فی الحال اس نے پہن رکھے تھے۔

" بھابیوں میں سے کسی کا ہوگا،ان سے پوچھ کر دے دینا جس کا بھی ہو۔"

ذکیہ کچھ سوچتی وہیں کھڑی تھی۔اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر اس نے پوچھا۔

" اب کیا ہوا؟ "

"باجی میں بہت دنوں سے سوچ رہی ہوں کہ کس سے کہوں۔اس سے پہلے وہ اس گھر کے مردوالی بات کو آپ نے افواہ کہا اس لیے آپ سے کہنے ڈر رہی تھی۔"

"لیکن آپ کے کان میں یہ دونوں جھمکے دیکھ کر لگتا ہے آپ سے ہی کہہ سکتی ہوں۔"

اس کی یہ غیر معمولی سنجیدگی اور عجیب و غریب باتیں، ایمن نے اسے الجھ کر دیکھا۔

"صاف صاف کہو ذکیہ۔"

"اس سے پہلے بھی کئی بار مجھے لگا کہ اسٹور میں کوئی آتا جاتا ہے اور آج وہاں یہ جھمکا دیکھ کر یقین ہو گیا میرا شک غلط نہیں تھا۔"

"کام کے لیے وہاں آنا جانا تو ہوتا ہی ہے، اس میں عجیب اور نیا کیا ہے؟"

"آپ کتنی بار گئی ہیں اسٹور میں؟" وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"اسٹور میں کام کے لیے زیتون خالہ اور میں ہی آتے جاتے ہیں۔" ذکیہ نے دائیں بائیں دیکھ کر سرگوشی میں آگے کے بات کہی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے لگتا ہے وہاں کوئی چوری چھپے ملتا ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو ذکیہ۔۔۔!" کپ اس کے ہاتھوں میں کانپ گیا، اس نے فوراً اسے سلیب پر رکھا۔

" یہ جھمکا اس بات کا ثبوت ہے۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا جھمکا سلیب پر رکھا۔

"یہ ہم سب کے پاس ہے۔۔۔۔۔"

"باجی میں الزام نہیں لگا رہی، اس سے پہلے کہ کوئی بڑا حادثہ ہو جائے آپ خبر لیں۔ آپ خود ذرا غور کریں میرے اور زیتون خالہ کے آنے جانے کا وقت فکس ہے، ہمارے علاوہ اس دروازے سے اور کوئی نہیں آتا۔ دن میں کتنا وقت یہ حصہ بالکل خالی ہوتا ہے، آپ ہی کبھی کبھی دوپہر کے وقت میں آتی ہیں لیکن جمعہ اور سنیچر کو بچوں کے آدھے دن کی اسکول یا چھٹی کی وجہ سے آپ ان کے ساتھ مصروف رہتی ہیں اور دوپہر میں بھی نہیں آتی ادھر۔ بڑی امّاں اور آپا جی کا سوال ہی نہیں۔ اس گھر کی بہوؤں اور فاطمہ، شیما کے علاوہ ادھر تک کوئی نہیں آتا۔ وہاں کئی بار مجھے کسی کی موجودگی کے نشان ملے ہیں، کوئی مرد بھی ہوتا ہے وہاں، چیزیں ادھر ادھر ہوتی ہیں، کبھی کچھ گرا ہوتا ہے، کبھی چپل یا جوتے کی مٹی کے نشان۔۔۔۔۔۔"

" ذکیہ۔۔۔۔" وہ بولے جا رہی تھی کہ ایمن نے اسے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"باجی آپ خود سوچیں کیا یہ ممکن نہیں کہ اس دروازے سے کوئی آکر چلا جائے تو بھی گھر میں کسی کو خبر نہ ہو؟ ہے نا یہ ممکن۔ دروازہ اور اسٹور دونوں ہی اس کھڑکی سے نظر نہیں آتے۔ جب تک کوئی باہر نکل کر نہ دیکھیں اور باہر ضرورت کے وقت میں اور زیتون خالہ ہی نکلتے ہیں۔"

"اور خولہ بھابھی بھی۔" اس نے دل میں سوچا۔ "لیکن وہ کھڑکی کے سامنے بیٹھتی ہیں، کیا انھوں نے کبھی کسی کو دیکھا؟ کیا مجھے ان سے پوچھنا چاہیے؟"

" باجی!" اسے سوچ میں گم دیکھ کر ذکیہ نے پھر اس کا کندھا ہلایا۔

"آپ اس بات کو توسچ مان رہی ہیں نا؟"

"ہاں۔ میں پتہ کرتی ہوں لیکن براہِ مہربانی تم ابھی کسی سے کچھ نہ کہنا۔"

www.novelsclubb.com

" میں آپ کے علاوہ کسی سے کیسے کہہ سکتی ہوں، مجھے تو سب پر شک ہو رہا ہے۔"

"اب اتنا زیادہ بھی نہ سوچو، کیا پتا بات بالکل مختلف ہو، جیسا ہم سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہ ہو۔"

ذکیہ اس کی بات سے قائل نہ ہوئی اس لیے خاموش رہی۔

وہ جھمکا اٹھائے اپنے کمرے میں آگئی اور اب جھمکا سامنے رکھے اسے گھورے جا رہی تھی۔

"سب سے پہلے تو امید ہے کہ ذکیہ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" اس نے جیسے خود کو تسلی دی۔

"میمونہ بھابھی کے جھمکے تو کچھ دن پہلے فاطمہ نے پہنے تھے۔۔۔۔۔۔ تو کیا عکرمہ کی چھٹی حس تھی جو اس نے اس دن ہاتھ۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" اس خیال سے اس کا دل عجیب ہونے لگا۔

فاطمہ نے جب سے دوپہر میں مدرسہ جانا بند کیا تھا وہ پڑھائی میں ہی مصروف رہتی تھی۔

"فاطمہ بہت معصوم ہے، میں بھی کیا سوچنے لگی۔" اس نے سر جھٹکا لیکن ذکیہ کا تیقن بھرا انداز جھمکا اور اس کی بات اسے یہ سب نظر انداز کرنے سے روک رہے تھے۔

"خولہ بھابھی کہ اتنے مسائل ہیں اور ان میں ایسی ہمت۔۔۔۔۔۔۔ وہ چاہے بھی تو ایسا کچھ نہیں کر سکتیں، انھیں علم ہے یہ ان کی واحد اور آخری پناہ گاہ ہے اگر ایسا ہوتا تو وہ

زیادہ محتاط رہتیں، پیچھے فون پر بات کرتی کبھی نظر نہ آتیں۔ سُمیکہ بھابھی۔۔۔۔ وہ لاابالی اور جذباتی ہیں لیکن وہ ایسی شاطر اور پست ذہنیت والی تو نہیں۔ انھیں اپنے خاندان کا خیال اور نام ایسی حرکت کبھی نہ کرنے دے گا۔ میمونہ بھابھی۔۔۔۔۔ نہیں ان کے پاس تو اتنی فرصت ہی نہیں اور وہ اس وقت گھر میں بھی نہیں ہوتی ہیں۔۔۔۔ تو کیا فاطمہ، شیما۔۔۔ یا میرے اللہ میں کیا کیا سوچنے لگی۔" وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔

"یقیناً ایسی کوئی بات نہیں ہے جو ذکیہ سوچ رہی ہے۔ اس جھمکے کی موجودگی کا کوئی نہ کوئی جواز ہو گا۔ پہلے مجھے یہ پتہ کرنا چاہیے کہ یہ ہے کس کا۔"

وہ جھمکا کمرے میں ہی چھوڑ کر فاطمہ کے پاس آئی جو حسب معمول پڑھ رہی تھی۔ ادھر ادھر کی دو چار باتوں کے بعد اس نے پوچھا۔

"تم نے یہ والے جھمکے اتار کیوں دیے؟" اس نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"اسکول میں اجازت نہیں نا اور وہ بہت وزنی ہیں۔"

"بھابھی کو واپس دے دیے؟"

"نہیں، وہ دراز میں رکھے ہیں۔"

اس نے ڈریسنگ ٹیبل کی سمت اشارہ کیا۔ ایمن نے اٹھ کر دراز کھولی۔ دونوں جھمکے وہاں موجود تھے۔

"کیا ہوا؟" اس کے اس طرح اٹھ کر تصدیق کرنے پر وہ چونکی۔

" میرے دیکھو نا کیسے سیاہ ہو رہے ہیں، وہیں دیکھنا تھا۔"

"چاندی تو ایسے ہوتی ہی ہے اور مجھے وہ سیاہ زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔"

"ہوں۔۔۔۔ تمھیں کچھ چاہیے؟" باہر نکلنے سے پہلے اس نے پوچھا۔

"آپ کچھ دیر پہلے تو آتی، میں ابھی چائے بنا کر لائی اور پی بھی لی۔" اس نے میز اس پر خالی کپ کی طرف اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"تم روز اس وقت کچن میں جا کر چائے بناتی ہو؟" وہ ٹھٹک کر رک گئی۔

"نہیں آج ہی پہلی بار گئی تھی۔ سُمیکہ چاچی تھیں وہاں وہ کافی بنا رہی تھیں، مجھے آفر بھی کی لیکن مجھے کافی نہیں پسند۔" فاطمہ نے ناک چڑھا کر کہا۔

"اچھا۔ آئندہ تمھیں پڑھائی کے دوران چائے کی طلب ہو تو مجھے کہنا۔ تم صرف پڑھائی پر توجہ دو۔"

فاطمہ نے خوش دلی سے مسکراتے ہوئے سر ہلایا۔

وہ پھر واپس کمرے میں آکر بے قراری سے ٹہلنے لگی۔ سُمیکہ سے فاطمہ کی طرح یوں سوال وجواب کرنا آسان نہ تھا۔

بقیہ دن یوں ہی گزر گیا۔ اگلے دن بھی وہ سُمیکہ کا بغور معائنہ کرتی رہی۔ اس کے کان میں وہ جھمکے نہیں تھے۔

"کوئی بات ہوئی ہے کیا تم آج بہت خاموش ہو؟" خولہ نے اس کا بدلہ مزاج محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ بھی بھابھی!" سُمیکہ نے کہا۔ "ولید چلا گیا اس لیے۔ ویسے ایمن تم اس کے ساتھ شہر کیوں نہیں چلی جاتی؟"

"بڑی امّاں اور امی ابّا کہاں مانیں گے!" خولہ نے کہا۔

"ولید کہاں ان کی اجازت کا انتظار کرے گا۔ وہ چاہے تو ایمن کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔"

"یہ بھی ہے کیوں ایمن؟"خولہ نے کہا۔

"انھوں نے کہا تھا ساتھ چلنے کو لیکن میں نے انکار کر دیا۔"

"کیوں بھلا؟"سُمیکہ کو خاصہ صدمہ پہنچا۔

"ہمیں اگر موقع ملے تو پہلی فرصت میں اس قید خانے سے نکل جائیں ہے نا بھی؟"

"ہمارے مجازی خداؤں اور ولید میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"ہاں۔۔۔۔الٹا یہ ایمن ہمارے مجازی خداؤں کی طرح سوچ رہی ہے۔"اس نے جل کر کہا۔ خولہ کو بھی اس کے انداز پر ہنسی آگئی۔

www.novelsclubb.com

"میرا نہیں دل لگے گا وہاں اور دن بھر گھر میں اکیلے رہنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔
"

"ہر رات وہ تمھارے ساتھ ہو گا، یہ سوچ کر دن گزار لینا۔"سُمیکہ نے اس کے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور اسے ایک دم غصہ آ گیا۔

" کتنی فضول بکواس کرتی ہیں آپ بھابھی! مجھے نہیں پسند ایسے مذاق۔"

"ہیں۔۔۔۔!"سُمیکہ کو بھی اس کا انداز نہیں بھایا۔

"فضول اور بکواس کیا ہے اس میں ؟اس گھر کے سارے اصول تو تم دونوں نے توڑ رکھے ہیں، ہر جگہ اپنے عشق کا مظاہرہ کرتے پھرتے ہو، کبھی وہ تمھیں بانہوں میں اٹھائے گھوم رہا ہے تو کبھی دروازہ کھلا رکھ کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہو، کبھی وہ تمھارے لیے۔۔۔۔۔"

"سُمیکہ!"خولہ نے اسے چپ کرانے کو تنبیہی انداز میں پکارا۔

www.novelsclubb.com

ایمن کچھ کہے بغیر ہی وہاں سے نکل گئی۔

کچھ دیر بعد خولہ کمرے میں آئی۔ یہ پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے اس طرح جواب دیا تھا اور غصے میں وہاں سے چلی آئی تھی۔

"سُمیکہ کی بات کو اتنی سنجیدگی سے نہ لو، وہ دل کی بہت اچھی ہے۔ بس حارث بھائی اس کی طرح زندہ دل اور خوش مزاج نہیں ہیں اور سُمیکہ کا مزاج رومانی ہے اس وجہ سے وہ ولید اور تمھاری محبت اور ولید کا برتاؤ زیادہ محسوس کرتی ہے۔"

"بھابی مزاج تو آپ کا اور رافع بھائی کا بھی نہیں ملتا لیکن آپ تو۔۔۔۔۔۔۔"

"میرا معاملہ بالکل مختلف ہے ایمن۔" خولہ نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔

"سُمیکہ کی بات کا برا نہ مانو اور اپنا موڈ ٹھیک کرو۔ یہ ناراضی اور غصہ تم پر بالکل نہیں جچتا ہے۔" وہ مسکرائی تو ایمن کو بھی مسکرانا پڑا۔

"آرام کرو، کچھ دیر میں بچوں کو پڑھانے کا وقت ہو جائے گا۔ ان کے آنے سے پہلے ذرا سو لو۔"

www.novelsclubb.com

وہ اٹھ کھڑی ہوئیں تبھی ان کا آنچل سر سے ڈھلک گیا۔ خولہ کے کان میں وہیں جھمکے تھے۔

"زیادہ سوچو مت۔" اسے پر سوچ انداز میں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر خولہ نے کہا اور دوپٹا سر پر جمایا۔

"میمونہ بھابھی کے بعد اس گھر میں تم ہی خوش قسمت ہو بلکہ ان سے بھی زیادہ، اس لیے خوش رہا کرو۔ ہنستی مسکراتی اچھی لگتی ہو۔"

"خوش قسمت۔۔۔۔۔!" ایمن نے دل میں سوچا۔ "پتا نہیں خوش قسمتی کی کسوٹی کیا ہے۔"

خولہ کے جانے کے بعد ایک بار پھر وہ اسی سوچ میں الجھ گئی۔ اس کا دل یقین نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ سُمیکہ ہی ہے جبکہ ذہن یہ ہی کہہ رہا تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ دوسرا کون ہے؟

اسے تو یہ بات ہی ناممکن لگ رہی تھی کہ سب کو دھوکہ دے کر کوئی باہر کا شخص گھر میں آرہا ہے۔ کون اتنا دلیر ہے جو گھر کے اسٹور روم میں۔۔۔۔۔ آگے وہ سوچ نہیں پارہی تھی۔ دل ڈوبنے لگتا اور بے چینی، گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔

مدرسے کے ملازمین ہی سودا سلف لے کر یا دیگر کاموں کے لیے ادھر سے آتے تھے۔ کیا ان میں سے کوئی ہے؟ سوچ سوچ کر وہ پاگل ہونے کو تھی۔ اسے ولید کا خیال آیا لیکن یہ موقع نہیں تھا کہ وہ اس سے یہ بات کہتی۔ وہ ذکیہ سے بھی کتراتی رہی۔ اسے

لگ رہا تھا وہ موقع ملتے ہی اس سے پوچھے گی کہ پتہ چلا کس کا جھمکا ہے؟ سُمیکہ سے ناراض ہونے کے بعد وہ اس سے سیدھے پوچھتے بھی ڈر رہی تھی کہ آپ کے جھمکے کہاں ہیں؟ پتہ نہیں وہ کیسا رد عمل دیتی اور اگر یہ وہی ہے تو اس کے آگے اس کے سوچ مفلوج تھی۔

وہ اپنا زیادہ وقت باورچی خانے میں بتانے لگی تھی کہ کسی کو رنگے ہاتھوں ہی پکڑ سکے۔ اس وقت بھی وہ تنہا اسٹول پر بیٹھی تھی۔

"اس وقت یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" زیتون خالہ نے اندر آتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں، ایسے ہی، آپ کب آئیں؟"

"میں آج گئی ہی کہاں، بڑی امّاں کے کمرے کی صفائی میں لگی تھی۔"

www.novelsclubb.com

"اچھا، ہو گئی صفائی؟" یہ اچھا موقع تھا وہ زیتون خالہ سے اس معاملے میں پوچھ گچھ کر سکتی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ باخبر ہوں۔

"نہیں صفائی تو پوری نہیں ہوئی، شہر والے بھائی صاحب اور ان کی بیگم آئے ہیں۔ ان کے لیے چائے بنانے آئی ہوں۔" انھوں نے چائے کی پتیلی میں پانی بھرتے ہوئے کہا۔

ایمن گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ یہ معاملہ تو جیسے ذہن سے نکل ہی گیا تھا۔

"ک۔۔۔کون؟ عبدالصمد ماموں آئے ہیں؟"

" ہاں وہ ہی۔"

تو اس کا مطلب ہے۔۔۔"اس کا دل کبھی اس رفتار سے نہیں دھڑکا جیسے اس وقت دھڑک رہا تھا۔

"آج سب کو پتہ چل جائے گا، کیا پتہ بات بڑھ جائے، لڑائی جھگڑے کی نوبت آجائے۔۔۔"اس کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

چھوٹی بیٹی کی شادی کا دعوت نامہ دینے آئے ہیں۔"زیتون خالہ نے بات مکمل کی تو اس نے گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

" اوہ! مطلب ابھی وقت ہے۔"

"آپ تھک گئی ہوں گی، ان کے جانے تک کچھ دیر آرام کر لیں پھر آپ کو صفائی بھی مکمل کرنی ہے۔ چائے وغیرہ میں لے جاتی ہوں۔"اس نے کہا۔زیتون خالہ واقعی تھک گئی تھیں۔ایک طرف چٹائی بچھا کر لیٹ گئیں۔

وہ خود چائے کی ٹرے لیے پہلے عبدالباسط کی بیٹھک میں پہنچی۔

"چائے۔" اس نے دروازے پر رک کر آواز لگائی۔

"آجاؤ۔" خلاف معمول عبدالباسط نے اسے اندر آنے کو کہا۔

اندر داخل ہو کر اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام کیسی ہو ایمن بیٹا؟" وہ ٹرے تپائی پر رکھنے کو جھکی تھی کہ عبدالصمد نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"الحمداللہ ٹھیک ہوں۔" وہ ولید سے ان کے خیالات سن چکی تھی۔اس کا لہجہ انکساری کے ساتھ ساتھ مرعوب ہونے والا بھی تھا۔

کچھ دیر بعد واپس باورچی خانے میں آتے ہوئے دل پر بڑا بوجھ تھا۔

"اتنے اچھے بندے کو ان کی بیٹی کیسی آزمائش میں ڈالنے والی ہے۔ کیا ان کی اس آزمائش کے لیے میں بھی ذمہ دار ہوں؟"

www.novelsclubb.com

پھر وہ بڑی امّاں کے کمرے میں آئی جہاں رومانہ موجود تھیں۔ٹرے تپائی پر رکھتے ہوئے اس نے مٹھائی کا ڈبہ بھی دیکھا۔

"اب تم بھی جلد ہی کوئی خوش خبری سناؤ۔"اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے رومانہ نے کہا۔

" جی۔۔۔۔؟"وہ اپنے کسی خیال میں الجھی ہوئی تھی۔

"اِلحان امید سے ہے۔"زلیخا نے سپاٹ انداز میں مٹھائی کے ڈبے کی طرف اشارہ کیا۔ ان کا انداز اسے اس کی غلطی اور کمی کا احساس کرانے والا تھا لیکن یہ سن کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"اِلحان پریگننٹ ہے؟"اس نے حیرت بھرے سوال کے ساتھ رومانہ سے تصدیق چاہی۔انھوں نے ہنس کر سر ہلایا۔اس طرح پوچھنے پر زلیخا اور بڑی امّاں نے ناگواری سے اسے گھورا۔

بمشکل مسکراتے ہوئے اس نے انھیں مبارک باد دی اور فوراً کمرے میں چلی آئی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیسے۔۔۔؟اب میں کیا کروں؟کیا ولید کو علم ہے؟کیا اس کے بعد بھی اِلحان ۔۔۔لیکن پھر اس نے اپنے گھر والوں کو بتایا کیوں؟یا اس نے یہ بات خود نہیں بتائی اور انھیں کسی طرح علم ہو گیا۔۔۔۔۔۔"وہ جلے پیر کی بلی کی طرح کمرے میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی۔جتنا سوچتی الجھن اتنی بڑھتی جا رہی تھی۔

"کیا اِلحان نے یہ بات ولید سے مخفی رکھی ہے؟مجھے ولید کو بتا دینا چاہیے۔۔۔اگر انھیں پہلے سے علم ہے تو بھی بتا دینے میں کوئی برائی نہیں۔۔۔۔"

اس نے دراز کھول کر اپنا فون نکالا۔پاور آن کیا تو مسڈ کالز کے علاوہ ولید کے کئی پیغام تھے۔

"فون اٹھاؤ ایمن۔۔۔!"

www.novelsclubb.com

"بات کیوں نہیں کر رہی ہو تم؟"

"فون کیوں بند کر رکھا ہے؟"

"ایمن!!"

"پلیز۔۔۔"

"بات تو سنو میری!"

"اب مجھے غصہ آرہا ہے۔"

" ایمن!"

"ایمن!!"

"ایمن!!!"

آخری پیغام کچھ دیر پہلے کا تھا۔

" آج اِلحان نے ٹیکسٹ کیا تھا، میں ابھی اس سے ملنے جارہا ہوں۔"

"تو اس کا مطلب ہے وہ تب سے ابھی تک ملے ہی نہیں۔۔۔۔ کیا اِلحان کا ارادہ بدل گیا؟ اس نے آج اسی لیے۔۔۔۔"اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔

"یقیناً خلع کا فیصلہ ہی اس کے لیے آسان نہ ہو گا اور اب پھر۔۔۔۔۔"بجھے دل کے ساتھ اس نے فون دراز میں پھینکا اور آواز پر چونک گئی۔ ہاتھ بڑھا کر دراز پورا باہر کھینچا۔ وہاں اس کی ڈائری رکھی تھی۔ اسے ٹھیک طرح سے یاد تھا، ڈائری آخری بار اس

نے اس کی جگہ پر یعنی میز پر رکھی تھی۔ پچھلے کئی دنوں سے اس نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ اسے حیرت ڈائری کو دیکھ کر نہیں وہاں اِلحان کی ریڈ لپ اسٹک کے ساتھ رکھی دوسری لپ اسٹکس کو دیکھ کر ہوئی تھی۔ فون کے دھکے سے گرنے کی آواز انہی کی تھی۔ وہ نہ اس نے خریدی تھیں نہ وہاں رکھی تھیں۔

اسے اپنی ڈائری میں لکھا ہر ایک لفظ از بر تھا۔ دراز میں اس کے لیے کئی پیغام تھے اور سب سے اہم وہاں مختلف رنگوں کی لپ اسٹک کے ساتھ اِلحان کی ریڈ لپ اسٹک کی موجودگی تھی۔

کیسے پہنوں میں یہ رنگ جس کو دیکھتے ہی

تری گم گشتہ تمنا تجھے بے رنگ کر دے

"ولید!" اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔ وہ کتنی دیر ساکت بیٹھی دراز کو دیکھتی رہی پھر ہاتھ بڑھا کر ڈائری اٹھالی۔ نشانی کے لیے دیا ریشمی دھاگا وہ کبھی استعمال نہیں کرتی تھی۔ وہ کورا اور آخری صفحے کے درمیان رکھا رہتا تھا۔ بے قابو ہوتے دل کے ساتھ اس نے وہیں سے ڈائری کھولی جہاں ریشمی دھاگا تھا۔

کبھی کبھی میں

خود غرضی سے سوچتی ہوں کہ

دل، محبت، آرزو اور وہ

جب سب تمہارے سامنے ہوں

اس وقت میرا خیال

تمھیں یوں بے آرام کرے کہ

آگے بڑھ کر انھیں گلے لگاتے ہوئے

تم پل بھر کے لیے رک جاؤ

www.novelsclubb.com

اور میرے نام ہوا

تمھارا وہ ایک پل

میرے جذبوں کو

تا عمر کے لیے معتبر و مغرور کر دے۔

اس کی لکھی اس ٹوٹی پھوٹی نظم کے نیچے ولید نے لکھا تھا۔

"صرف ایک پل نہیں ایمن !"

اس کے آنسو ڈائری پر گرنے لگے۔اس نے وہ پڑھا جو وہاں لکھا نہیں تھا۔ڈائری سینے سے لگائے وہ خود کو یقین دلاتی رہی کہ یہ خواب نہیں۔اچانک اس کی نظر اتنی ساری لپ اسٹک پر پڑی جو یقیناً ولید نے وہاں رکھی تھی اور ذہن میں خیال کوندا۔

"تو کیا وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔"اس نے بے قراری سے فون اٹھایا۔

"ولید پہلے اِلحان کی بات سن لینا۔"اس نے لکھا پھر ڈیلیٹ کر دیا۔

"اِلحان کی غلط فہمی یونہی رہنے دیں۔"

یہ بھی مناسب نہیں لگا۔

"آپ انکار نہ کریں۔"

"کیا اور کیسے کہوں؟"اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا اور کیسے لکھے کہ ولید سمجھ جائے۔

www.novelsclubb.com

ذرا دیر سوچنے کے بعد اس نے ڈائری واپس دراز میں رکھی اور اس کی ایسی تصویر لی کہ ڈائری اور لپ اسٹکس دونوں نظر آئے۔ تصویر ولید کو بھیجنے کے بعد اس نے لکھا۔

"عبدالصمد ماموں اور ممانی نانا نانی بننے کی خوشی میں مٹھائی لے کر آئے ہیں۔"

اس نے پیغام بھیجا۔ فوراً ہی بلیو ٹک آ گئی لیکن ولید کا کوئی جواب نہیں آیا۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ اسے آخری میز پر نظر آ گئی تھی۔ قریب پہنچ کر اس نے سلام کیا۔ بیٹھنے سے پہلے فون جیب میں رکھ رہا تھا کہ پیغام کا مخصوص اشارہ ملا۔ وہ پھر بھی دیکھے بنا فون رکھ دیتا لیکن نام دیکھ کر اس نے میسج اوپن کیا۔ پیغام پڑھنے کے بعد بنا کسی تاثر کے اُس نے فون بند کر کے جیب میں رکھ لیا۔

www.novelsclubb.com

"میں پورا ہفتہ تمھارے فون کا انتظار کرتا رہا۔" یہ بالکل سچ تھا۔

"جب ہم خود کو عقلِ کلٗ اور اپنی زندگی کا مالک سمجھ کر فیصلے کرتے ہیں تب ایک جھٹکے میں زندگی کا اصل مالک ہمیں ہماری اور ہماری عقل کی حیثیت بتا دیتا ہے۔" وہ افسردگی سے مسکرائی۔ تبھی ویٹر آرڈر لینے آیا۔ ولید نے اسے کافی کا کہا۔

"تم اس دن سے بہت الگ نظر آ رہی ہو۔" یہ بھی سچ تھا۔

"ہے نا! ہمارے بہت سوچ سمجھ کر کیے گئے فیصلوں سے مکمل یوٹرن لینے کے لیے صرف ایک لمحہ کافی ہوتا ہے اور پھر ہماری ملاقات کے بیچ تو پورے سات دن ہیں۔"

"حانی۔۔۔۔۔" ولید نے بات شروع بھی نہیں کی تھی کی اس نے کاٹ دی۔

"ایک بار پھر صرف مجھے سن لو، جیسے اس دن سنا تھا۔" وہ کچھ دیر چپ رہی۔

"میں ایک بار پھر تمھیں مایوس کر رہی ہوں۔" تبھی ویٹر کافی لے آیا۔ اِلحان نظر جھکائے تھی۔ ویٹر کے جانے کے بعد اس نے کہا۔

"میں تمھارے پاس آئی تھی اور اب میں ہی پیچھے ہٹ رہی ہوں۔ میں یہ نہیں کر سکتی ولی۔ پتہ نہیں میری کوئی نیکی تھی یا میرے والدین کی دعائیں جو کچھ ہونے سے پہلے ہی میں سنبھل گئی۔" وہ کپ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔

"جب پتہ چلا تو مجھے بہت غصہ آیا، میرے ساتھ ہی کیوں؟ اپنی مرضی اور خوشی سے زندگی گزارنے کی خواہش گناہ تو نہیں پھر صرف ایسا سوچنے پر ہی تقدیر کیوں مجھے عذاب دے رہی ہے؟ میں نے سوچا اس مصیبت سے چھٹکارا پالوں گی، کسی سے کچھ

نہیں کہوں گی، میں نے سب طے کر لیا تھا لیکن اس کے بعد ایک پل سکون نہیں ملا۔ ایسی بے کلی تو تمھاری شادی پر بھی نہیں تھی اور ولی ہم انسان بہت خود غرض ہوتے ہیں، لاکھ دوسروں سے محبتوں کے دعوے کریں، ہم کرتے وہی ہیں جس سے ہمیں سکون اور قرار ملے۔ آج سے پہلے میں کبھی سمجھ ہی نہیں سکی کہ کیوں تم نے محبت اور نُسیبہ کی خوشحالی میں بہن کو چنا تھا۔ محبت تو اول ہے، محبت تو زندگی ہے۔ یہ نہ ہوئی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر ہو تو یہ سانسوں سے جڑ جاتی ہے، پھر تم نے کیوں اپنی سانسیں روکنا پسند کیا؟ مقابل تمھاری زندگی تھی تو پھر کیوں تم نے کسی کی خوشحالی کی خاطر اپنی زندگی داؤ پر لگا دی؟ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ میں یہ سمجھ جاؤں، تمھیں معاف کر سکوں، تمھیں بھول جاؤں، میرے دل میں ایمن کے لیے جلن ختم ہو جائے۔ یہ بات مجھے اب سمجھ آئی ہے۔ زندگی میں کچھ بھی اول دوم سوم نہیں ہوتا بلکہ سب کا اپنا مقام ہوتا ہے۔ جیسے تصویر مکمل کرنے والے پزل کے ٹکڑوں کا ہوتا ہے، انھیں ان کے درست مقام پر رکھنے سے ہی تصویر مکمل ہوتی ہے اور میں ایک ٹکڑا غلط مقام پر لگانے کی ضد لیے بیٹھی تھی۔" وہ طنزیہ مسکرائی۔

" آج تم بڑی بڑی باتیں کر رہی ہو، دانشوروں جیسی۔" اس نے سادگی سے کہا تھا۔

کہاں۔۔۔۔میں تو بس لڑکی سے عورت بن گئی ہوں، محبوبہ اور بیوی سے بڑھ کر ماں "دانشور ہو گئی ہوں۔

میں تم سے بہت بدگمان رہی ہوں کہ تم نے محبت کو کیوں نہیں چنا تھا، اپنے ابّا کا فیصلہ کیوں مان لیا تھا اس لیے قدرت نے مجھے اسی دوراہے پر لا کھڑا کیا کہ مجھے بھی چننا پڑے اور میں نے ممتا کو چنا، محبت چھوڑ دی۔" اس کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔

ولید گہری سانس لے کر پیچھے ہوا۔

" کبھی کبھی سکون مشکل میں ہوتا ہے، درد چن کر روح کو قرار آ جاتا ہے۔" اس نے گال پر پھسلتے آنسو صاف کیے۔

"سوری میں نے دونوں مرتبہ تمھیں اپنے فیصلے سنا کر یوں شاک کیا۔ مجھے اپنے خلع کے فیصلے کے اثرات و نقصانات کا اندازہ تھا اور میں انھیں فیس کرنے کا رسک اٹھانے تیار تھی کہ یہ میری زندگی کا سوال تھا۔ تبھی مجھے میری زندگی سے جڑی دوسری زندگی کی خبر ملی۔ مجھے جلدی کسی بات کی سمجھ نہیں آتی۔ اب بھی میں نے سارے انتہائی قدم سوچ ڈالے تھے اور اس حقیقت کو قبول کرنے سے انکاری تھی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ

www.novelsclubb.com

میرے والدین کی اچھائی، نیکی اور دعائیں تھیں جو چاہنے کے باوجود میں نے تمھاری شادی میں تماشہ نہیں کیا، ایمن سے حسد رکھنے کے باوجود اسے بددعائیں نہیں دیں، گھر سے بھاگ کر تم سے شادی نہیں کی، اللہ نے مجھ سے یہ سب کروا کر میرے والدین کی عزت بچائی۔ میں بھی کچھ اچھا کرنا چاہتی ہوں آفاق کے ساتھ، ایمن کے ساتھ، میرے والدین کی نیکیاں بچانے کی نیکی جو میرے بچے کے کام آئے۔ تم سے دور رہ کر ہی میں اپنے بچے کی آنکھوں میں اعتماد سے دیکھ سکوں گی۔ ہاں ان سب میں میں تمھارے ساتھ غلط کر رہی ہوں اس کے لیے مجھے معاف کر دو۔" تبھی اس کا فون بجا اِلحان نے کال ریسیو کی۔

"جی بس آ رہی ہوں۔"

"میں نے اوبر پک اپ شیڈول کیا تھا، ڈرائیور آ گیا ہے۔" فون بیگ میں رکھتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی۔ وہ گنتی کا وقت لے کر آئی تھی۔

"اب ہم ملے تو ماضی کے متعلق بات نہیں کر سکیں گے، جب بھی ملو مجھے حانی نہ کہنا اور سب کی طرح اب میں تمھارے لیے بھی اِلحان ہوں۔" وہ مسلسل بہتے آنسو پونچھ رہی تھی۔

"خوش رہو ولی، اللہ حافظ۔"

"میری دعا اور یقین ہے کہ تم خوش رہو گی حانی، فی امان اللہ۔" اس نے لب بھینچ کر سر ہلایا اور دروازے کی سمت چل پڑی۔

ہونٹوں پر مٹھی جمائے، شیشے کے پار اسے کار میں بیٹھ کر دور جاتے دیکھتے ولید کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

اس دن اِلحان کی بات سن کر وہ حیران ہونے کے ساتھ ہی بے آرام بھی ہو رہا تھا۔ اپنے ہی احساسات اسے ڈرا رہے تھے۔ ایک طرف اِلحان کا یہ فیصلہ، ہمت، امید اور دوسری طرف اس کے اندر مفقود جوش، اچھا امتزاج نہیں تھا۔ جن دنوں وہ اسے گھر والوں کی مرضی کے خلاف اس سے نکاح کرنے کہہ رہا تھا اگر تب اِلحان نے یہ کہا ہوتا تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا لیکن اس وقت یہی بات اسے خوشی کیوں نہیں دے رہی

تھی؟ جبکہ اِلحان اس کے احساسات اور جذبات وہی مان رہی تھی جو اس وقت تھے۔

اسے دنیا کی پروا کبھی نہیں رہی تھی اور اب اس کی سب سے شدید اور اولین خواہش پوری ہونے جا رہی تھی، وہ خوش ہونا چاہتا تھا اور یہ بات اسے پریشان کر رہی تھی کہ اسے خوشی نہیں ہوئی تھی وہ خوش ہونا 'چاہ' رہا تھا۔ اپنی خواہش کی تکمیل کی خوشی سے زیادہ اسے ایمن کے لیے برا لگ رہا تھا۔

اس رات تو ایمن خوب رو کر سو گئی لیکن وہ سو نہیں پایا تھا۔ چند ماہ میں اتنی تبدیلیاں در آئی تھیں کہ جو فیصلہ پلک جھپکتے کا تھا وہ اب مشکل ہو رہا تھا۔ ایمن سے شادی کرتے ہوئے بھی اس کے لیے اپنا مستقبل واضح تھا کہ اس کی زندگی اِلحان کے ساتھ ہی گزرے گی۔ لیکن عبدالصمد اور اِلحان کا انکار اس کے منصوبے کو ناکام کر گیا اور پھر وہ غیر اہم، معمولی، لادا گیا، تھوپا گیا، زبردستی اور سمجھوتے کا رشتہ اپنا آپ منواتا گیا۔ جب وہ ایمن کے ساتھ آگے بڑھا تو جانتا تھا دل میں نہ سہی لیکن زندگی میں اِلحان والا باب بند ہو چکا ہے۔ اور اب اچانک اِلحان کی واپسی پر اسی غیر اہم ایمن کا خیال اسے اِلحان کے ساتھ آگے بڑھنے سے روک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کمرے میں ٹہل ٹہل کر تھک گیا تو پلنگ کے کنارے بیٹھ گیا۔اس کی مشکل سے بے خبر وہ سو رہی تھی۔اس نے شادی کے بعد کتنے ماہ ایمن کو کبھی نظر بھر کر دیکھا بھی نہ تھا لیکن اب اسے اس کی آنکھوں کا رنگ ہی نہیں مسکراتے ہوئے آنکھوں کے نیچے گال میں بننے والے گڑھے کی گہرائی کا بھی اندازہ تھا،وہ اس کے لہردار بالوں کی لمبائی بھی جانتا تھا،اس کی گردن کا تل اور سوتے ہوئے مٹھی میں کبھی اپنا دوپٹا، کبھی چادر اور اب اکثر اس کا ٹی شرٹ پکڑ کر سونے کی عادت سے بھی وہ واقف تھا۔اسے رات رانی کی خوشبو پسند تھی اور قورمہ،نان اس کی کمزوری تھے۔بات اتنی ہی نہیں تھی وہ اس کے حال سے باخبر تھا جو ایک ٹوٹے ہارے دل سے دل لگا بیٹھی تھی۔اس نے ایک گہری سانس لے نظر ایمن کے چہرے سے ہٹائی اور وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اس کی ڈائری پر ٹھہر گئی۔ولید نے اس کی ڈائری اٹھا کر کھولی۔

www.novelsclubb.com

اپنی منزل اور رستے سے آشنا کوئی

اگر غلطی سے دوسری سڑک پر آ نکلے

ذرا دیر وہاں رک کر

اس غلط راستے پر

اب تک کی مسافت کی تھکن اتار پھینکے

اور یہاں کے منظر کی دل کشی سے

ذرا دیر دل بہلا لے

تو اے دوسری سڑک!

اس کے قدموں سے لپٹا نہیں کرتے

ایسے مسافر کو روکا نہیں کرتے۔

اس کے بعد ایک اور نظم لکھی تھی۔ شاید یہ دونوں اس نے ایک ہی دن لکھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

کبھی کبھی میں

خود غرضی سے سوچتی ہوں کہ

دل، محبت، آرزو اور وہ

جب سب تمہارے سامنے ہوں

اس وقت میرا خیال

تمھیں یوں بے آرام کرے کہ

آگے بڑھ کر انھیں گلے لگاتے ہوئے

تم پل بھر کے لیے رک جاؤ

اور میرے نام ہوا

تمھارا وہ ایک پل

میرے جذبوں کو

تا عمر کے لیے معتبر و مغرور کر دے۔

www.novelsclubb.com

اور جیسے اسے جواب مل گیا۔ایک پل کہاں وہ تو کب سے جھجک رہا تھا۔اس کے تصور میں اِلحان نمودار ہوئی جو اس کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے چلی تھی۔پہلے بھی اسی نے اِلحان کو مایوس کیا تھا اور اب پھر۔۔۔۔۔۔اس کا بھی تو کوئی قصور نہیں تھا۔اس بار کوئی مجبوری اور زبردستی نہیں تھی بلکہ غلطی ولید سے ہوئی تھی وہ اس کی امانت میں

خیانت کر بیٹھا تھا۔اس کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑنے والی اِلحان بٹا ہوا، بدلا ہوا ولید تو ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔اسے عبدالصمد کی بات بھی یاد آئی کہ انھیں اپنی بیٹی کا مزاج پتا ہے وہ دوسری بیوی بن کر نہیں رہ سکتی۔ایک اور سمجھوتا ایک اور مصلحت بھرا فیصلہ یا درست اور مشکل فیصلہ،انتخاب اسے کرنا تھا۔اس کے دل میں بھی جنگ جاری تھی ایک حصہ ہمک ہمک کر اِلحان کی طرف بڑھ رہا تھا اور دوسرا ایمن کے لیے چپ تھا۔ اور یہ دو حصوں میں بٹا دل ہی تو اصل فیصلہ تھا۔

اِلحان سے یہ سب کہنا اب تک کا سب سے مشکل کام تھا۔ایمن اٹھ کر اس کے پاس آئی تب وہ بالکنی میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا۔

یہ نیت اور فیصلے کا خلوص ہی تھا کہ آخر میں ان دونوں کا مان رہ گیا تھا۔دونوں اپنی جگہ سرخرو تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ ہنوز ہونٹوں پر مٹھی جمائے شیشے کے پار دیکھ رہا تھا۔آنکھوں میں تیرتی نمی اندر کہیں گم ہو رہی تھی۔ محبت چھوٹا سا پودا ہو یا تناور درخت بن جائے،اسے جڑ سے اکھاڑنا ناممکن ہوتا ہے۔آپ کتنی ہی طاقت لگالیں کچھ جڑیں ٹوٹ کر زمینِ دل کی گہرائیوں

میں بچی رہتی ہیں، وہ نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ ختم ہوتی ہے۔ آج ایسی ہی کچھ جڑیں ہمیشہ کے لیے اس کے سینے میں دفن ہو گئی تھیں۔

ے کرتاس نے کبھی اتنا فون نہیں دیکھا تھا جتنا ان چند گھنٹوں میں دیکھ لیا تھا۔ کئی بار دل کیا کال کر لے اسے لیکن پھر کہیں وہ اِلحان کے ساتھ ہوا تو۔۔۔؟ یہیں آکر وہ رک جاتی۔ وہ کام کے دوران فون نیچے لے کر نہیں جاتی تھی مگر آج سارا وقت فون اس کے ساتھ تھا۔ پہلے فون اور پھر ولید کا انتظار کرتے رات ہو گئی۔ عام طور پر ویک اینڈ پر بھی وہ عشاء تک پہنچ جاتا تھا۔ اس وقت بارہ بج رہے تھے۔ سارا گھر گہری نیند میں ڈوبا تھا۔ وہ ڈائری لیے بالکنی میں چلی آئی۔ ولید کے لکھے 'صرف ایک پل نہیں ایمن!' کو اس نے جانے کتنی بار پڑھا اور چھو کر دیکھا تھا۔

"جاتے وقت وہ مجھ سے یہیں کہنا چاہ رہے تھے اور میں ان سے چھپتی پھر رہی تھی۔"

اپنے جذبات، ٹیڑھے میڑھے، ٹوٹے پھوٹے جملوں میں پھر سے پڑھتے ہوئے اس کا دل الگ ہی انداز میں دھڑک رہا تھا کہ یہ سب وہ بھی پڑھ چکا تھا۔اس کی ڈائری ولید کی بھی دوست ثابت ہوئی تھی۔

ولید نے آواز کیے بنا ہی دروازہ کھولا کہ ایمن کی نیند نہ خراب ہو لیکن سامنے پلنگ خالی تھا۔اس نے خاموشی سے جوتے اور جرابیں نکالیں اور بیگ رکھ کر بالکنی کی طرف آیا۔ نائٹ بلب کی روشنی میں ایمن کو ہیولہ نظر آیا تو وہ ڈائری رکھ کر کھڑی ہوئی تبھی ولید نے پردہ ہٹایا۔وہ ایک دوسرے کے مقابل تھے،ایک دوسرے پر مکمل آشکارا۔ولید مسکرایا۔ایمن نے مسکرانا چاہا لیکن ایک دم سے رو پڑی۔ولید نے آگے آکر اس کا چہرہ تھاما۔

"ایمن۔۔۔۔!""ایمن اس طرح آگے بڑھ کر اس کے قریب ہوئی کہ اس کا جملہ بدل گیا۔

"تم ہر موقعے پر روتی ہو۔"اسے آغوش میں لیتے ہوئے ولید نے کہا۔

"کبھی تو ہنستے مسکراتے ہوئے میرے گلے لگو۔"

"میں رو تھوڑی رہی ہوں۔" وہ آنسوؤں کے درمیان گویا ہوئی۔

" اچھا!" اس نے مان لیا۔

کسی سے مستعار لی ہوئی چیز کو استعمال کرتے ہوئے اس کی واپسی کا خیال ہمہ وقت ساتھ رہتا ہے۔ایمن کا رویہ بھی غیر محسوس طریقے سے اس خیال کے زیر اثر تھا۔آج پہلی بار اس قربت میں وہ احساس نہیں تھا۔جو ملا اس پر صابر و شاکر رہنے والی آج ذرا سی مغرور تھی۔

ذرا دیر بعد وہ دونوں بالکنی کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

"اتنا لیٹ کیوں آئے؟ دیر ہو گئی تھی تو صبح آتے۔"

"جاتے وقت تم نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا، سارا ہفتہ فون دیکھا تک نہیں اور اب بھی تمھیں لگتا ہے مجھے صبح آنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔؟"

"میں نے ایسا کیوں کیا آپ جانتے ہیں۔" وہ سر جھکا کر اپنی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی۔

"اور میں ابھی کیوں آیا تم جانتی ہو۔" ولید نے اسی کے انداز میں کہا۔

"تھینک یو۔" ذرا توقف کے بعد ولید گویا ہوا۔ "تم نے صحیح وقت پر میسج کیا تھا۔"

"لیکن آپ تو پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے۔" اس نے ولید کو دیکھا۔ ولید نے سر ہلایا۔

"کیوں؟" خود کو روکتے روکتے بھی وہ پوچھ بیٹھی۔

"اس کا جواب اتنا آسان نہیں ہے کہ ایک جملے اور ایک لفظ میں دیا جائے۔ ویسے اب میں یہ گھسا پٹا مگر برحق جملہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا ساتھ نصیب میں نہیں تھا۔ میں یہ فیصلہ نہ بھی کرتا تو اِلحان کا فیصلہ بدل جانا تھا۔" وہ کچھ دیر ٹھہرا۔

"تم نے مجھے بدل دیا ایمن۔ نکاح کے وقت میں صرف ابّا کی بات مان رہا تھا، میں نے تمھیں کسی گنتی میں نہیں رکھا تھا اور آج میرے اس فیصلے کی وجہ تم ہو اور شاید صمد چاچا کی باتوں کا بھی اثر تھا۔" اس نے عبدالصمد کی کہی باتیں اسے بتائی تھیں۔

www.novelsclubb.com

بات ختم کرتے ہوئے اس کی نظر ایمن کے قریب رکھی ڈائری پر پڑی۔ اس نے آگے جھک کر ڈائری اٹھائی۔

"اس ڈائری کا بھی بڑا کردار ہے جس نے مجھے تمہارے احساسات سے روشناس کروایا۔ مجھے شاعری سے کبھی دلچسپی نہیں رہی، یوں سمجھو پہلی بار تمھیں ہی پڑھا ہے۔"

"یہ شاعری تو نہیں۔۔۔۔"وہ جھینپ گئی۔"بس ایسے ہی۔۔۔۔۔"

"بس ایسے ہی میں بھی بدلتا گیا۔"ولید نے ڈائری کھولی اور ایمن نے اس کے ہاتھ سے ڈائری لینا چاہی۔اسے ڈر تھا کہ وہ ابھی باآواز بلند پڑھنا نہ شروع کر دے۔

"ویسے بڑی غیر اخلاقی حرکت تھی، لیکن مجھے افسوس نہیں۔"وہ مسکرا رہا تھا اور وہ پھر جھینپ گئی۔

"ایمن!"وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا۔"تم میرے ساتھ پونہ چل رہی ہو نا؟"

اور ایمن کو جھمکا یاد آ گیا لیکن یہ اس ذکر کا موقع نہیں تھا۔

ایمن نے اقرار میں سر ہلایا۔

"میں نے تورات رانی کا گملہ بھی وہاں پہنچا دیا ہے۔"اس کی بات پر ولید بے ساختہ ہنس پڑا۔اس نے ایمن کے پیچھے ہاتھ پھیلا کر اسے خود سے قریب کیا۔

"آپ کو پتہ ہے اس طرح میں سو جاتی ہوں۔"اس کے شانے پر سر ٹکتے ہی ایمن نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، تمھیں اٹھا کر بیڈ تک لے جانا مشکل نہیں اور پریکٹس بھی بہت ہے۔"

ایمن نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ ولید نے جھک کر اس کا چہرہ دیکھا۔

"تم نے لپ اسٹک لگائی تھی تو صاف کیوں کی؟" ولید نے اس کے ہونٹوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا جہاں مرون شیڈ کے آثار اب بھی تھے۔

"نہیں تو۔۔۔۔" اس نے جھٹ ہتھیلی کی پشت ہونٹوں پر پھیر کر آنکھوں کے سامنے کی۔

"ایمن جھوٹ بھی بولتی ہے!" ولید نے لہجے میں مصنوعی حیرت سموئی۔

" بس ابھی ابھی منہ سے نکل گیا۔" وہ منمنائی۔

www.novelsclubb.com

"اور وہ کیوں؟" وہ زچ کرنے پر آمادہ تھا۔

"دیکھیں، میں پہلے بڑے آرام سے سب کچھ کہہ جاتی تھی۔۔۔۔ لیکن اب مجھے شرم آ رہی ہے اور اگر آپ ایسا کریں گے۔۔۔۔ تو سمجھیں میں کچھ نہیں کہہ سکوں گی۔۔۔۔" اس نے رک رک کر صورتحال واضح کی۔

"میں بھی دیکھوں کیسے شرماتی ہو تم!" ولید نے اس کا چہرہ اوپر کیا اور پھر ایمن کا سونے کا ارادہ پورا نہ ہو سکا۔

اگلے دن ولید کے دوست کی شادی تھی۔ وہ جانا نہیں چاہتا تھا لیکن دوستوں کے اصرار پر وہ علی الصبح برات کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے سوچا وہ شادی سے آجائے پھر وہ جھمکے والی بات کرے گی۔

"مجھے اردو کا مضمون لکھ دیں ایمن آپی۔" ولید کے جانے کے بعد وہ کمرہ سمیٹ رہی تھی تب فاطمہ نے آکر کہا۔

"تم خود لکھنے کی کوشش کرو میں اصلاح کر دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

"میں نے چار عنوانات پر لکھے ہیں، مس نے پریکٹس کرنے کے لیے جتنے عنوان دیے ہیں نا ان سب آنسو پر لکھنے بیٹھی تو باقی مضامین کب پڑھوں گی؟"

" کسی ڈائجسٹ یا کلید وغیرہ سے دیکھ لو۔"

"مس نے کہا اچھے نمبر چاہییے اور ممتحن پر اچھا امپریشن ڈالنا ہے تو وہاں سے دیکھ کر رٹے نہ لگاؤ، خود محنت کر کے لکھو۔"

"اور میرا لکھنا کس کی محنت ہو گی؟"

"میں آپ کا لکھا یاد کروگی نا محنت سے!" فاطمہ نے قریب آکر اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔ اسے ہنسی آگئی۔

"اچھا چلو، پہلے تمھارے کارنامے دیکھ لوں کیا لکھا ہے۔" وہ اس کے ساتھ کمرے میں آئی۔

فاطمہ کے مضمون کی تین سطریں پڑھنے کے بعد ہی اسے پین کی ضرورت پڑی۔ فاطمہ کچھ یاد کر رہی تھی۔ اس نے خود ہی پین لینے کے لیے میز کی دراز کھولی۔ پین کے ساتھ ہی جھمکا بھی رکھا تھا لیکن ایک ہی۔ اس نے پوری دراز کھنگال لی لیکن دوسرا جھمکا نہ ملا۔

"فاطمہ، دوسرا جھمکا کہاں ہے؟" فاطمہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ اس نے دراز سے جھمکا اٹھایا۔

"یہ ایک ہی ہے، دوسرا کہاں ہے؟"

www.novelsclubb.com

"خولہ چاچی نے مانگے تھے مجھ سے، انھوں نے ایک دراز میں ہی چھوڑ دیا؟" فاطمہ کا جواب سن کر اس کا دل بیٹھنے لگا۔

"کب۔۔۔ کب کی بات ہے یہ۔۔۔؟"

"جس دن آپ نے پوچھا تھا اسی رات میں شاید۔" اس کے ہاتھ سے بیاض چھوٹ کر نیچے گر پڑی۔ وہ فوراً باہر بھاگی۔ نیچے راہدری میں آنکھیں ملتا اُسید ملا۔

" امی کہاں ہیں؟"

"نہیں معلوم۔ انہی کے پاس نیچے جا رہا ہوں۔"

"تم کمرے میں جاؤ، میں امی کو وہاں بھیجتی ہوں۔" اس نے اسے واپس کمرے میں بھیج دیا۔ باورچی خانے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے باہر صحن میں نکل کر سارا صحن اور اسٹور روم سب دیکھ ڈالا، چھت پر دیکھ آئی۔ پھر سب کے کمرے دیکھ ڈالے اس کی اس بھاگ دوڑ میں سب بھی جان گئے کہ خولہ گھر میں نہیں ہے۔ ذرا دیر میں ذکیہ آ گئی تو اس نے باقی راز بھی اگل دیا۔

www.novelsclubb.com

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔دماغ سن تھا۔کیسے کیوں اور وہ بھی خولہ۔۔۔جن پر اسے ا غلطی سے بھی شک نہیں ہوا تھا۔

ذرا دیر میں ہی سارا گھر ہال میں اکٹھا تھا۔چند بے یقین تھے اور باقیوں کا طیش، غصہ، غیرت سب کچھ آسمان چھو رہا تھا۔خولہ کی امی سے لے کر ان کے گنے چنے رشتہ دار اور سہیلیوں کے گھر سب جگہ اس کی تلاش ہو چکی تھی، وہ کہیں نہیں ملی۔

بڑی امّاں اور زلیخا کو خیال آیا کہ وہ اپنے ساتھ کیا کیا لے گئی ہے۔اس کے کمرے کی تلاشی لی گئی اور خولہ کی تحویل میں جو زیورات تھے وہ اب وہاں نہیں تھے۔بچے سب سے زیادہ حیرت زدہ تھے انھیں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ایمن نے انھیں فاطمہ کے ساتھ کمرے میں بند کر کے فاطمہ کو تاکید کی کہ انھیں باہر نہ نکلنے دے۔

عبدالباسط باری باری بڑی امّاں، زلیخا اور رافع کی کلاس لے چکے تھے کہ ان سے ایک عورت نہ سنبھالی گئی۔مغلظات کا دور بھی چلا اور پھر سب سر جوڑ کر اس خبر پھیلنے سے کیسے روکا جائے اور وہ حرام زادی کس حرام زادے کے ساتھ بھاگی ہے یہ معلوم کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔نوبت یہاں تک کیسے اور کیوں پہنچی کوئی نہیں سوچ رہا تھا۔یہ

اہم تھوڑی تھا۔ڈیمیج کنڑول اس وقت کی اشد ضرورت تھا۔کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ کہیں اس نے کوئی اور انتہائی قدم تو نہیں اٹھالیا جیسے خود کشی۔

وہ کمرے میں بند اپنے کانپتے وجود کو سمیٹے روئے جارہی تھی۔ناقابل یقین حادثہ ہوچکا تھا۔

"کیوں خولہ بھابھی؟ یہ گناہ کا رستہ کیوں چنا آپ نے؟اُسید،دارم اور فارعہ بھی تو تھے۔ وہ کافی کیوں نہیں ہوئے آپ کے لیے؟ان کا کیوں نہ سوچا؟محبت اور طلب و نفس کی غلامی کے بیچ بڑی باریک لکیر ہے جو نظر بھی نہیں آتی۔شاید اسی لیے دوسری طرف نکل جانے والے اسے محبت کا ہی نام دیتے ہیں۔اِلحان نے خود کو لکیر کے اس طرف ہی روک لیا تھا اور آپ پار کر گئی۔گھر چھوڑنے کی بہت ساری وجوہات تھیں تو یہاں رکے رہنے کی توجیہات بھی تو موجود تھیں اور پھر بھابھی آپ نے صرف گھر نہیں چھوڑا، آپ کسی کے ساتھ چلی گئی۔اس انتہائی قدم سے پہلے ہی آپ بھٹک چکی تھی۔ مسلسل محرومیاں، حقارت اور نفرت جائز ناجائز کی تمیز چھیننے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن یہی تو ایمان اور کردار کا امتحان ہوتا ہے۔"

اتنا سوچنے پر بھی اسے کیوں کا جواب نہیں مل رہا تھا۔اس کیوں کا جواب خولہ ہی دے سکتی تھی جو جانے اب کہاں تھی۔

ولید کمرے میں آیا تو وہ گھٹنوں پر سر رکھے زارو قطار رو رہی تھی۔اتنے عرصے میں وہ اسے اتنا جان گیا تھا کہ یہ خبر سنتے ہی اسے پہلا خیال اسی کا آیا کہ اس حادثے کا سب سے زیادہ اثر اور دکھ ایمن کو ہوگا۔وہ نیچے سب کا ردعمل بھی دیکھ چکا تھا۔ایمن کو دیکھتے ہی اس کے چہرے کے سخت تاثرات نرمی میں ڈھل گئے۔

"یہ نہیں ہونا چاہیے تھا ولید،بہت غلط ہوا،ہم کچھ روک نہیں پائے۔"وہ پلنگ پر اس کے قریب بیٹھا تو ایمن اس کا سہارا لیے روتی رہی۔

دروازے پر دستک ہوئی تو دونوں چونکے کہ کوئی خبر ہو لیکن فاطمہ اندر آئی۔

www.novelsclubb.com

"ایمن آپی! فارعہ اب مان نہیں رہی ہے۔"وہ کب سے بچوں کو ایک کمرے میں لیے بیٹھی تھی۔

انھوں نے ناشتہ بھی کیا یا نہیں؟"وہ کھڑی ہوئی۔بچے اس کے ذہن سے محو ہو گئے تھے۔"

"میں نے ناشتہ اور کھانا بھی کھلا دیا۔" دوپہر ہو گئی تھی اسے خبر ہی نہیں تھی۔

"اُسید تو چپ ہے لیکن دارم اور فارعہ بار بار پوچھ رہے ہیں۔ کب تک کمرے میں روکوں انھیں؟" وہ بھی پریشان تھی۔

"میں دیکھتی ہوں۔" وہ کھڑی ہوئی تو ولید بھی اس کے پیچھے فاطمہ کے کمرے میں آیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

"شاید نیچے چلے گئے تینوں۔" حالاں کہ وہ اُسید کو تاکید کر کے کمرے سے نکلی تھی۔

"تم ادھر دیکھو میں نیچے دیکھتی ہوں۔" اس نے فاطمہ کو اوپر دیکھنے کو کہا بھیجا اور خود نیچے آئی۔

بڑی امّاں کے کمرے میں سب جمع تھے۔ اس نے اندر جھانکا لیکن بچے وہاں نہیں تھے۔

www.novelsclubb.com

"ہماری ناک کے نیچے جانے کب سے یہ تماشہ چل رہا تھا۔" زلیخا نفرت سے کہہ رہی تھیں۔

"کسے ڈھونڈ رہی ہو؟" اسے دیکھ کر زیتون خالہ نے پوچھا۔

"فارعہ، دارِم۔۔۔۔۔" اس کی بات بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فارعہ کے رونے کی آواز آئی۔

"امی۔۔۔۔۔امی!" وہ روتے ہوئے خولہ کو پکار رہی تھی۔ وہ اکیلی تھی۔ کمرے کے دروازے میں رک کر اس نے باری باری سب کے چہرے دیکھے۔

"امی!" اس نے پکارا۔

"تمھاری ماں، وہ کم ذات، وہ ناگن ہم سب کو ڈس کر چلی گئی ہے۔" ذرا دیر پہلے والی نفرت اب بھی زلیخا کی آواز میں تھی۔

فارعہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے دادی کے قریب پہنچی۔

"امی کہاں ہیں؟" اس نے ان کا دامن پکڑ کر سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"لے جاؤ اسے یہاں سے۔" انھوں نے اسے یوں پرے کیا کہ وہ گر پڑی۔ وہ اپنی حیرت اور غصے پر قابو پاتی اسے اٹھانے آگے بڑھی لیکن اس سے پہلے سُمیکہ نے فارعہ کو گود میں اٹھالیا۔

"میں آج مدرسہ بھی نہیں جا سکی، کچھ دیر کے لیے چکر لگا آتی ہوں۔" میمونہ بھابی نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں آپ کا مدرسے جانے کا۔" ایمن کی بات اور اس کے تیور، سبھی کے منہ کھلے رہ گئے۔

"کیا فائدہ ایسا علم باٹنے کا جس پر آپ خود عمل نہ کر سکیں۔" اس کا اگلا جملہ سب کو ناگوار گزرا۔

"کہنا کیا چاہتی ہو لڑکی؟" بڑی امّاں کی رعب دار آواز گونجی۔

"اس گھر کا کاروبار دین اور شریعت کے مطابق چل رہا ہے یا نہیں آپ نے کبھی توجہ نہیں دی یا شاید جان بوجھ کر نظر انداز کیا، خولہ بھابی کے ساتھ ہو رہی ناانصافی پر آپ نے کبھی زبان نہیں کھولی نہ ہی۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"کون سی ناانصافی؟ اس کی ماں نے اور اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا ایسے گھر میں بیاہ کر آئی، اچھا کھایا پیا پہنا اوڑھا پھر بھی۔۔۔۔۔۔"

"ان سب سے زیادہ ضروری عزت اور مقام تھا جو انھیں اس گھر میں نہیں ملا۔ جو حیثیت، مقام اور رتبہ اس گھر میں میمونہ بھابی اور سُمیکہ بھابی کا ہے وہ انھیں نہیں دیا اور ۔۔۔۔"

"یعنی تم اس بدذات کے کرتوت کا ذمہ دار ہمیں ٹھہرا رہی ہو؟" زلیخا کی آواز زہر آلود تھی۔

"اپنے عمل کی ذمہ دار وہ خود ہیں لیکن انھیں یہاں تک پہنچانے میں ہم سب کا کردار ہے۔"

"بہت لمبی زبان ہو گئی ہے تمھاری۔۔۔۔ جو منہ میں آئے بکے جا رہی ہو۔" بڑی امّاں کو اتنا غصہ خولہ کی حرکت پر نہیں آیا تھا جتنا اس وقت ایمن پر آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سارا شہر 'بیت الخیر' کی مثال دیتا ہے اور تم اپنوں پر کیچڑ اچھال رہی ہو!"

کون سی مثال؟ رافع بھائی سے خولہ کے نکاح کی یا رافع بھائی کے کسی دوسری عورت کے ساتھ تعلقات کی؟"

زلیخا نے آگے بڑھ کر اس طاقت سے ایمن کو تھپڑ رسید کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل گئی۔

دوسرے تھپڑ کے لیے ان کا ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ ولید نے اسے اپنے پیچھے کیا۔زلیخا کا ہاتھ ولید کے سینے پر پڑا تھا وہ اور بپھر گئیں۔

" تمھاری ہی شہہ ملی ہے اسے۔"وہ اتنی دیر تک اس کی واپسی نہ ہونے پر نیچے آیا تھا۔

"اسے لے جاؤ یہاں سے۔"ایمن کی بے باکی اور تیور دیکھ کر بڑی امّاں نے ولید سے کہا۔ولید اس کا ہاتھ کھینچتا وہاں سے باہر نکل گیا۔

کمرے میں پہنچ کر ولید نے اسے پلنگ پر بٹھایا اور پانی سے بھرا گلاس تھمایا۔

" پانی پیو۔"

ایمن نے پورا گلاس خالی کر کے خود ہی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔اس کے گال پر زلیخا کی انگلیوں کے نشان واضح نظر آرہے تھے۔وہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔

www.novelsclubb.com

"سوری ایمن !امی کی طرف سے میں۔۔۔۔"

"ایسا نہ کہیں۔۔۔۔"اس نے جملہ مکمل نہ ہونے دیا۔

"مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہے۔" اس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا۔

"مجھے تو ہے۔" ولید نے اس کا گال پر رکھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"یہاں سب میرے اندازے سے زیادہ بگڑا ہوا ہے۔ رافع بھائی والی بات مجھے بھی آج منیب نے بتائی۔" ولید نے اپنے دوست کا نام لیا جس کی برات میں وہ گیا تھا۔

"مجھے کچھ دن قبل ذکیہ نے کہا تھا لیکن میری اتنی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ آپ سے کہہ سکوں۔ ذکیہ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ اسٹور میں کسی کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ اسے وہاں ایک جھمکا ملا تھا جو نُسیبہ نے ہم چاروں کو دیے تھے۔ میں اپنے طریقے سے معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ جھمکا کس کا ہے، آپ کے اس شادی سے آنے کے بعد سوچا تھا آپ سے بات کروں گی لیکن کیا پتہ تھا کہ دیر ہو جائے گی اس سے پہلے ہی۔۔۔۔" اس کے چہرے پر وہ بے قراری اور افسوس تھا مانو یہ اس کی وجہ سے ہوا ہے۔

"ایمن اس حادثے کی ذمہ دار تم نہیں، خود کے قصور مت ڈھونڈو۔"

"خولہ بھابھی نے جو کیا وہ ان کا عمل ہے، وہ اس کی ذمہ دار ہے، اس پر کوئی بحث نہیں لیکن کہیں نہ کہیں ہم سب خولہ بھابھی کے گنہگار بھی ہیں۔ میں کسی بھی طرح ان کی طرف داری نہیں کر رہی نہ ان کے اس قدم کو درست مان رہی ہوں لیکن ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے اور یہاں موجود گند سے چھٹکارا پانے کا یہی موقع ہے۔ میرا دل بچوں کے لیے کٹ رہا ہے۔ چند گھنٹے ہوئے ابھی اور ممانی نے معصوم فارعہ کو۔۔۔۔۔" پھر اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔

"بچوں کا کیا قصور؟ ان کا کسی نے کیوں نہ سوچا؟ نہ اب کوئی سوچ رہا ہے۔ اس گھر میں ایسے والدین تو پہلے سے ہیں جن کے لیے اپنی خواہشیں اولاد سے پہلے ہیں لیکن ایسی خود غرضی اور بچوں کے ساتھ ایسی سفاکی کہ تا عمر کے لیے نہ بھرنے والا زخم دیتے ترس نہیں آیا؟"

www.novelsclubb.com

"سب ایک جیسی سوچ اور قوت نہیں رکھتے ایمن! انسان بہت اچھے، اچھے، کم اچھے، برے اور بہت برے اسی لیے ہوتے ہیں۔ شر اور خیر کی مسلسل جنگ سب کے بس کی نہیں ہوتی، کچھ جلد ہی کسی ایک جانب ہو جاتے ہیں۔ جلد یا بدیر نفس پر وہی پیر رکھتا ہے جس کا ایمان مضبوط ہو۔ تم زیادہ نہ سوچو۔ اٹھو اور بچوں کو دیکھو۔ میں بھی باہر کے

حالات دیکھتا ہوں۔" ولید کی بات پر اس نے سر ہلایا۔ جو بات سمجھانے میں ایمن ناکام رہی تھی وہ بات ولید کو سمجھ آگئی تھی۔ کچھ دیر بعد ولید چلا گیا۔

رات تک سب کچھ واضح ہو گیا تھا۔ مدرسے کا ملازم جو اکثر گھر آتا تھا وہ بھی غائب تھا۔ ان کے فون بھی بند تھے۔ جہاں تک کسی کو دوڑایا جا سکتا تھا، دوڑایا گیا مگر آدھی ادھوری خبروں کے علاوہ کچھ نہ ملا۔

وہ ساری باتیں جو ایمن کا دل چھلنی کرتی تھیں، کسی کزن یا سہیلی سے نہیں اسی شخص سے ہوتی تھیں۔ یہ حقیقت ایمن کو شرمندہ اور دکھی دونوں کر رہی تھی۔ سب تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ وہ مل بھی جاتی تو انھوں نے کیا کرنا تھا۔ جانے خولہ نے کیا سوچا تھا کہ اس طرح وہ 'بیت الخیر' کو رسوا کر ان سے بدلہ لے گی یا رافع کے منہ پر یہ طمانچہ ثابت ہو گا مگر یہ تو رافع کے لیے اچھا ہی تھا۔ وہ سمجھ ہی نہ سکی تھی یہاں کے لوگوں کو۔

اُسید، دارم اور فارعہ، فاطمہ کے ساتھ تھے۔ حیرت انگیز طور پر سُمیکہ چپ تھی۔ رات میں بھی فارعہ کو وہ اپنے ساتھ سلانے لے گئی۔

"امی کہاں گئی ہیں ایمن چاچی؟" وہ اس پر کمبل ڈال کر جانے لگی تو اُسید نے پوچھا اور اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔ کاش! جانے والی اس سوال کا جواب دے کر جاتی یا اس وقت یہ سوال اس تک پہنچ پاتا۔

"نہیں معلوم بیٹا، وہ کسی کو بھی بتا کر نہیں گئی۔" وہ سات سال کا سمجھدار بچہ دن بھر سے باتیں سن اور سمجھ رہا تھا۔ اس سے جھوٹ کہنا فضول تھا۔

"کیا وہ اب واپس نہیں آئیں گی؟" اس بار وہ آبدیدہ اُسید کو 'نہیں معلوم بیٹا' بھی نہ بول سکی۔

"تم ان کے لیے دعا کرو اور پریشان نہ ہو۔ جو کام یا بات امی سے کہنے والے ہو وہ مجھے کہہ دیا کرو۔" پلنگ پر بیٹھ کر ایمن نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

www.novelsclubb.com

اُسید کے آنسو چھلک پڑے اور وہ اٹھ کر اس سے لپٹ گیا۔ ماں کی کمی، ماں کی خود غرضی، دھوکا، بدنامی اور لوگوں کی باتیں، کیسے سہیں گے یہ بچے؟ ابھی تو انھیں صرف کمی کا احساس تھا لیکن وقت کے ساتھ اس حادثے کے کئی رنگ اور مطلب بھی تو ان پر واضح ہو ہی جانے تھے۔

ایک دن ہی گزرا تھا لیکن تھکان صدیوں کی تھی۔ اگلا دن وہ خولہ کو بھولنے کی کوشش کرتے ہوئے بچوں میں لگی رہی۔ حیرت انگیز طور پر سُمیکہ کا رویہ بچوں کے ساتھ بڑا اچھا اور مثبت تھا۔ دارِم کے رونے پر رافع نے غصے سے اسے کہہ دیا کہ تمھاری ماں مر گئی ہے اور پھر ذرا دیر بعد وہ فارعہ کو سمجھا رہا تھا کہ امی اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی ہیں اور پھر کبھی نہیں آئے گی۔ کاش! بڑوں کے پاس بھی ایسی تسلی ہوتی۔

دروازے پر دستک دے کر سُمیکہ اندر آئی اور چپ چاپ اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا؟" اس کی چپ پر ایمن کو پوچھنا پڑا۔

"ہم نادانوں کو سمجھ کسی بڑے نقصان کے بعد ہی کیوں آتی ہے؟ سارے گھر کی طرح مجھے بھی رافع بھائی اور خولہ بھابھی کے حالات کا علم تھا۔ میں نے کئی بار رافع بھائی کو اونچی آواز میں خولہ بھابھی کو ڈانٹتے، جھڑکتے اور تضحیک کا نشانہ بناتے سنا، دو تین بار بھابھی کو فون پر باتیں کرتے بھی دیکھا، کچھ سنا بھی لیکن ان سب کا مجھ پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ میں نے اچھا برا، کون غلط کون درست کچھ نہیں سوچا۔ مجھے حارث سے

شکایتیں تھیں اور پھر تمھیں اور ولید کو دیکھ کر مجھے جلن ہونے لگی کہ ایسی محبت، ایسا اظہار میری تمنا تھی۔" ایمن حیرت کے سمندر میں ڈوب اور ابھر رہی تھی۔

"مجھے لگتا تھا حارث کا کم گو اور شرمیلا مزاج میری زندگی کا گرہن ہے۔ وہ مجھے نظر بھر کے دیکھیں، میری تعریفیں کریں، اپنی محبت کا اظہار زبان اور عمل سے کریں، میں اس کے لیے ترستی رہی، تڑپتی رہی پھر غصے اور جلن کی آگ میں جھلسنے لگی۔ ولید سے تمھاری اچانک، زبردستی شادی اور پھر اس کا ایسا اچھا رویہ مجھے ہر وقت اپنی قسمت پر شکوہ کناں رکھتا۔ بچوں سے محرومی بھی مجھے حارث کا قصور لگتی رہی تھی۔ تم سے یہ خوشی ملنے کے بعد بڑی امّاں اور امی بھی تم پر مہربان ہو جائیں یہ خیال ہی مجھے آگ بگولہ کر دیا کرتا۔ وہ سب کچھ جو مجھے چاہیے وہ تمھیں ہی کیوں ملتا ہے، یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی تھی اور اسی لیے میں نے اس دن سیڑھیوں پر کیرم والا پاؤڈر گرا دیا تھا۔ میں جانتی تھی تم اس طرف کی ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر نیچے اترتی ہو۔" ایمن دم سادھے اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔

"اب سوچتی ہوں تو لگتا ہے دادی کی دعا نے مجھے بچا لیا کہ تم اُمید سے نہیں تھی ورنہ میں کتنے بڑے گناہ کی مرتکب ہونے چلی تھی۔ خولہ بھابھی کے اس قدم نے مجھے اپنی

نیند سے بیدار کر دیا ہے، اپنی خود ساختہ محرومی کے خول سے باہر نکال دیا ہے۔ شادی کے رشتے میں اس جوڑے کو سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے جس میں امانت کا احساس اور خیانت نہ کرنے کی فکر ہو۔ میں نے حارث کی اچھائیاں کبھی نہیں دیکھی نہ انھیں مجھ سے کیا توقعات ہیں یہ سوچا، بس اپنی بچکانی خواہشوں کے پیچھے خوار ہوتی رہی۔ میں یہ سوچ کر ہی کانپ گئی کہ ایسا ہی کوئی چور دروازہ مجھے مل جاتا تو کیا میں بھی اپنی خواہشوں کے پیچھے وہاں سے باہر نکل جاتی؟ ان خواہشوں کو بے لگام چھوڑنے کا انجام سامنے ہے کہ بچوں کی زنجیریں بھی خولہ بھابھی کو نہ روک سکیں۔ شیطان میری بھی تو تاک میں ہو گا، میرے تو قدم روکنے والی کوئی زنجیر بھی نہیں!" وہ ذرا دیر کو رکی۔

"دادی، ابّو اور بھائیوں کی محبت کے باوجود ماں کی کمی اور اس رشتے کا خلاء ساری عمر میرے ساتھ رہا اور اب کل سے ان تین بچوں کو دیکھ کر مجھے بہت رونا آ رہا ہے۔" اس کے آنسو گود میں گرنے لگے۔

"ماں سے محرومی اور اپنی زندگی میں رومانس کی چاہ کے ساتھ ہی میرے اندر اللہ نے کوٹ کوٹ کر ممتا بھی بھر دی ہے اس کا احساس مجھے کل ہوا۔ میری عقل ناکام ہے کہ کیوں خولہ بھابھی نے بچوں کا نہ سوچا؟ ہمیشہ حارث کی طرف سے وقت اور محبت کی کمی

کا شکوہ رہا لیکن کل میں نے سوچا میرے حالات خولہ بھابھی جیسے ہوتے اور تین پیارے بچے ہوتے تو میں یہ کبھی نہ کرتی۔"

"اس کا جواب خولہ بھابھی ہی دے سکتی ہے کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا یا پھر آج تک ہم انھیں سمجھ نہیں پائیں یا وہ بالکل بدل گئی تھیں اور ہم نے غور ہی نہیں کیا۔" ایمن نے کہا۔

"تم مجھے معاف کر دو اس دن۔۔۔۔۔۔"

ایمن نے سُمیکہ کے ہاتھ تھامے۔

"آپ کو احساس اور ندامت ہے تو اب اسے بھول جائیں، میں بھی بھول گئی اور ایک اعتراف میں بھی کرتی ہوں کہ جھمکا دیکھ کر میرا پہلا شک آپ پر گیا تھا۔ ہم دوسروں کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کر کے انھیں اپنی سوچ کے مطابق ہی سمجھتے ہیں اور اس میں اکثر اوقات غلط ثابت ہوتے ہیں۔"

سُمیکہ نے اقرار میں سر ہلایا۔

"اس گھر میں بہت کچھ غلط ہے بھابھی۔جو نہیں سمجھتے انھیں چھوڑیں اور جنھیں ہم سنوار سکتے ہیں انھیں سنواریں اب یہی ہمارا مقصد ہونا چاہیے۔"

" صحیح کہا ایمن! کل میں نے حارث سے بھی معافی مانگی اور وہ حیران ہوتے رہے کہ مجھے کیا ہوا ہے۔" وہ مسکرائی۔

"ایک سبق میں نے سیکھا ہے کہ اللہ کا قرب ہو، دین سے قربت یا پھر رشتوں اور دلوں کی قرابت، خلوصِ نیت اور ایمانداری اولین شرط ہے ورنہ یہ قربتیں بے ثمر اور بے ثواب رہتی ہیں۔ہم میں سے زیادہ تر ہر تعلق میں دکھاوا پسند کرتے ہیں اور مقابل کی منشا یا احساس سے زیادہ اپنی خواہش، مرضی اور فائدے کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ ہونا اس کے الٹا چاہیے ہم بے غرض ہو کر مقابل کی مرضی، احساس اور منشا کو اہم جانیں تو بدلے میں بنا کوشش کے ہماری طلب بھی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔"

"خولہ بھابھی کا جانا کسی کو بدلے نہ بدلے لیکن میری سوچ ضرور بدل گئی ہے۔میں حاصل کا شکر ادا کرنے اور میسّر پر قانع رہنے کی اہمیت جان گئی ہوں۔خواہشیں اندھا

کنواں ہیں ہم اس میں گر پڑے اس سے پہلے ان کا کہاں تک پیچھا کرنا ہے یہ حد متعین کر لینی چاہیے۔"

تبھی فارعہ کمرے میں آئی۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔" ماں کے بنا اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔

سُمیکہ نے آگے جا کر اسے گود میں لیا۔

"تو چلو کھانا کھاتے ہیں۔" وہ ایمن کی طرف پلٹی۔" یہ سو رہی تھی ابھی جاگی ہے، میں اسے کھانا کھلا دوں، تم دارم اور اُسید کو دیکھ لو وہ فاطمہ اور شیما کے ساتھ ہیں۔"

ایمن بھی سر ہلا کر اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

نُسیبہ کو کافی دنوں بعد ان سب کی خبر ملی اور وہ دوڑی آئی۔ وہ بھی ششدر تھی۔ خولہ سے کسی کو ایسی اُمید نہ تھی۔ خولہ کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس واقعے کے ایک ماہ بعد ہی اس کی والدہ کا انتقال کر گئی۔ ساری عمر غربت اور تکالیف سہتی آئی وہ عورت ذلت برداشت نہ کر سکی۔ ان کا ذہنی معذور بیٹا اب تنہا تھا۔ خولہ کی بہنوں کے سسرال والے اسے ساتھ رکھنے تیار نہ تھے۔ اس شہر میں ایسا کوئی ادارہ یا اسپتال نہ تھا جہاں اسے

رکھا جاتا۔ وہ کئی دن تک اس چھوٹے سے ٹوٹے پھوٹے مکان میں تنہا رہا۔ ولید نے اس کے تین وقت کے کھانے کا انتظام کر دیا تھا مگر وہ خود سے کھانا کھانے لائق بھی نہ تھا۔ کسی طرح معاشی مدد کی یقین دہانی کے بعد بڑی بہن اور اس کا شوہر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔

ایک بار پھر طوفان اس وقت آیا جب رافع نے اسی عورت سے دوسری شادی کی بات کی جس سے ان کے تعلقات کا شہرہ تھا۔ ولید، ایمن، سُمیکہ اور کسی قدر نوفل بھائی کا احتجاج کچھ کام نہ آیا کہ ہری جھنڈی عبدالباسط نے دی تھی۔ بڑی امّاں اور زلیخا چند دن ہی تیز طرار ماہین کو برداشت کر سکیں۔ جلد ہی رافع اور اسے الگ کر دیا گیا کہ خاندانی لوگوں میں ایک بازاری عورت کی کوئی جگہ نہیں۔ ایمن کا دل کیا ان سب سے پوچھیں کیا یہ خاندانی مرد بازاری عورت کو گھر لانے کے بعد بھی خاندانی ہی ہے؟ مگر ہمیشہ کی طرح دل کی باتیں اب بھی یہاں دل میں ہی رکھنا پڑتی تھیں، کم از کم گھر کے بڑوں کے سامنے۔

فارعہ اور دارِم سُمیکہ سے بہت مانوس ہو گئے تھے مگر اُسید کچھ بھول نہیں پایا تھا۔ اس حادثے کے بعد باپ کی دوسری شادی اور بھر گھر سے جانے کا سب سے زیادہ اثر اس پر

ہوا تھا۔ ولید، ایمن، سُمیکہ، حارث کے ساتھ ساتھ فاطمہ اور شیما بھی اس کی دلجوئی کی کوشش کرتیں، ہر طرح سے اس کا خیال رکھتیں پھر بھی وہ دن بہ دن خاموش اور سنجیدہ ہوتا جا رہا تھا۔

گھر کا معمول وہی تھا۔ حسبِ نیت سب کو سب کچھ مل رہا تھا۔ 'بیت الخیر' کے بڑوں کے لیے سب سے زیادہ اہمیت اور ان کا مقصد دنیا اور اس کے لوگوں سے ملنے والی عزت اور عقیدت تھا۔ عبدالباسط سے ملنے والے عقیدت منداب بھی آتے رہتے۔ رافع کو الگ کر کے انھوں نے جیسے سب کچھ ٹھیک کر لیا تھا۔ جو ذرا سا داغ ان کے نام پر لگا تھا وہ اس قدم کے بعد دھل چکا تھا۔ بڑے کمرے کی مجلسیں ہنوز جاری رہتیں۔ جو اس واقعے سے بدظن ہوئے تھے ان سے نپٹنے کے لیے بیت الخیر کے وفادار کافی تھے۔ یہ اندھے مقلد ہی دراصل شیخ عبدالباسط کی قوت اور حاصل تھے اور وہ انھیں سے خوش بھی تھے۔ اس فانی زندگی کے مقام اور رتبے نے ان سب سے دائمی زندگی کی فکر چھین لی تھی۔ اور ملتا تو وہ ہی ہے جو نیت ہو۔

اندھی عقیدت سے زیادہ خطرناک کچھ نہیں اور بڑے کمرے میں جمع ہونے والی کم علم خواتین اسی کا شکار تھیں۔ زلیخا اور بڑی اماں انھیں علم سکھانا ہی نہیں چاہتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

میمونہ بھابھی اب بھی سارا وقت اور محنت مدرسے پر نچھاور کر رہی تھیں۔ان کے مطابق گھر کے حالات اور ان کے بچے ٹھیک ٹھاک تھے وہاں ان کی ضرورت نہیں۔ اس واقعے کی خبر ملتے ہی عبدالصمد بھی رومانہ کے ساتھ آئے تھے۔ایمن ان کی بہت احسان مند تھی۔اسے لگتا تھا وہ ہی تھے جن کے فیصلے نے اسے وہ سب عطا کیا تھا جو آج اس کے پاس تھا۔جب کسی نے اس کے متعلق نہیں سوچا تب وہی تھے جنھوں نے اس کی پرواکی تھی۔

چند دن بعد ہی سب کچھ معمول پر آگیا۔اب ذکیہ بھی روز دنیا والے کیا باتیں کرتے ہیں، یہ نہیں سناتی کہ سب کے لیے خبر پرانی ہو گئی تھی۔بچوں کی ساری ذمہ داری سُمیکہ نے اپنے سر لے لی تھی۔عکرمہ کا غصہ کبھی کبھی بچوں پر نکلتا۔ولید نے نوکری نہیں چھوڑی لیکن پونہ کا فلیٹ چھوڑ دیا تھا۔اب وہ دو گھنٹے گھر سے دفتر آنے جانے میں خرچ کرتا اور چھٹیوں میں گھر کے بچوں کے ساتھ ساتھ مدرسے اور دیگر معاملات بھی دیکھ لیا کرتا۔اس نے عکرمہ کی مزید تعلیم اسی شہر میں جاری رکھنے کے لیے عبدالباسط اور نوفل کو قائل کر لیا تھا۔ایمن نے نئ نسل کی تربیت کا مشن تنہا شروع کیا تھا اور اب اپنے مقصد میں وہ اکیلی نہیں تھی۔ولید، سُمیکہ اور حارث بھی اس کے ساتھ تھے۔

www.novelsclubb.com

اسے اب بھی کئی خیال ستاتے کہ خولہ نے یہ کیوں کیا؟ وہ کہاں ہیں؟ کس حال میں ہیں؟ کیا بچے انھیں یاد نہیں آتے؟ کبھی خولہ اسے کہیں مل گئیں تو وہ کیا کرے گی؟ وہ کسی دن خولہ سے سب سوالوں کے جواب چاہتی تھی جو جانے ممکن بھی تھا یا نہیں۔ کبھی کبھی کچھ سوال اور حادثے ہمیشہ معمہ ہی رہتے ہیں۔

وہ بالکنی کے دروازے میں کھڑی بے صبری سے ولید کی منتظر تھی جو دو دن کے لیے دفتر کے کام سے دہلی گیا تھا اور آج اس کی واپسی تھی۔ اسے ٹیکسی سے اتر کر گیٹ سے اندر آتا دیکھ شرمیلی سے مسکراہٹ اس کے چہرے پر بکھر گئی۔ کچھ دیر بعد ولید اس کا نام پکارتا ہوا کمرے میں آیا۔

www.novelsclubb.com

"ایمن۔۔۔۔!"

وہ جوتے نکال کر جرابوں سمیت آگے بڑھا جہاں وہ کھڑی تھی۔

"اتنے میسجز تم نے مجھے کبھی نہیں کیے جتنے ان دو دنوں میں کیے۔ اب وہ بتا بھی دو جس کے لیے تم میرے آنے کی منتظر تھی۔"

وہ اس کے مقابل آیا۔ پنجوں کے بل اچک کر ایمن نے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور کان میں وہ ہی سرگوشی کی جو نیچے زلیخا 'دھیان رکھنا پھر سیڑھی سے گرے پھسلے نہیں' کی صورت سنا چکی تھیں۔

"بہت مبارک ہو من!" اسے بازوؤں میں لے کر وہ سیدھا ہوا اور اب ایمن کے پیر ہوا میں معلق تھے۔

"اب آپ شکایت نہیں کر سکتے کہ میں ہمیشہ روتے ہوئے گلے لگتی ہوں۔" وہ مسکرا رہی تھی۔

"یہ پہلی بار ہے۔" وہ ہنسا۔ "بار بار ہو تو۔۔۔۔۔"

"لالچ بری بلا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ایسی بری بلائیں روز چاہیے مجھے۔"

وہ مسکراتی چپ رہی۔

"جواب نہیں دیا تم نے، میری یہ ڈیمانڈ پوری ہو گی یا نہیں؟"

"زمین پر آجاؤں پھر سوچوں گی۔"

"جواب دو پھر سوچوں گا تمھیں زمین دی جائے یا نہیں۔"

اس کی بات پر ایمن کو زور سے ہنسی آگئی۔

"تمھیں میری بات مذاق لگ رہی ہے۔۔۔۔" وہ ایسے ہی گھوم کر پلنگ کے قریب آیا اور جھک کر اسے پلنگ پر لٹایا۔

"پیر زخمی کرنے اور گرنے میں تمھارا ریکارڈ ہے اور ابھی امی نے کہا ہے تمھیں گرنے اور پھسلنے نہ دوں، تو یہ اچھا بہانہ ہوگا کہ تمھیں بیڈ تک محدود کر دیا جائے۔" وہ روانی میں کہہ گیا۔ ایمن کا چہرہ دیکھتے ہی اسے اپنی غلطی احساس ہوا۔ جان لینے کے بعد بھی اس نے ایمن کو کہنے کا موقع دیا تھا جو وہ دو دن سے کہنا چاہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگلی بار ایسا ہو تو پلیز تم میسج ہی کر دینا، گیٹ سے کمرے تک آتے ہوئے کئی لوگ ملتے ہیں۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

ایمن نے چند سیکنڈ اسے مصنوعی غصے سے گھورا لیکن پھر یکا یک دل میں جاگی خواہش پر خود کو بے اختیار ہونے سے نہ روک سکی۔

ہوا کے جھونکے کے ساتھ بالکنی سے آتی رات رانی کی خوشبو مسکراتے ہوئے پورے کمرے میں پھیل گئی۔

ختم شد

آسیہ رئیس خان

نوی ممبئی، انڈیا

www.novelsclubb.com